A HISTORY OF MAGIC
جادو کی تاریخ
سی۔ جے۔ ایس تھامپسن
ترجمہ: احسن بٹ

فہرست

❀ ❀ ❀

نام کتاب: جادو کی تاریخ

مصنف: سی۔ جے۔ ایس تھامپسن

ترجمہ: محمد احسن بٹ

ناشر: آصف جاوید

برائے: نگارشات پبلشرز

24- مزنگ روڈ' لاہور

PH:0092-42-7322892 FAX:7354205

فرسٹ فلور' حبیب ایجوکیشنل سنٹر' 38۔ مین اردو بازار لاہور

PH:0092-42-5014066 FAX:7354205

مطبع: المطبعۃ العربیہ' لاہور

سال اشاعت: 2007ء

قیمت: =/140 روپے

پیروکار "اوشو" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ "نگارشات" نے اوشو (گرو رجنیش) کی دنیا بھر میں بیسٹ سیلنگ کتاب "فرام سیکس ٹو سپر کانشس نیس" کا اردو ترجمہ "شہوانیت سے الوہیت تک" کے نام سے شائع کیا' جسے اتنا پسند کیا گیا کہ اب تک اس "روحانی گمراہ" کی متعدد کتابیں ترجمہ کروا کر شائع کی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ یاد رہے کہ "روحانی گمراہ" والا خطاب ہم نے اوشو کی آپ بیتی کے عنوان "ایک روحانی گمراہ صوفی" سے لیا ہے۔ یہ آپ بیتی بھی "نگارشات" نے شائع کی ہے۔

بنیاد پرستی ایک ایسا موضوع ہے جو دنیا کے تینوں توحیدی ادیان کے پیروکاروں کے لیے دلچسپی رکھتا ہے۔ "نگارشات" نے اس موضوع پر ایک جامع علمی دستاویز "خدا کے لیے جنگ" کے عنوان سے شائع کی ہے۔ اس کتاب کی انگریز مصنفہ کا نام کیرن آرمسٹرانگ ہے۔ اسی خاتون مؤرخ کی مقبول کتاب "خدا کی تاریخ" بھی "نگارشات" نے شائع کی نیز کیرن آرمسٹرانگ کی ایک نئے زاویہ نظر سے لکھی گئی اسلام کی تاریخ "اسلام کا سیاسی عروج و زوال" کے عنوان سے شائع کی گئی ہے۔

"نگارشات" کی روایت شکن اور رجحان ساز کتابوں کا یہ سلسلہ اتنا طویل ہے (اور ہنوز جاری ہے) کہ اس مختصر بیانیے میں ان کا تفصیلی ذکر ناممکن ہے۔ سو ہم زیر نظر کتاب کی طرف آتے ہیں جو کہ بلا مبالغہ ازل سے انسان کے ذہن پر حاوی موضوع پر ایک عالمانہ' معلومات افزا' دلچسپ اور جامع دستاویز ہے۔ جب انسان نے کرۂ ارض پر آنکھ کھولی تھی تو وہ تنہا تھا۔ ہر طرف فطرت کی "ہولناک عظمتیں" اس کے نازک سے قلب و ذہن پر دہشت کا سایہ ڈال رہی تھیں۔ کہیں آتش فشاں پہاڑ تھے' کہیں شور انگیز دریا' کہیں تا حد نگاہ جلتے ہوئے صحرا' کہیں پاتال تک اترتی کھائیاں۔ ابتدائی انسان کی دہشت زدگی کا واحد سبب فطرت کے یہ دل دہلا دینے والے روپ ہی نہیں بلکہ محیر العقول' دیو قامت اور دیو پیکر حیوانی مخلوقات بھی تھیں۔ گویا قدم قدم پر دہشت' خوف' اسرار اور بے بسی کا دام بچھا تھا۔ بے چارہ انسان فنا کے ڈر سے لرزتا کانپتا ان تمام قوتوں کے سامنے جھک گیا۔ کسی کو اس نے دیوتا کہا' تو کسی کو دیوی۔۔۔ مگر انسان کی یہ اطاعت گزاری کام نہیں آئی' حادثات' بیماریاں' آفتیں اور سب سے بڑھ کر موت نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ تب پہلی مرتبہ کچھ ذہین انسان سامنے آئے' جنہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ ان قوتوں کو قابو میں لا سکتے ہیں یا انہوں نے اپنے آپ کو ان قوتوں کا نمائندہ قرار دے دیا۔ دہشت زدہ اکثریت اس ذہین اقلیت کی پرستش کرنے لگی۔ ہر ناگہانی مصیبت' بیماری' قحط وغیرہ جیسے مسائل کے حل کے لیے جادوگروں' ساحروں' شامانوں اور دیوی / دیوتاؤں کے مندروں کے پروہتوں سے رجوع کیا جانے لگا۔ عراق میں حال ہی میں ایک 5 ہزار سال پرانا معبد دریافت ہوا ہے' جو صحت کی دیوی گیولا کا معبد تھا۔ یہ معبد بے حد وسیع و عریض ہے۔ اس میں مٹی کے بے شمار پتلے بھی ملے ہیں۔ کسی پتلے کا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا ہے تو کسی کا اس کے پیٹ پر۔ یقیناً یہ بیمار لوگوں نے اپنی تکلیفوں کے اظہار اور ان سے نجات کے لیے صحت کی دیوی کے حضور پیش کیے ہوں گے۔ اس ہزاروں سال پرانی رسم کا عکس میکسیکو کے

اسرار کے اندھیرے اور خوفزدہ انسان

ادب ہو یا تنقید و تحقیق' فلسفہ ہو یا تاریخ' سیاست ہو یا تہذیب و معاشرت ''نگارشات'' نے اردو میں کتابیں پڑھنے والوں کو ہر موضوع پر معیاری' وقیع اور بصیرت افروز کتابیں پیش کی ہیں۔ یہ ''نگارشات'' ہی تو ہے جس نے بیسویں صدی کے آخری عشرے میں عوام و خواص کی دلچسپی کے موضوعات پر کتابیں ترجمہ کروا کر شائع کرنے کا روایت شکن اور رجحان ساز سلسلہ شروع کیا تھا۔

اس عظیم سلسلے کے تحت قدیم ہندو (سنسکرت) کتابوں کے اردو تراجم نہایت اعلیٰ معیار اور کم قیمت میں قارئین کے ذوق کی نذر کیے گئے۔ ''ارتھ شاستر'' جیسی عالمی شہرت یافتہ کتاب' جو برسوں سے اردو میں نایاب تھی' آسان زبان میں ترجمہ کروا کر شائع کی گئی۔ قدیم ہندوستانی فن محبت کی دو عالمی شہرت یافتہ کتابوں کے مستند انگریزی تراجم کے اردو روپ مع انگریزی متن شائع کیے گئے۔ یہ دو نایاب کتابیں ہیں: کاماسوترا اور کوک شاستر۔ اس کے علاوہ پراسراریت سے معمور ''تانترا'' کو بھی فراموش نہیں کیا گیا اور اس روایت شکن و رجحان ساز سلسلہ' اشاعت کے تحت ''تانترا'' کے نام سے بھی ایک کتاب اشاعت پذیر ہوئی۔ اسی سلسلے کے تحت ہندوستان کے پاکستان دوست' انسانیت پرست ادیب' دانشور' صحافی اور عالمی سطح پر وسیع حلقہ' قارئین رکھنے والے لکھاری خوش ونت سنگھ کی ناقابل فراموش' دلچسپ' رنگین و سنگین آپ بیتی ''سچ' محبت اور ذرا سا کینہ'' کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ اس کی اشاعت کے بعد خوش ونت سنگھ نے ''نگارشات'' کو عمدہ ترجمے اور پروڈکشن کی داد دیتے ہوئے اپنی تمام کتابوں کے تراجم شائع کرنے کی خصوصی اجازت دے دی جو ایک پاکستانی ادارے کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اس کے بعد ''نگارشات'' نے خوش ونت سنگھ کی انقلابی تصنیف ''بھارت کا خاتمہ'' کا ترجمہ شائع کیا' جس کا موضوع ہے ہندوستان میں ماضی اور حال میں موجود انتہا پسند' بنیاد پرست ہندو تنظیموں کی مسلمان دشمنی اور ان کے مظالم۔ اس کتاب کو بھی بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

دنیا میں ہر دور اور ہر قوم میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو مروجہ معاشرتی نظام کے باغی ہوتے ہیں۔ ان باغیوں میں لبنانی نژاد امریکی ادیب خلیل جبران کا نام سرفہرست ہے۔ وہ بیسویں صدی کے آغاز میں امریکہ پہنچے تھے۔ بچپن نہایت اذیت و ابتلا میں گزرا' جس نے انہیں ایک باغی' ایک رومان پسند انسان دوست' ایک شعلہ بیان انقلابی شاعر' ادیب اور مصور بنا دیا۔ ان کی کتابیں آج بھی اتنی مقبول ہیں کہ لگتا ہے وہ اسی اکیسویں صدی کے زندہ لکھاری ہیں۔ ''نگارشات'' نے اس ''ہر دور کے معاصر'' لکھاری کی سوانح حیات پہلی بار اردو کے ''جبران پسندوں'' کے ذوق کی تسکین کے لیے شائع کی ہے۔

باغیوں اور روایت شکنوں کی ایک دوسری نوع میں گرو رجنیش بھی شامل ہے' جسے اس کے

پہلا باب

جادو کا آغاز ـــ مذہب اور جادو

کہا جاتا ہے کہ جادو ایک ایسا فن تھا جس کے ذریعے واقعات کے بہاؤ کو متاثر کیا جاتا تھا اور محیرالعقول طبیعی مظاہر کو جنم دیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے جو طریقے استعمال کیے جاتے تھے ان میں مافوق الفطرت ہستیوں کو یا فطرت کی مخفی قوتوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ جادو کا بنیادی مقصد تھا فطری مظاہر کے قوانین اور اصولوں کی خلاف ورزی۔

نوع انسان پر جادو کا گہرا اثر صدیوں تک رہا ہے۔ بابل اور مصر میں تو اسے مذہب کا حصہ بنا لیا گیا تھا۔ توہمات پرستی کی طرح جادو پر یقین کی جڑیں بھی خوف میں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ ''نامعلوم'' کے خوف کا شکار رہا ہے۔

قدیم جادوگر مذہبی پیشوا دعویٰ کرتے تھے کہ وہ دکھائی نہ دینے والے دیوی دیوتاؤں کی قوتوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگوں کے خوف سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اسرار کی جبلت، جو کہ تہذیب یافتہ اور غیرتہذیب یافتہ انسانوں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، ابتدا میں جہالت یا علم کی محدودیت اور نامعلوم مستقبل کے خوف سے ابھری تھی۔ زیادہ ذہین لوگ ان رازوں کو سمجھ گئے تھے اور انہوں نے پراسرار اشیاء پر یقین کو اپنے مفاد میں استعمال کیا۔

جادوگروں کو فطرت کے معمول کے کاموں میں دخل اندازی کرنے کے لیے پہلے کسی دیوی/دیوتا کی پوجا کر کے اور اسے مختلف طرح کی قربانیاں پیش کر کے خوش کرنا پڑتا تھا تا کہ وہ اسے اچھی یا بری مافوق الفطرت قوتیں عطا کر دے۔

بعض مستند علماء کا کہنا ہے کہ جادو مذہب کی اولین صورت ہے۔ ان کی دلیل یہ

ان عیسائیوں کے ہاں دیکھا جا سکتا ہے جو عیسائی ولیوں (Saints) کے نام پر پتلے بنا کر گرجا گھروں میں رکھتے اور صحت یابی کی توقع کرتے ہیں۔

اس وقت جو کتاب ''جادو کی تاریخ'' کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے' اس کے مصنف نے جادو کی ابتدا اور ارتقا کا حال بیان کیا ہے' قدیم مصر' یونان' بابل' عرب' چین' ہند اور معاصر امریکہ و یورپ میں جادوگری کی پراسرار رسموں کا احوال لکھا ہے۔ فاضل مصنف نے کالے جادو' وچ کرافٹ' محبت اور جادو پر الگ الگ ابواب تحریر کیے ہیں۔ یورپ میں ایک دور ایسا آیا تھا کہ جنونی عیسائیوں نے بعض بوڑھی عورتوں کو ''جادوگرنی'' قرار دے کر بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ اس دور کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی حقیقت یہ ہے کہ مذہبی جنونی عیسائیوں نے ہزاروں ''جادوگرنیوں'' کو زندہ جلا دیا۔ آپ اس کی تفصیلات بھی زیرنظر کتاب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ برسبیل تذکرہ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس موضوع پر کافی معلومات گرورجنیش کی حال ہی میں چھپنے والی کتاب ''عورت'' میں بھی موجود ہیں۔ انسان غیب کے حالات جاننے کا بھی ہر دور میں خواہاں رہا ہے نیز برے حالات سے بچنا بھی اس کی جبلی خواہش ہے۔ اس حوالے سے روحوں سے رابطہ کرنا' آئینہ بینی وغیرہ کے بارے میں تفصیلات مہیا کی گئی ہیں۔

جادوئی عمل میں مختلف بوٹیوں' پتھروں' دھاتوں وغیرہ کا استعمال شروع سے کیا جاتا رہا ہے۔ اس ضمن میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ جادوئی نقش اور مہریں بھی فاضل مصنف کی باریک بیں نگاہ سے نہیں بچے اور انہوں نے اس حوالے سے بھی اپنے قاری کو بھرپور معلومات مہیا کی ہیں۔ اس کتاب کی اچھوتی خوبی قدیم دور سے لے کر موجودہ زمانے تک جادو سے متعلقہ تصاویر کی اشاعت ہے۔ آپ کو ان تصاویر میں شیطان' جن' بھوت' پریاں' جادوگر' جادوگرنیاں وغیرہ اپنے اپنے عجیب مگر دلچسپ حلیوں میں دکھائی دیں گے۔ انسانی تخیل کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے کہ وہ ہر مخلوق کی تصویر بنا لیتا ہے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ طویل تحقیق کے بعد اور یورپ کے کتب خانوں میں موجود قدیم مخطوطوں کا بغور مطالعہ کر کے لکھا گیا ہے۔ اسی طرح تمام تصاویر بھی یورپ کے بڑے بڑے عجائب گھروں سے حاصل کی گئی ہیں۔ یوں اردو زبان میں ایک دلچسپ موضوع پر ایک جامع علمی کتاب وجود پذیر ہوگئی ہے' جو یقیناً قارئین کے ایک وسیع حلقے کی پسند پر پورا اترے گی۔

کوئی بھی انسانی کاوش خطا سے عاری نہیں ہوتی۔ قدیم زمانوں کے پروہتوں' ساحروں' شامانوں اور موجودہ دور کے جمہوریت مخالف لوگوں کے علاوہ کوئی بھی معقول' مہذب اور باعلم انسان ایسا نہیں ہے جو دعویٰ کرے کہ اس کا ہر قول اور عمل خطا کے امکان سے خالی ہے۔ اس تناظر میں اپنے معزز قارئین سے گزارش ہے کہ اس انوکھے موضوع والی تصنیف کی خامیوں کو درگزر کیجیے گا۔

محمد احسن بٹ

دسمبر 2003ء

پہلے حصے کو تمثیلی جادو قرار دیا ہے۔ اس میں جادوگر جس طرح کا اثر پیدا کرنا چاہتا تھا ویسا ہی عمل کیا کرتا تھا۔ دوسرے حصے کو اس نے متعدی جادو کا نام دیا ہے۔ اس میں جادوگر نے جس شخص کو نشانہ بنانا ہوتا تھا اس کے استعمال میں رہنے والی کسی شے پر جادو کرتا جس کے نتیجے میں متعلقہ شخص پر اس جادو کا اثر ہو جاتا تھا۔ عملی طور پر دونوں صورتیں اکثر و بیشتر مربوط ہوتی تھیں۔ وہ اس مربوط صورت کو ہمدردانہ جادو کا نام دیتا ہے' کیونکہ دونوں صورتوں میں یہ فرض کیا جاتا تھا کہ چیزیں خفیہ ہمدردی کے ذریعے فاصلے سے ایک دوسرے پر عمل کرتی ہیں۔

دشمن کو زخمی یا ہلاک کرنے کے لیے اس کے پتلے میں اس یقین کے ساتھ سوئیاں چبھونا کہ پتلے کے جس عضو میں سوئی چبھوئی جائے گی دشمن کے اسی عضو میں تکلیف ہوگی' یہاں تک کہ پتلے کے تباہ ہوتے ہی دشمن بھی مر جائے گا' تمثیلی جادو کی اولین صورتوں میں سے ایک کی مثال ہے۔ قدیم بابلی' مصری' ہندو اور دیگر نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بہت قدیم زمانوں سے لے کر ازمنہ وسطیٰ تک اس پر عمل کرتے رہے۔ یہ آج بھی بہت سی وحشی نسلوں کی جادوئی سرگرمیوں میں شامل ہے۔

اس جادوئی عمل کو ایک زیادہ اچھے مقصد کے حصول کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا یعنی کسی شخص کو محبوب بنانے کے لیے۔ محبت کے لیے کیے جانے والے جادوئی عمل میں ہوتا یہ تھا کہ متعلقہ شخص کا موی پتلا آگ کے قریب رکھ کر پگھلایا جاتا۔ اس عمل کے پیچھے عقیدہ یہ ہوتا تھا کہ پتلے کے پگھلنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ شخص کا دل بھی نرم ہوتا جائے گا اور یوں اس کی محبت حاصل ہو جائے گی۔

متعدی جادو کا دارومدار جادوئی ہمدردی پر تھا۔ اس حوالے سے عقیدہ یہ تھا کہ جادوئی ہمدردی کسی شخص اور اس کے جسمانی اعضاء مثلاً بالوں' دانتوں یا ناخنوں کے درمیان موجود ہوتی ہے۔

یہ تصور بہت قدیم ہے کہ کسی شخص سے تعلق رکھنے والی مذکورہ بالا اشیاء میں سے کوئی شے قبضے میں ہو تو اس شے پر عمل کر کے متعلقہ شخص سے اپنی مرضی کا کام کروایا جا سکتا ہے' خواہ وہ کتنے ہی فاصلے پر ہو۔

ایک پرانی رسم یہ تھی کہ ٹوٹے ہوئے دانتوں کو چوہے کے بل کے نزدیک رکھ دیا جاتا تھا تاکہ وہ انہیں کتر سکے۔ اس رسم کے پیچھے یہ خیال کارفرما تھا کہ چوہا ٹوٹے ہوئے

ہے کہ جادو ہر قوم میں اور ہر عہد میں موجود رہا ہے نیز ارواح پر عقیدے سے بھی زیادہ قدیم ہے۔ وائیز مین کے بقول جادو مکمل طور پر توہمات سے تشکیل پذیر نہیں ہوا تھا بلکہ یہ تو مذہبی عقیدے کا ایک بنیادی حصہ ہوتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ مذہب کافی حد تک جادو پر براہ راست استوار تھا اور ہمیشہ اس سے قریبی ربط رکھتا تھا۔ اس کے برعکس فریزر کہتا ہے کہ انسانی فکر کے ارتقا میں' پست دانش ورانہ سطح کی عکاسی کرتے ہوئے' جادو ہر مقام پر مذہب سے پہلے موجود تھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے اپنے ماحول کے جذباتی ردعمل' اشیاء کو جاندار سمجھنے اور انہیں خفیہ طاقتوں کا حامل قرار دینے سے جادو پیدا ہوا تھا۔

جادو کی کچھ خاص رسومات ہوا کرتی تھیں جنہیں ایک محیرالعقول کام کرنے والی طاقت کو بروئے کار لانے والے روایتی عمل تصور کیا جاتا تھا' تاہم ایسی جادوئی رسومات جو کسی منظم مسلک کا حصہ نہیں ہوتی تھیں معاشرہ انہیں غیر قانونی تصور کرتا تھا۔

وُنڈٹ کہتا ہے کہ "تمام رسومات کے پیچھے ایک ہی اساطیری تصور موجود ہے یعنی روح کا تصور۔ اسی تصور سے مسلک کی تین صورتیں پیدا ہوئی ہیں ـــ جادو' بت پرستی اور ٹوٹم پرستی۔" چنانچہ جادو کی ابتدائی صورت میں یہ مانا جاتا تھا کہ ایک روح دوسری روحوں پر بلاواسطہ عمل کرتی ہے۔ جادو کی ثانوی صورت میں یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ ایک روح دور فاصلے سے کسی علامت کے ذریعے اثر انداز ہوتی ہے۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا زیادہ ذہین لوگ سمجھتے گئے کہ جادوئی رسومات' تقریبات اور ٹونے ٹوٹکے حقیقتاً ویسے اثرات کو جنم نہیں دیتے جیسا کہ فرض کیا جاتا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ عقیدے میں تقسیم رونما ہوئی۔ جاہل افراد جادوئی طاقتوں پر عقیدے اور توہمات سے چمٹے رہے جبکہ زیادہ ذہین افراد نے تمام کائنات میں ایک عظیم ترین طاقت کے ہاتھ کو کارفرما دیکھا اور انہوں نے خدا (God) کو ماننا شروع کر دیا۔

رابرٹسن سمتھ کہتا ہے کہ یہ فرد نہیں بلکہ کمیونٹی تھی جسے اپنے دیوتا کی مستقل اور ہمیشہ کارگر رہنے والی مدد پر یقین تھا۔ جہاں تک فرد کا تعلق تھا تو قدیم انسان انفرادی پریشانیوں میں جادوئی توہمات کی طرف مائل تھا۔ فرد مافوق الفطرت قوتوں کے ساتھ بھی مراسم قائم نہیں کر سکتا تھا' حالانکہ ان کی مدد حاصل کرنے کے لیے اسے اپنی کمیونٹی کو چھوڑنا پڑتا تھا۔

فریزر کہتا ہے کہ جادو کی اساس جس تصور پر تھی' اس کے دو حصے تھے۔ اس نے

تھے۔ مذہب اور جادو کا اتحاد اس طرح عمل میں آیا۔

فرانس میں سینٹ گیرونز' اراینگی میں دریافت ہونے والی ٹرائس فریرے نامی غار کی دیواروں پر موجود قدیم ترین نقاشی سے ثبوت ملتا ہے کہ قبل از تاریخ دور کا انسان جادو پر عمل کرتا تھا۔ بروئل نے وہاں ایک لمبی غار کے اختتام پر ایک چھوٹا سا کمرہ دریافت کیا تھا۔ اس کمرے کی دیواریں نقاشی سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ان سب میں نمایاں شبیہہ ایک آدمی کی تھی' جس کو نقاب اوڑھایا گیا ہے۔ اس کے بارہ سنگھے جیسے سینگ اور دم بنائی گئی ہے۔

زمانۂ قبل از تاریخ کا جادوگر۔ یہ تصویر فرانس میں ایک قدیم غار کی دیوار پر موجود ہے۔

اسی کمرے میں دیوار کے نچلے حصے میں مذکورہ بالا شبیہہ کے قریب اتنی ہی نمایاں ایک اور شبیہہ ہے۔ یہ شبیہہ منبر نما ایک اونچی جگہ کی ہے' جس پر چڑھنے کا راستہ اس کے عقب میں بنایا گیا ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ جادوگر اس جگہ جادوئی عمل کرتا ہوگا۔ اگر یہ قیاس درست ہے تو غار کی دھندلی اور پراسرار فضا میں یقیناً اس جادوگر کے کاموں کو دیکھنے والوں کے ذہنوں پر ضرور بہت اثر ہوتا ہوگا۔

بارہ سنگھے کے نقاب والی اس شبیہہ کو ذہن میں رکھ کر بارہویں صدی کے ابتدائی برسوں کی برکلے کی جادوگرنی والی کہانی کو یاد کرنا بہت دلچسپ رہے گا۔ اس کہانی کو میلمسبری کے ولیم نے بیان کیا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ جب جادوگرنی مرنے لگی تو اس نے پادریوں اور اپنے بچوں سے التجا کی کہ "اس کی لاش کو بارہ سنگھے کا نقاب اوڑھا کر پتھر کے تابوت میں رکھ کر تابوت کو سیسے

دانتوں کو کترے گا تو جس شخص کے دانت ہیں' اس کے باقی دانت چوہے کے دانتوں جیسی مضبوطی حاصل کر لیں گے۔ یہ رسم متعدی جادو والے عقیدے کی عکاسی کرتی ہے۔ ٹوٹے ہوئے دانتوں کے حوالے سے، ایک اور رسم یہ تھی کہ انہیں چوہے کے بل کے نزدیک رکھنے کی بجائے آگ میں پھینک دیا جاتا تھا تاکہ کوئی ان پر قبضہ کر کے متعلقہ شخص پر جادوئی عمل نہ کر سکے۔

متعدی جادو کی ایک اور مثال یہ قدیم عقیدہ ہے کہ کسی زخمی شخص اور اس زخم کا باعث بننے والے ہتھیار میں تعلق ہوتا ہے' چنانچہ ہتھیار پر جو بھی عمل کیا جائے گا اس کا اثر زخم پر ہوگا۔

پلینی کہتا ہے: ''اگر تم نے کسی شخص کو زخمی کر دیا تھا اور اب اس پر شرمندگی محسوس کر رہے ہو تو اس ہاتھ پر تھوکو جس نے زخم لگایا تھا۔ اس عمل سے زخم خود بخود بھر جائے گا۔''

اس عمل کا احیاء سترہویں صدی میں سر کینیلم ڈگبی نے کیا تھا۔ ڈاکٹر والٹر شارلٹن نے اس کے بارے میں کہا تھا کہ وہ ''ایک ایسا شریف النفس انسان تھا' جس نے اپنی عقل کو علم کے اتنے اعلیٰ مدارج تک ترقی دے لی تھی کہ جو معصومیت کے حامل شخص کی حالت سے بہت زیادہ کم نہیں تھی۔''

اس نے اپنا نظریہ مونٹ پیلیئر میں ہونے والے شرفاء اور علماء کے ایک اجتماع کے سامنے پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اس نظریے کا خلاصہ اسی کے الفاظ میں یہ ہے: ''ہمدردی کے سفوف سے زخموں کا علاج۔''

ڈگبی کا ''ہمدردانہ سفوف'' اس ہتھیار پر چھڑکا جاتا تھا' جس سے زخم لگایا گیا ہوتا تھا۔ اس سفوف میں کاپر سلفیٹ شامل ہوتا تھا اور اسے اس وقت تیار کیا جاتا تھا جب سورج برج اسد میں داخل ہوتا۔

پختہ امکان یہ ہے کہ پیشہ ور جادوگر اصل میں ایک ایسا شخص ہوتا تھا جو پیدائشی طور پر نیز مطالعے اور تربیت کے ذریعے اپنے ساتھیوں پر طاقتور اثر حاصل کر لیتا تھا۔ مذہبی پیشوا بھی انہی ذرائع سے' یا تپسیا اور فاقہ کشی کے ذریعے' ان تخیلاتی ہستیوں کی حمایت حاصل کر لیتے تھے' جن کے بارے میں یقین تھا کہ وہ انسانوں کے معاملات پر اثر یا کنٹرول رکھتی ہیں۔ چنانچہ مذہبی پیشوا اور جادوگر بنیادی طور پر متحد ہوتے تھے۔ جادوگر ہمیشہ اپنے سے زیادہ طاقتور ہستی کے دست نگر رہتے تھے لہٰذا وہ جنتر منتر کے ذریعے دیوتاؤں کی مدد طلب کرتے

دوسرا باب

مافوق الفطرت ہستیاں

چھوٹی جسامت والی خاص مافوق الفطرت ہستیوں پر یقین مختلف نسلوں کے لوگوں میں مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ یہ ہستیاں دلکش وضع قطع کی حامل اور عموماً مہربان اثرات کی مالک ہوتی تھیں۔ مشرق بعید میں یہ مافوق الفطرت ہستیاں رومانوی کہانیوں کا حصہ ہوتی تھیں اور قدیم ہندو روایت کے مطابق وہ انسان کی تخلیق سے پہلے بھی اس زمین پر آباد تھیں۔ قدیم ایران میں بھی ایسی ہستیاں موجود ہونے کا عقیدہ پایا جاتا تھا' جو کہ آسیب زدہ مقامات اور محلات میں رہتی تھیں۔

یورپ میں کیلٹک نسلیں عمومی طور پر اس توہم کو مانتی تھیں' جبکہ گوتھک لوگوں نے روحوں کی زیادہ خبیث قسموں بھوتوں اور زمین کے اندر رہنے والے بھتنوں کو متعارف کروایا۔ جنوبی یورپ کی شاعرانہ دیومالا میں وہ ازمنہ وسطیٰ کی ابتدا میں نمودار ہوتی ہیں اور اٹلی' فرانس اور سپین کی رومانوی کہانیوں میں بھی ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ قدیم ایران میں پریوں پر عام یقین تھا اور ان کی وضع قطع بیان کرتے ہوئے کہا جاتا تھا کہ وہ ایسی ہستیاں ہیں جو کہ انسانوں کے خوبصورت نقش ہائے کوچک (منی ایچرز) ہیں۔

پریاں اور ان کے بادشاہ و ملکہ ابتدائی دیومالا میں سامنے آتے ہیں اور بعدازاں ڈیانا اور اس کی نازنین ساتھیوں کی حیثیت سے۔ فرانس کے اولین رومانوی قصوں میں اوبرن کو بے مثال حسن و جمال کی مالک ایک ننھی سی مخلوق کے طور پر پیش کیا گیا ہے' جس نے ہیروں کا تاج پہنا ہوتا تھا۔ جب وہ قرنا پھونکتی تو جو سنتا بے اختیار رقص کرنے لگتا۔ ان پریوں اور دیگر مافوق الفطرت ہستیوں کے پاس یہ قوت ہوتی ہے کہ جب چاہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپا سکتی ہیں۔

اور لوہے سے مضبوطی سے بند کر دیا جائے تاکہ اس کی لاش بری روحوں سے محفوظ رہے۔"
مصری جادوگروں کا دعویٰ تھا کہ وہ ایسی قوتوں کے مالک ہیں کہ اعلیٰ ترین دیوتاؤں سے بھی اپنی مرضی کے مطابق کام کروا سکتے ہیں۔ ہندوستان میں برہما، شیو اور وشنو پر مشتمل تین شکلوں والا عظیم دیوتا بھی جادوگروں کے جادو کا شکار ہو جایا کرتا تھا۔

اولڈن برگ کہتا ہے کہ "خاص موقعوں پر منائی جانے والی رسومات ہر قسم کے جادو کے مکمل نمونے ہیں اور ہر صورت میں جادو کی تمام اقسام پر قدامت کا ٹھپہ لگا ہوا ہے۔"
حد تو یہ ہے کہ وچ کرافٹ (سفلی علم) ہندو دھرم کا حصہ بن گیا تھا اور مقدس ترین ویدی رسومات کا لازمی جزو تھا۔ "سام ودھان برہمن" درحقیقت جنتر منتر اور سحر کی کتاب ہے۔

ماسپیرو کہتا ہے کہ "قدیم مصر میں اگر کسی شخص کو دیوتا کی خوشنودی مطلوب ہوتی تو اسے جنتر منتر جاپنے پڑتے، کئی رسومات پر عمل کرنا پڑتا، پوجا پرارتھنا کرنی پڑتی اور اپنے ہاتھ دیوتا کے بت پر رکھ کر اپنے آپ کو اس کی تحویل میں دینے کا اعلان کرنا پڑتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ یہ سب کچھ دیوتا کے اپنے احکامات ہیں، جن پر عمل کرنے ہی سے وہ راضی ہو سکتا ہے۔"

قدیم زمانے کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ مذہبی پیشوا اپنے منصب کے طفیل ایسی خاص قوت کا مالک ہو جاتا ہے کہ وہ مذہبی احکام کی خلاف ورزی کرنے والے شخص پر جادو کر سکتا ہے، یا جیسا کہ آئرلینڈ میں کہا جاتا تھا کہ وہ اسے بددعا دے سکتا ہے۔ یہ قدیم عقیدہ دور حاضر میں بھی موجود ہے۔

رابرٹسن سمتھ کہتا ہے کہ "منظم مت یا مجموعی طور پر سماجی تنظیم کا دشمن تصور کیے جانے والے جادو پر تاریک اور خفیہ مقامات پر عمل کیا جاتا تھا اور اسے مختلف متوں (Cults) کی پست رسومات سے تشکیل دیا گیا تھا۔" لہٰذا ہم دیکھیں گے کہ ازمنۂ وسطیٰ میں جادوگروں نے مذہبی رسومات کی ایسی نقالی کی کہ جو ان کی توہین کی حد تک پہنچ گئی۔

اس کے برعکس مذہب نے الوہیت کا ایک اخلاقی تصور تشکیل دیا ہے، جس کے تحت انسان نیک اعمال کر کے غیر معمولی طاقت حاصل کر سکتا ہے۔

جادو کے آغاز کے حوالے سے مختلف مستند علماء کے پیش کردہ نظریات کو بیان کرنے کے بعد ہم یہ جائزہ لیں گے کہ ابتدائی تہذیبوں میں جادو کس طرح پیدا ہوا اور اس پر کن کن انداز سے عمل کیا جاتا تھا۔

ریجنالڈ سکاٹ کے بقول ''پریاں اصولی طور پر پہاڑوں اور غاروں میں رہتی ہیں۔ ان کی فطرت ہے کہ وہ مردوں' عورتوں' سپاہیوں' بادشاہوں اور شہزادیوں' بچوں اور گھڑسواروں کی شکل میں چراگاہوں اور پہاڑوں میں نمودار ہوتی ہیں۔ انہوں نے سبز لباس پہنے ہوتے ہیں۔ وہ رات کے وقت کھیتوں سے پٹ سن کے ڈنٹھل چرا لیتی ہیں اور انہیں گھوڑوں میں تبدیل کر لیتی ہیں۔

''وہ دیہاتی گھروں میں ملازموں اور چرواہوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہیں اور بعض اوقات رخصت ہوتے وقت روٹی' مکھن اور پنیر ان کے لیے چھوڑ جاتی ہیں۔ اگر وہ انہیں کھانے سے انکار کریں تو پریاں انہیں تنگ کرتی ہیں۔''

ایک اور پرانا ادیب جان ویبسٹر لکھتا ہے: ''ماضی میں کہ جب ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہوتا تھا' عام خیال تھا (اور عوام میں آج بھی یہ خیال موجود ہے) کہ زمین پر ایک خاص مخلوق موجود ہے۔ وہ اسے پری کہتے تھے۔ ان کی جسامت چھوٹی بیان کی جاتی تھی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ پریاں نظر آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی غائب ہو جاتی ہیں۔''

اس کے خیال میں ''پریاں دراصل بونے ہوتے ہیں' جو کہ دنیا میں حقیقتاً وجود رکھتے ہیں اور شاید اب بھی جزیروں اور پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ وہ بھوت پریت نہیں ہیں بلکہ یا تو وہ نوع انسان سے تعلق رکھتے ہیں یا چھوٹے بندر اور ساطیر (Satyres) ہیں' جو پہاڑوں میں بنے ہوئے خفیہ غاروں میں رہتے ہیں۔''

کچھ جادوگروں کا دعویٰ تھا کہ وہ جب چاہے پریوں کو بلا سکتے ہیں۔ ایشمولیئن کلیکشن میں موجود پندرہویں صدی کے ایک مخطوطے میں درج ذیل طریقے کو ''پریاں بلانے کا بہترین طریقہ'' قرار دیا گیا ہے:

> ''تین انچ چوڑا اور تین انچ لمبا آئینہ' زہرہ لیں۔ اسے سفید مرغی کے خون میں رکھ دیں۔ اسے اسی طرح تین بدھ یا تین جمعوں تک پڑا رہنے دیں۔ پھر اسے نکال کر مقدس پانی سے دھوئیں۔ اس پر بانس کی چھڑیوں کو گھمائیں۔ پھر انہیں کسی ایسی پہاڑی میں دبا دیں جہاں پریاں رہتی ہوں۔ بدھ اور جمعے کو 8' 3 اور 10 بجے پری کو بلائیں' لیکن پری کو بلاتے وقت پاک صاف ہونا بہت ضروری ہے اور آپ کا منہ مشرق کی جانب ہونا چاہیے۔ جب پری حاضر ہو جائے تب

جون آف آرک پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ ڈومپری کے نزدیک اس درخت اور فوارے کی طرف باقاعدگی سے آیا جایا کرتی تھی جن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہاں پریاں رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ رقص کرتی تھی نیز اس نے اپنے وطن کی خدمت کرنے میں ان سے معاونت حاصل کی تھی۔ ازمنہ وسطیٰ میں کسی پر جادوگری کا الزام لگایا جاتا تو اس میں پریوں کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر این جیفر یز کا مقدمہ۔ اس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ پریوں کو چھ مہینے کھلاتی پلاتی رہی تھی۔ اس کے اپنے بیان کے مطابق وہ ایک روز کارنوال میں سینٹ ٹیتھ کے باغ میں بیٹھی جرابیں بن رہی تھی کہ سبز لباس میں ملبوس چھ ننھے منے افراد اچانک باغ کی دیوار پھاند کر اندر آ گئے۔ انہوں نے اسے بیماروں کو صحت یاب کرنے کی قوت عطا کی۔

سکاٹ نے سکاٹش پریوں کا جو احوال لکھا ہے' اس کے مطابق وہ اتنے مہربان کردار کی مالک نہیں ہوتیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ جسامت میں چھوٹی ہوتی ہیں اور سبز پہاڑیوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ انہیں اکثر و بیشتر ان پہاڑیوں کے اوپر دائرے بنا کر نہایت دلکش رقص کرتے دیکھا گیا ہے۔ وہ سبز' بھورا یا خاکستری لباس پہنتی ہیں اور دکھائی نہ دینے والے گھوڑوں پر' اور کبھی کبھار حقیقی گھوڑوں پر' سواری کرنے کی بہت شوقین ہوتی ہیں' جنہیں وہ بہت تیز رفتاری سے دوڑاتی ہیں۔

چاسر نے پریوں کے بادشاہ اور ملکہ کے تصور کو "Rime Of St. Thopas" اور "Wife Of Bathes Tale" میں استعمال کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان کا دربار بادشاہ آرتھر کے زمانے میں لگتا تھا۔ "Merchante's Tale" میں شیطانی ارواح کو ملک پر مسلط دکھایا گیا ہے:

"Prosperine And All Her Fayrie."

نیز:

"Pluto, That Is King Of Fayrie."

اوبرن کا ذکر پہلی مرتبہ 1594ء میں لکھے گئے ایک ڈرامے میں کیا گیا تھا۔ اس ڈرامے کا نام تھا:

"The scottishe story of James the Fourth Slain at Flodden, Intermixd with a Pleasant Comedie Presented by Obern, King of Fairies."

تھا۔ کیپسر کی تخلیق "Court Of Faerie" کے نائٹس (Knights) اسی طرح پیدا ہوئے تھے۔ اس قسم کی کہانیاں سکاٹ لینڈ، آئرلینڈ اور آئل آف مین میں عام تھیں۔ والڈرون نے "Description Of The Isle Of Man" میں ایک ایلفن بچے کے بارے میں لکھا ہے جس سے کہ اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ وہ کہتا ہے ''آسمان کے نیچے کسی کا چہرہ اتنا حسین نہیں ہو سکتا۔ اس کی عمر 5 اور 6 سال کے درمیان تھی اور بظاہر وہ درست و توانا لگتا تھا۔ اس کے جسم کا کوئی جوڑ حرکت نہیں کر سکتا تھا اس لیے وہ نہ چل سکتا تھا اور نہ ہی اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا۔ اس کے اعضاء بہت چوڑے تھے لیکن کسی چھ ماہ کے شیر خوار بچے کی طرح چھوٹے چھوٹے تھے۔ اس کا رنگ انتہائی دلکش اور بال دنیا میں سب سے زیادہ عمدہ ریشمیں اور نرم تھے۔ وہ نہ کبھی بولتا تھا اور نہ روتا تھا۔ وہ بمشکل ہی کچھ کھاتا تھا۔ اسے شاذونادر ہی مسکراتے دیکھا گیا۔ تاہم اگر کوئی اسے ''ایلف پری'' کہہ کر بلاتا تو وہ مسکراتا اور بلانے والے کو اس طرح تکنے لگتا کہ جیسے آر پار دیکھ رہا ہو۔''

غائب ہو جانے والے بچے کو واپس لانے کے طریقوں میں ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اس کی جگہ رکھے گئے بچے کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جاتا تھا۔

''ایڈا'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ روشنی کی ایلفیں افلاک پر رہتی ہیں جبکہ تاریکی کی ایلفیں زمین کے نیچے رہتی ہیں۔

تمام یوتانی اقوام ایسے عقائد کی حامل تھیں اور بہادری کے رومانوی قصے ان سے بھرے پڑے ہیں۔ جرمنی کے کچھ علاقوں کے دیہاتیوں کا عقیدہ تھا کہ جو لوگ پشت کے بل سوئے ہوتے ہیں ایلفیں ان پر لیٹ جاتی ہیں اور سونے والوں کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں۔ طویل عرصے تک ڈراؤنے خوابوں کے حوالے سے یہ عقیدہ موجود رہا ہے کہ بری روحیں ان کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان بری روحوں کو بھگانے کے لیے بستر کے اوپر گھوڑے کی نعل لٹکائی جاتی تھی۔

لی لوئر کہتا ہے کہ ''شناسا روحیں ایسی روحیں ہوتی تھیں جو کہ بیان کردہ اوقات پر آیا کرتی تھیں۔ وہ اپنی پسند کی شکلیں اپنا کر آنکھوں کے سامنے آ جاتی تھیں اور ان سے گفتگو کی جا سکتی تھی۔ یونانی انہیں پیریڈرائی کہتے تھے۔''

کہا جاتا ہے کہ اسی قسم کی ایک روح سقراط کی خادمہ تھی۔ سرٹوریئس کا دعویٰ تھا کہ ایک روح اس کے احکامات کی تابع ہے۔ اس کے بقول ڈیانا نے اسے ہرن کے سفید

اسے آئینے سے باندھ لیں۔"

پریوں کا تصور مختلف ملکوں اور قوموں میں مختلف ہے۔ پریاں شاعروں کے تصور پر بھی حاوی تھیں اور شیکسپیر کے کئی ڈراموں سے پتا چلتا ہے کہ اس کے زمانے میں پریوں کے وجود پر یقین عام تھا۔ سب سے بڑھ کر پریوں نے بچوں کے تخیل پر قابو پا لیا تھا اور موجودہ زمانے کی بچوں کی کہانیوں اور ڈراموں میں بھی پریاں دکھائی جاتی ہیں۔ قدیم زمانوں والی اچھی اور نیک پریاں بچوں کے لیے تو آج بھی موجود ہیں اور جب تک شیکسپیر کے ڈرامے باقی ہیں شریر پک، روبن گڈ فیلو وغیرہ ہر کسی کے دل کو مسرت بخشتی رہیں گی۔

ایلف ایک ایسی چھوٹی سی مخلوق تھی جس کے بارے میں تصور تھا کہ وہ پہاڑیوں میں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ بھی مانا جاتا تھا کہ وہ انسانوں ہی کی طرح عقل کی حامل ہے اور مخصوص فنون میں مہارت رکھتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایلفوں کا تصور سکینڈے نیویائی دیو مالا کی پرکھیین سے لیا گیا تھا۔ اولاس میگنس ان سے "پریوں والے دائرے" منسوب کرتا ہے جنہیں آج ہم گھاس کی ایک نوع کے طور پر جانتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ میں چقماقی Flints کو "ایلف کے تیر" کہا جاتا تھا۔ ان کے حوالے سے یہ عقیدہ موجود تھا کہ ایلف ان تیروں سے جانوروں کو نشانہ بناتی ہیں اور اگرچہ ان کی کھال سلامت رہتی ہے پھر بھی وہ اچانک گر کر مر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے متعلق یہ عقیدہ بھی موجود تھا کہ جن جانوروں کو کوئی دورہ پڑا ہوا ہو اگر ایلف کا تیر انہیں چھو لے یا انہیں ایسا پانی پلا دیا جائے جس میں ایلف کا تیر ڈبویا گیا ہو تو وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

غیر چمکدار بالوں کے لیے "ایلف لٹیں" کی جو اصطلاح استعمال کی جاتی تھی، اسے اس تصور سے اخذ کیا گیا تھا کہ ایلفیں بدقسمتی کا باعث بن سکتی ہیں۔ شیکسپیئر "رومیو اور جولیٹ" کے درج ذیل مصرعوں میں اسی طرف اشارہ کرتا ہے:

"This is that very mab

That plats the manes of horses in the night;

And bakes the elf-locks in foul sluttish hair

Which once entangled much misfortune bodes."

ایلفوں سے ایک اور شیطانی عمل منسوب کیا جاتا تھا کہ وہ پنگھوڑوں میں سوتے ہوئے بچوں کو اٹھا کر ان کی جگہ اپنے بچے رکھ دیتی ہیں۔ ایسے بچوں کو "ایلفن بچے" کہا جاتا

Shut in the pummel of his sword,
That taught him all the cunning pranks
Of past and future mountebanks.
Kelly did all his feats upon
The devil's looking-glass, a stone,
Where, playing with him at bo-peep,
He solv'd all problems ne'er so deep.
Agrippa kept a stygian pug,
I' th' garb and habit of a dog,
That was his tutor, and the cur
Read to th' occult philosopher."

کیلٹک اقوام کی کہانیوں میں بینشی نامی ایک خوفناک عورت نما کا ذکر کثرت سے آتا ہے۔ یہ خبردار کرنے والی روح تھی، جو کہ مخصوص خاندانوں اور قبیلوں کو آنے والے خطرات سے آگاہ کیا کرتی تھی۔ عمومی عقیدہ یہ تھا کہ یہ روحیں عورتوں کی ہوتی ہیں جن کی تقدیریں، کسی اتفاق کے تحت، ان خاندانوں سے منسلک ہوگئی ہیں، جن کو وہ خطروں سے خبردار کرتی ہیں۔ بعض اوقات یہ روح نوجوان عورت کی ہوتی، جبکہ اکثر اوقات وہ بہت بوڑھی ہوتی تھی، جس کے لمبے لمبے بال اس کے شانوں پر بکھرے رہتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ وہ سفید ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے ہوتی ہے اور اس کا فرض تھا کہ وہ متعلقہ خاندان کو آنے والی اموات یا سانحات سے خبردار کرے۔ اس مقصد کے لیے وہ ہوا کی آواز جیسی آواز نکالتی تھی، جبکہ اس کی آواز انسانی صدا سے مشابہہ ہوتی تھی۔ یہ آواز بہت فاصلے تک سنی جا سکتی تھی۔ وہ کبھی کبھار ہی دکھائی دیتی تھی، اور وہ بھی انہی لوگوں کو جن سے کہ اس کا تعلق ہوتا تھا۔
بہت سی پرانی آئرش بیلیڈ نظموں میں بینشی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل مصرعوں میں:

'Twas the banshee's lonely wailing,
Well I knew the voice of death,
In the night wind slowly sailing

رنگ کے بچے کی صورت میں عطا کیا تھا اور وہ دنیا کے پیغامات اس تک پہنچاتا تھا۔ سکاٹ لینڈ کے باشندے سکاٹش براؤنی کو قدیم لوگوں کی شناسا روحیں تصور کرتے تھے۔ براؤنی کی خصوصیت یہ تھی وہ جو بھی کام کرتی تھی اس کا معاوضہ نہیں لیتی تھی۔ کورنیلیس اگریپا کے ساتھ ہمیشہ رہنے والا سیاہ کتا بھی اسی قسم کی شناسا روح مانا جاتا تھا۔ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ شناسا روحوں کو شیشوں اور انگوٹھیوں میں بند یا قید کیا جا سکتا ہے۔ سلامانکا اور تولیڈو اور اٹلی کے جادوگر اس میں مہارت رکھتے تھے۔

بے ڈز کہتا ہے: ''ہر جادوگر اور جادوگرنی کے پاس ایک شناسا روح ہوتی ہے جو کہ ان کی مددگار ہوتی ہے۔ یہ روح کتے یا بلی کی صورت میں بعض اوقات ظاہر بھی ہوجاتی ہے ـــــ اس قسم کی روحوں کو انگوٹھیوں' صندوقوں اور تابوتوں میں رکھا جاتا ہے۔''

فلوسٹریٹس کہتا ہے: ''اپولونیس ٹیانیس کے ساتھ ہمیشہ ایک شناسا روح رہتی تھی اور جو ہانیز جوڈوکس روزا' جو کہ کورناسینیا کا باشندہ تھا' ہر پانچویں دن شناسا روح کے ساتھ مشاورت کرتا تھا۔ یہ روح اس کی انگوٹھی میں بند تھی۔ وہ اسے اپنی مشیر اور رہنما تصور کرتا تھا اور مختلف معاملات میں اس سے ہدایت لیتا تھا ..... اس روح نے اسے تمام دکھ درد اور بیماریوں کا علاج بتا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک عالم اور بے مثال معالج کی حیثیت سے مشہور ہوگیا۔ بالآخر آرنہم' گلڈرلینڈ میں اس پر جادوٹونا کرنے کا الزام عائد کرکے اسے علاج معالجے سے روک دیا گیا جبکہ اس کی انگوٹھی کو بھرے بازار میں ایک پتھر پر رکھ کر ہتھوڑے کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا۔''

پیراسیلسس کے حوالے سے یہ یقین کیا جاتا تھا کہ اس کے ساتھ بھی ایک شناسا روح رہتی ہے جو کہ اس کی تلوار کے دستے میں جڑے ایک پتھر میں بند ہے۔ وہ اپنی تلوار کبھی زمین پر نہیں رکھتا تھا بلکہ ہمیشہ بستر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ وہ اکثر آدھی رات کو اٹھ جاتا اور اس سے فرش پر ضربیں لگانے لگتا۔

جادوگرنیوں کی شناسا روح کالی بلی یا بڑے مینڈک کی شکل میں ہر وقت ان کے پیچھے پیچھے پھرتی رہتی تھی۔ یہ جانور اس کی کرسی پر بیٹھ جاتے اور جادوگرنیاں ان سے گفتگو کیا کرتی تھیں۔ بٹلر "HUDIBRAS" کے درج ذیل مصرعوں میں شناسا روحوں کا ذکر یوں کرتا ہے:

Bombastus kept a devil's bird

ہیں اور زمین پر برے اثرات ڈال سکتے ہیں۔ ان کے شر سے بچنے کے لیے شادی شدہ مرد تازہ ہل چلے ہوئے کھیتوں میں کسی جانور کا خون چھڑکا کرتا تھا۔

فارس کا دیو مغرب کے ازمنہ وسطیٰ کے شیطان سے کافی مشابہت رکھتا ہے اور وہ نر اور مادہ ہر دو اصناف کے حامل ہوتے تھے۔ فارس والوں کی روایت کے مطابق نر دیو آدم کی پیدائش سے سات ہزار سال پہلے سے دنیا پر حکمران تھے۔ ان کے بارے میں عقیدہ تھا کہ وہ مختلف صورتیں اختیار کر سکتے ہیں، بالخصوص سانپ کی اور قدیم فارسی رومانوی قصوں کی تصویروں میں انہیں سانپ کے روپ ہی میں دکھایا گیا ہے۔

ہندوؤں کے دیوؤں یا دائیوروں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ جس دنیا میں رہتے ہیں اس کا نام دائیور ہے۔ ہندو رومانوی قصوں میں انہیں عفریتوں سے جنگ لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ انہیں لاتعداد درجوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

قیاس کیا جاتا ہے کہ لفظ "Devil" فارسی کے لفظ "Div" سے بنایا گیا تھا۔ اس کے مترادف عبرانی لفظ کے معنی ''بالوں والا'' کے لیے جاتے تھے اور بکریوں پر اس کا اطلاق ہوتا تھا۔

پرخورست کہتا ہے: ''یہ امر غیر یقینی نہیں ہے کہ عیسائیوں نے دُم، سینگوں اور کھروں والے بکری نما شیطان کا تصور پان (PAN) سے اخذ کیا ہو۔''

سر تھامس براؤن تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: ربیوں کا عقیدہ تھا کہ شیطان اکثر و بیشتر بکری کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ چنانچہ بکری کو گناہ کے کفارے نیز آخری حساب کتاب کے موقع پر گناہگاروں کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا۔

ازمنہ وسطیٰ میں مشرقی اقوام نے شیطان (Devil) کی جو تصویریں بنائی تھیں، ان میں اسے سینگوں اور دم کے ساتھ دکھایا گیا ہے جبکہ اس کا مسخ شدہ سر اور چہرہ جسم کے خاص حصوں پر دکھایا گیا ہے۔ رنگین تصویروں میں اسے سیاہی مائل سرخ یا بھورے اور سیاہ رنگوں سے بنایا گیا ہے جبکہ Satan کی تصویر سبز رنگ سے بنائی گئی ہے۔ بعد کے زمانوں میں اسے سیاہ بلی کے روپ میں دکھایا گیا ہے، تاہم جادوگرنیوں کی تقریبات کے موقع پر اسے عموماً بکرے یا مینڈھے کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔

انکیوبس ایک ایسی روح تھی، جس سے ڈراؤنے خواب منسوب کیے جاتے تھے۔ اس کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ وہ رات کی تاریکی میں سونے والوں پر آ جاتی ہے اور اسے دہشت

O'er the bleadk and gloomy heath."

آئرلینڈ کے بہت سے قدیم خاندان اپنی بنشی رکھتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ بعض خاندانوں میں تو آج بھی کسی قریبی رشتے دار کی موت سے پہلے وہ نمودار ہوتی ہے۔

خبردار کرنے والی روح صرف آئرلینڈ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اٹلی اور جرمنی میں بھی ایسی ہی خبردار کرنے والی روحیں بہت سے خاندانوں میں موجود ہیں۔

سکاٹ نے سکاٹ لینڈ کے حوالے سے اس کی متعدد مثالیں درج کی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ٹلوشگورم کے خاندان میں ایک نسوانی روح موجود تھی جس کا بایاں بازو اور ہاتھ بالوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ لوش میین کے نزدیک واقع سپیڈلنز قلعہ بھی آسیب زدہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں موجود بھوت ایک قیدی کا تھا' جسے وہاں ایک زمین دوز کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا تھا اور وہ بھوک کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گیا تھا۔ اس بھوت کی آمدورفت اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ اسے بھگانے کے لیے ایک پادری بلوانا پڑا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پادری ایک قدیم انجیل پڑھنے لگا اور چوبیس گھنٹے بعد وہ بھوت کو قلعے کے ایک حصے تک محدود کرنے میں کامیاب ہوا' تاہم اس کی چیخیں اور آہیں تب بھی سنی جا سکتی تھیں۔ پادری نے وہ قدیم انجیل اسی قلعے میں رکھ دی تاکہ اس کے اثر سے بھوت باہر نہ نکل سکے۔ ایک مرتبہ اس قدیم انجیل کی جلد دوبارہ بندھوانے کے لیے لے جایا گیا تو بھوت پھر سے نمودار ہونے لگا۔ آخر انجیل کو قلعے میں واپس لایا گیا تو بھوت سے چھٹکارا مل سکا۔

کہا جاتا ہے کہ جن ایک ایسی غیرمرئی مخلوق ہوتی ہے جو کسی فرد کے ساتھ پیدائشی طور پر ہوتی ہے تاہم اس کا تذکرہ مغربی اقوام کی نسبت مشرقی اقوام کی کہانیوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ وہ پست درجے کی مخلوق ہوتے تھے اور مردوں کے رفیق ہوتے تھے۔ وہ مردان سے اچھے یا برے کام لیا کرتے تھے۔ کیونکہ مشرق کے جن اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ عربوں کے جن فارس والوں کے جنوں سے مختلف ہوتے تھے۔ ''الف لیلہ'' کے جن ہندوستانی قصوں کے دیو ہیں' جنہیں فارس والوں نے اپنے رومانوی قصوں کے لیے مستعار لے لیا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ جن ہندو دیو مالا کے دیو یا دیوتاؤں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ عربوں کے بیان کے مطابق جن مجسم ہستیاں تھے۔ وہ بعض اوقات حیوانی شکل وصورت کے حامل دکھائے گئے ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ وہ انسانی صورت اختیار کر سکتے ہیں اور کسی جگہ سے غائب ہوکر دوسری جگہ ظاہر ہونے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ وہ زمین کے نیچے رہتے

بعض مقامات پر اس دہشت انگیز مخلوق کے خلاف عدالتی کارروائی ہوتی اور قبروں سے نکالی گئیں لاشوں کا معائنہ کر کے ان کے خون آشام ہونے کا اندازہ لگایا جاتا۔ اس سلسلے میں اعضاء کی لچک داری اور خون کے بہاؤ کو خاص طور پر ثبوت مانا جاتا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ زیادہ ذہین افراد یہ سوچنے لگے کہ تمام نہاد ویمپائر دراصل ایسے اشخاص ہوتے ہیں جنہیں قبروں میں زندہ دفنا دیا گیا ہوتا ہے۔ ویمپائروں سے متعلق ایک کہانی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ کہانی "Letters Juives 1738" میں موجود ہے اور اس پر عینی شاہدوں کی حیثیت سے بادشاہ کے محافظوں کے دو افسروں کے دستخط ثبت ہیں۔ کہانی درج ذیل ہے:

''یہ ستمبر 1738ء کے آغاز کی بات ہے کہ ایک 62 سالہ آدمی گریڈنو کے نزدیک کسیلوا بستی میں فوت ہوگیا۔ دفنائے جانے کے تین دن بعد وہ رات کے وقت اپنے بیٹے کے سامنے نمودار ہوا اور کھانے کو کچھ مانگا۔ بیٹے نے اسے کھانا دے دیا اور وہ اسے لے کر غائب ہوگیا۔ بیٹے نے اگلے دن پڑوسیوں کو سارا ماجرا سنایا۔ ایک رات چھوڑ کر اگلی رات باپ پھر نمودار ہوا اور اس نے بیٹے سے دوبارہ کھانا مانگا۔ اگلی رات بیٹا اپنے بستر میں مردہ پایا گیا۔ چند ہی دنوں میں بستی کے کچھ لوگ بیمار رہ کر مر گئے۔ بلغراد میں عدالت کو درخواست دی گئی۔ وہاں سے تین افراد کو تفتیش کے لیے بستی میں بھیجا گیا۔

انہوں نے چھ ہفتوں کے دوران مرنے والوں کی قبروں کو کھدوایا۔ جب انہوں نے بوڑھے آدمی کی قبر کھدوائی تو دیکھا کہ اس کی لاش کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس کا سانس قدرتی طریقے سے جاری تھا۔ اس پر انہوں نے فیصلہ دیا کہ وہ ویمپائر ہے۔ ان تینوں میں سے دو افسر اور ایک جلاد تھا۔ جلاد نے افسروں کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بوڑھے کی لاش کے دل میں لوہے کی نوک دار سلاخ ٹھونک دی اور اس کے بعد لاش کو جلا کر راکھ بنا دیا گیا۔''

لاہے ای بستی میں ہونے والے ایک واقعے کے حوالے سے جو کہانی ملتی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ایک کسان نے ایک ویمپائر کو پکڑا۔ وہ کسان چرچ کے مینار پر چڑھ کر پہرا

ناک خواب دکھاتی ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک متعلقہ شخص اسے جھٹک کر دور نہ کر دے۔ کیسنر کہتا ہے کہ لفظ Nachmar کو Mair سے اخذ کیا گیا ہے' جو کہ بوڑھی عورت کے لیے استعمال ہوتا ہے' کیونکہ روح سینے پر چڑھ بیٹھتی تھی اور پھیپھڑوں کو دبا کر سانس روک دیتی تھی۔ انگریزی اور ڈچ زبانوں میں جرمن لفظ ہی اپنا لیا گیا تھا تاہم سویڈن کے لوگ صرف MARA کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کچھ ملکوں میں یہ روایت موجود ہے کہ ڈراؤنے خوابوں کا باعث ایک عورت بنتی ہے جو نہ صرف مردوں پر بلکہ گھوڑوں پر بھی سواری کی عادی ہے۔ دیہاتی لوگ اسے اصطبل سے دور رکھنے کے لیے اصطبل کے دروازے پر والپرگس نائٹ کو مقدس چاک سے مقدس عبارتیں لکھتے تھے۔ اس مقصد کے لیے گھوڑے کی نعل بھی استعمال کی جاتی تھی اور موجودہ زمانے میں بھی برطانیہ کے بعض حصوں میں ڈراؤنے خوابوں سے تحفظ کے لیے بستر کے اوپر ایک بجی ہوئی نعل لٹکا دی جاتی ہے۔

ایک پرانا لکھاری لکھتا ہے کہ "انکیو بائی اور سکیو بائی ایسی بدارواح ہیں جو ڈراؤنے خواب دکھانے کے لیے بعض اوقات مردوں اور بعض اوقات عورتوں کی صورت شکل اختیار کر لیتی ہیں اور بہت خوفناک کام کرتی ہیں۔ سینٹ آگسٹین نے کہا تھا کہ ساطیر اور فاؤن انکیو بائی تھے۔" لفظ انکیوبس کو آج بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان دنوں اس کا مطلب ہے ایسا بوجھ جسے اتار پھینکنا مشکل ہو۔

ویمپائروں نے صدیوں تک انسانوں کے تخیل کی آگ کو بھڑکایا ہے۔ اس حقیقت نے بھی ان کی موجودگی کے امکان کو تقویت دی کہ بعض جانور انسان کا خون چوسنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ قدیم ادیبوں نے ویمپائروں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایسے اشخاص ہیں جو راتوں میں اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور زندہ انسانوں کا خون پی کر اپنی قبروں میں واپس آجاتے ہیں۔" اس عقیدے کو اس حقیقت نے پختگی عطا کی کہ بعض مرنے والوں کے لواحقین متعلقہ شخص کی موت کے کچھ دنوں بعد کمزور اور پیلے ہو جاتے ہیں۔

ہنگری بالخصوص ویمپائرازم کی کہانیوں کا گڑھ رہا ہے اور ان کی خوفناک حرکتوں پر مبنی عجیب و غریب کہانیوں کے لیے مختلف نظریات گھڑے گئے تھے۔ ماضی میں ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کسی شخص کی لاش پر شبہ ہو جاتا کہ وہ ویمپائر ہے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے اور اگر تازہ خون نکلتا تو الزام کو درست قرار دے دیا جاتا۔ ویمپائر کو اس کی حرکتوں سے روکنے کے لیے لاش کے دل میں نوکدار سلاخ ٹھونک دی جاتی اور پھر اسے جلا دیا جاتا۔

تیسرا باب

جادو کا مت ــ میگائی اور ان کے اسرار

جادو کا تمام دیومالاؤں سے گہرا تعلق ہے نیز فلسفے کے قدیم عقائد سے بھی۔ زرتشت جسے Magian مذہب کا بانی قرار دیا جاتا ہے قیاساً 1500 قبل از مسیح میں زندہ تھا۔ تاہم ژند اوستا کے مطابق ــ کہ جس میں اس کا نام موجود ہے ــ وہ شاید اس سے بھی کافی عرصہ پہلے وجود رکھتا تھا۔ ژند اوستا میں پیش کیے جانے والے عقائد کے مطابق اس کے مذہب کے بنیادی اصول یہ ہیں کہ دنیا میں دو عظیم قوتوں ــ خیر اور شر ــ کا تصادم برپا ہے' خیر ازلی و ابدی ہے اور آخر کار شر پر غالب آ جائے گا۔

میگائی 591 قبل از مسیح میں موجود تھے۔ وہ جادوگر یا دانا انسانوں کی حیثیت سے مشہور تھے۔ وہ زرتشت کے افکار و نظریات کا پرچار کرتے تھے۔ جس زمانے میں کوروش نے نئی فارسی سلطنت قائم کی' وہ اس زمانے میں موجود تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ مختلف طبقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ وہ خوابوں کی تعبیر بتانے اور نجوم کے علم میں مہارت رکھنے کے حوالے سے مشہور تھے۔ وہ الٰہیات کے اسرار کا عمیق علم رکھتے تھے اور اس مقصد کے لیے اپنے معبدوں میں اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ ''حق کے متلاشی'' ہیں۔ ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ انسان کو خدا جیسا بنا سکتے ہیں جس کا جسم نور ہے اور روح حق۔ وہ بتوں کو نہیں مانتے تھے اور آسمان کو خدا کا عکاس مانتے ہوئے اس کی پرستش کرتے تھے۔ ہیروڈوٹس کے مطابق وہ آسمانی اجسام سے کلام کرتے اور سورج' چاند' زمین' آگ' پانی اور ہوا کو چڑھاوے چڑھاتے تھے۔

مصر اور یونان میں پراسرار علوم کے ماہرین کی تنظیموں کے ریاستی معاملات پر عموماً بہت گہرے اثرات ہوتے تھے۔ فارس میں انہیں مکمل سیاسی غلبہ حاصل تھا۔ مقدس مذہبی

دے رہا تھا۔ اس نے ویمپائر کے سر پر زوردار ضرب مار کر اسے زمین پر گرایا اور پھر کلہاڑی سے اس کا سر قلم کر دیا۔

ویمپائروں کی کہانیاں اس قسم کی ہوتی تھیں اور ان کے وجود پر اٹھارہویں صدی تک یقین کیا جاتا تھا۔ تورنفورٹ 1717ء میں بیان کرتا ہے کہ آرچی پیلیگو میں جزائر کے باشندوں کو ویمپائروں پر پختہ یقین تھا۔ یونانی چرچ جن عیسائیوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے' وہ اپنے مرنے والوں کی لاشوں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس نے جزیرہ مائیکون میں ایک لاش کو ویمپائر قرار دے کر قبر سے نکالنے' ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور جلانے کا عمل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کہا گیا تھا کہ اس ویمپائر نے بستی کے آدھے باشندوں کی ہڈیاں توڑ دی تھیں اور خون چوس لیا تھا۔

کہا جاتا تھا کہ گوبلن یا روبن گڈ فیلو اگرچہ لوگوں کو خوفزدہ کر دیتا ہے' تاہم وہ انسانوں کا دشمن نہیں ہے۔ اگرچہ شیکسپیئر نے اسے اوبرن کی پیروکار پریوں میں شامل کیا ہے' تاہم وہ پری کی نسبت فینٹم سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔

سترہویں صدی کا ایک ادیب لکھتا ہے کہ "ہابگوبلن یا اسی قسم کی روحیں دوسری روحوں کی نسبت زیادہ شناسا اور گھریلو ہیں۔ وہ جہاں رہتی ہیں' ان مکانوں کے مکینوں کو زیادہ تنگ نہیں کرتیں تاکہ وہ مکان چھوڑ کر نہ جائیں۔ وہ کسی کو نقصان پہنچائے بغیر شور مچاتی ہیں' ہنستی ہیں' قہقہے لگاتی ہیں۔ بعض اوقات وہ ساز بجانے لگتی ہیں اور کوئی انہیں پکارے تو اسے جواب دیتی ہیں۔ وہ کچھ خاص نشانات' قہقہوں اور خوش گوار اشاروں میں بولتی ہیں تاکہ وہ ان سے خوفزدہ نہ ہو۔"

سکاٹ لینڈ کی "بوگل" ایسی ہی ایک بے ضرر روح ہے' جو کہ نقصان پہنچانے کی بجائے بے ضرر شرارتیں کر کے محظوظ ہوتی ہے۔

ذریشن "پک" کا ذکر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ بیشتر لوگ انہیں "ہابگوبلن" کہتے ہیں۔ گوبلن سے جو حرکات منسوب کی جاتی ہیں وہ "پولٹر گائسٹ" سے مماثلت رکھتی ہیں۔ جہاں گوبلن ہوتا ہے وہاں اشیاء کمرے میں لڑھکنے لگتی ہیں' برتن ٹوٹ جاتے ہیں' جگ میز سے اٹھتے ہیں اور ان میں موجود مشروب فرش پر گر جاتا ہے اور چاقو' کانٹے اور چمچ فضا میں یوں حرکت کرتے ہیں جیسے دکھائی نہ دینے والے ہاتھوں میں ہوں۔

❀ ❀ ❀

اس کا کچھ پتا نہیں ہے۔ کہانی کہتی ہے کہ چرواہا وہیں کا ہیں رکا رہ گیا اور خود بخود کچھ الفاظ ادا کرنے لگا۔ وہاں ایک تپائی رکھ دی گئی۔ جوابات کے وسیلے کے طور پر ایک لڑکی کو منتخب کیا گیا۔ فرض کیا گیا تھا کہ یہ جوابات غیب سے آئیں گے۔

بعدازاں اس مقام پر لارل کی شاخوں سے ایک کٹیا بنا دی گئی۔ اس کے بعد مذہبی پیشواؤں نے سنگ مرمر کا معبد بنا دیا اور پیتھونس کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے ہاتف لڑکی نے مقدس فوارے کا پانی پیا تھا' جو کہ صرف اس کے لیے مخصوص تھا' اور لارل کا پتا چبایا تھا۔ اس کے سر پر لارل کے پتوں کا تاج رکھا تھا۔

جو شخص ہاتف سے کچھ پوچھنا چاہتا' پہلے اسے کسی جانور کی بھینٹ دینی ہوتی تھی۔ اس کے بعد وہ ایک سوال لکھ کر پیتھونس کو دے دیتا۔ وہ سوال لے کر سونے کی تپائی پر بیٹھ جاتی۔

کہا جاتا ہے کہ ڈیلفی کی ہاتف سال میں صرف ایک مہینے میں بولتی تھی اور شروع شروع میں تو وہ اس مخصوص مہینے کی صرف ساتویں تاریخ کو بولا کرتی تھی۔ یہ دن اپالو کی پیدائش کا دن تھا۔

جیوپیٹر ایمون کی ہاتف اور اس معبد کا محل وقوع دونوں متنازعہ ہیں۔ لیوکن اور دوسرے کلاسیکی لکھاریوں نے اس معبد کے بارے میں لکھا ہے۔ مذہبی پیشوا دیوتا کی شبیہہ باہر لے جاتے تھے اور وہ شبیہہ بولتی نہیں تھی بلکہ صرف سر ہلا کر جواب دیتی تھی۔ بعض اوقات خود مذہبی پیشوا اس کے اشاروں کو نہ سمجھ پانے کا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ سر کے اشاروں سے دیئے گئے جوابات کے نتیجے میں سوال کنندہ تشنہ ہی رہ جاتا۔

جیوپیٹر ڈوڈونا کا ہاتف ایک درخت تھا۔ بعض مصنفوں نے اسے شاہ بلوط کا اور بعض نے سفیدے کا درخت قرار دیا ہے۔ اس درخت کی شاخوں سے گھنٹیاں لٹکی ہوتی تھیں؛ جو ہوا کے ہلکے سے جھونکے سے بھی بجنے لگتی تھیں۔ یہاں ایک انوکھا فوارہ بھی تھا۔ اس کی خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ یہ بجھی ہوئی مشعلوں کو دوبارہ روشن کر دیتا تھا۔

پازانیاس نے جیوپیٹر ٹروفونیئس کے ہاتف کا تذکرہ کیا ہے۔ ٹروفونیئس کو اس کے زمانے کا سب سے زیادہ ماہر معمار تصور کیا جاتا تھا۔ روایت بتاتی ہے کہ ایک زلزلے کے دوران وہ ایک غار میں گم ہو گیا۔ اس کے بعد وہ غار پیش گوئیاں کرنے لگا۔ سوال کا جواب چاہنے والے کو غار کے اندر جا کر بھینٹ دینی پڑتی تھی۔ ٹروفونیئس کبھی خواب میں اور کبھی

فلسفہ اور سائنس ان کے ہاتھ میں تھے اور وہ بیماروں کا روحانی اور جسمانی علاج کیا کرتے تھے۔ 500 قبل از مسیح میں ان پر ہولناک مظالم ڈھائے گئے اور وہ کیپا ڈوسیا اور ہندوستان چلے گئے۔ یونان اور عرب میں جادو کے اثرات پھیلنے کا سبب شاید میگائی کی مغرب کی طرف نقل مکانی ہو۔ انجیل میں مشرق کے دانا مردوں اور ان کے ستاروں کے علم کے جو حوالے ملتے ہیں' ان سے بھی اس امکان کو تقویت ملتی ہے۔

پراسرار کابیری کی پرستش فونیقی بھی کرتے تھے۔ کابیری کی پرستش بہت قدیم زمانوں میں بھی کی جاتی تھی۔ ان قدیم قبل از تاریخ رسومات سے موازنہ کیا جائے تو ایلیوسس اور باخوس کے اسرار تو حالیہ زمانوں کی بات معلوم ہوتے ہیں۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ کابیری توتھ اور ہرمیز ٹرسمیگسٹس کی نسل سے تھے' تاہم ہیروڈوٹس انہیں ولکن کے بیٹے کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جیوپیٹر کو اکثر و بیشتر ان کا باپ کہا جاتا تھا۔ دوسرے پرانے لکھنے والوں کا کہنا ہے کہ وہ دیوتاؤں کے وزیر تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ کابیری کی پرستش کا آغاز مصر سے ہوا تھا اور میمفس کا معبد ان ان کے لیے مخصوص تھا۔ قدیم روم میں' انہیں لوگوں کے گھریلو دیوتا تصور کیا جاتا تھا۔

لیمنوس کا جزیرہ کابیری کی پرستش کے حوالے سے نمایاں اہمیت کا حامل تھا۔ یہاں ولکن کی پرستش بھی کی جاتی تھی' جس کی علامت آگ تھی۔ اس جزیرے میں کابیری اور ولکن کے سامنے پراسرار رسوم ادا کی جاتی تھیں۔ کابیری پوجا کی پراسرار رسومات تھیبز میں نیز بالخصوص سیموتھریس جزیرے میں ادا کی جاتی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ رسوم رات کی تاریکی میں ادا کی جاتی تھیں۔ مسلک میں شامل ہونے کے خواہش مند کے سر پر زیتون کے پتوں کا تاج رکھا جاتا اور اس کی کمر کے گرد سرخ رنگ کی پٹی باندھ دی جاتی۔ اسے ایک خوب روشن تخت پر بٹھا دیا جاتا اور دیگر لوگ مستانہ وار اس کے گرد رقص کرتے۔ ان تقریبات جو عمومی نظریہ پیش کیا جاتا تھا' وہ تھا موت کے ذریعے اعلیٰ ترین زندگی تک رسائی۔ امکان ہے کہ جب مذہبی پیشوا تنویمی اثر میں ہوتے' تب ان پر مختلف چیزوں کے حوالے سے انکشافات ہوتے۔

پیشین گوئی کے پراسرار فن میں ہاتفوں نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان میں سے ڈیلفی کی ہاتف مشہور ترین ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ اسے کوریتاس نامی چرواہے نے ایک غار سے نکلتے ہوئے دھوئیں میں پایا تھا۔ اس دھوئیں کا مصدر فطری تھا یا نہیں

کے انتخاب کا طریقہ بہت آزادانہ تھا اور اس میں تبدیلیاں کی جاتی رہتی تھیں۔ یہ ممکن ہے کہ جمہوریہ کے ابتدائی ایام میں سب سے معزز بڑے گھرانوں کے چھ بچوں کو اطروریا میں غیب گوئی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ اس طرح وہ مستقبل کے امور کو جاننے کے اہل ہو جاتے تھے۔ وہ ساری زندگی اس مذہبی منصب پر قائم رہتے اور کوئی جرم خواہ کتنا ہی گھناؤنا کیوں نہ ہوتا اور خواہ اس کا علم بھی ہو جاتا ان کی حیثیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا اور انہیں ان کے منصب سے محروم نہیں کر سکتا تھا۔ سب سے بڑے کاہن کو "میجسٹر کالجی" کہا جاتا تھا۔ وہ مجوزہ متعلقہ معاملات کی تعبیر کیا کرتے تھے۔ وہ دیوتاؤں کو چڑھائی جانے والی بھینٹ کے جانوروں کا تعین کرتے اور رسومات ادا کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ان کا اثر و رسوخ بہت زیادہ تھا۔ وہ چھوٹے افسروں سے لے کر حاکموں تک کے عہدوں کی توثیق کیا کرتے تھے۔ جنگ لڑنے یا نہ لڑنے کا فیصلہ وہ کرتے تھے۔ عوامی ذہنوں پر ان کا مکمل غلبہ تھا اور کوئی شخص ان کے فیصلوں کو رد نہیں کر سکتا تھا۔

کاہن گہرے سرخ رنگ کی پٹیوں والے لبادے پہنتے تھے۔ وہ سر پر مخروطی ٹوپی رکھا کرتے تھے۔ کاہن کے ہاتھ میں عصا ہوا کرتا تھا جس کی نوک خمدار ہوتی تھی۔ یہ عصا اس کا خاص نشان ہوتا تھا۔ وہ اس عصا کے ذریعے آسمان کو مختلف حصوں میں تقسیم کرتا اور دائیں اور بائیں کے غیر مرئی علاقوں کی حد بندی کرتا۔

اتنے بلند منصب پر فائز ہونے کے باوجود کاہن کو ایک پیش گوئی کرنے کے لیے خاص پوجا کرنا پڑتی تھی۔ بعض مصنفوں نے لکھا ہے کہ وہ مشرق کی طرف منہ کر لیتا تا کہ جنوب اس کے دائیں اور شمال بائیں طرف ہو۔ اس کے بعد وہ آسمان کو چار حصوں میں تقسیم کرتا، جن کے نام یہ ہیں: مغربی اینٹیکا، مشرقی پوسٹیکا، شمالی سنسترا اور جنوبی ڈیکسٹرا۔ اس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوتا جو خاموشی کے ساتھ اسے آسمان کو تکتا ہوا دیکھتے رہتے۔ یہاں تک کہ آسمان پر کچھ پرندے نمودار ہو جاتے۔ وہ بغور ان کا جائزہ لیتا رہتا کہ وہ کس طرف سے نمودار ہوئے تھے، انہوں نے کہاں کہاں غوطہ مارا اور آخر کہاں غائب ہو گئے۔ ایک شگون کا دیکھنا کافی نہیں ہوتا تھا، اس کی توثیق ضروری ہوتی تھی۔ اگر شگون دیکھنے کے بعد مذہبی پیشوا کسی پہاڑی یا اونچی جگہ سے اترتا تو وہ پانی کے قریب جا کر چلو میں پانی بھر لیتا اور شگون پورا ہونے کی دعا کرتا۔ یہ شگون کی ابتدائی صورت تھی جس پر کہ رومن عمل کرتے تھے۔ دوسرے مقامات پر طریقہ کار مختلف تھا۔ فارس اور یونان کے لوگ شاید بادلوں کی گرج اور بجلی کی

بلند آواز میں سوال کا جواب دیتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ غار میں جانے والوں میں سے ایک شخص واپس نہیں آ سکا۔ شاید اس کی قسمت ہی میں وہیں موت لکھی تھی۔ اس شخص کے غار میں داخلے کا مقصد ہاتف سے مشورہ لینا نہیں بلکہ اس کا خزانہ چرانا تھا۔ پازانیاس لکھتا ہے کہ ''میں سنی سنائی نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اور دوسروں کے ساتھ ہوتا دیکھا وہی لکھ رہا ہوں۔''

ڈیلفی اور بیرانجس کے ہاتف بھی بہت اچھی ساکھ کے حامل تھے۔ سوالوں کے جواب ایک کاہنہ سوال پوچھنے کے تین دن بعد دیا کرتی تھی۔ وہ عورت ایک خوبصورت چھڑی پکڑے ایک دوسری سلاخ پر بیٹھ جاتی جو کہ ایک ابلتے ہوئے چشمے کے آر پار نصب ہوتی تھی۔ وہ وہاں بیٹھ کر بھاپ کو سانس کے ساتھ سینے میں سمو لیا کرتی تھی۔ اس سے جواب حاصل کرنے کے لیے تقریبات اور بھینٹ ضروری ہوتی تھی۔ سوال کنندہ کو نہانا پڑتا، فاقہ کرنا اور تنہائی جھیلنا پڑتی تھی۔

کولوفون کے نزدیک کلاریس میں کلاریئن اپالو کا ہاتف تھا۔ پیش گوئیاں ایک کاہن کرتا تھا جس کا تعلق ایک پیش گو خاندان سے تھا۔ پیش گوئی کرنے سے پہلے وہ ایک چشمے کا پانی پیتا، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس سے مستقبل کا پتا چل جاتا ہے۔ اس پانی کو پینے کی اجازت تبھی ملتی تھی جب کوئی شخص سخت تپسیا کرتا۔

مصری ہاتف بھی بہت مشہور تھے اور تھیبز کے نزدیک ایمفیارس کا ہاتف شاید سب سے زیادہ مشہور تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سوال کنندہ مینڈھوں کی بھینٹ چڑھاتے اور پھر ان کی کھال پر سو جاتے۔ انہیں خواب میں اپنے مستقبل کے حالات کا علم ہو جاتا تھا۔ ان کے خوابوں کی تعبیر کاہن بتایا کرتے تھے۔ یہاں موجود فوارے کے قریب کوئی رسوم ادا نہیں کی جاتی تھیں۔ اس کے پانی کے ساتھ کوئی پراسرار خصوصیات موسوم نہیں تھیں۔ البتہ ہاتف سے اپنے مستقبل کے حوالے سے پیش گوئی سننے کے بعد سائل روانہ ہونے سے پہلے سونے کا ایک ٹکڑا اس کے پانی میں ڈالا کرتا تھا۔

کاہنوں نے پرانے زمانوں کے لوگوں کے ذہنوں پر زبردست اثرات ڈالے تھے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ان کا آغاز ایٹروریا سے ہوا تھا۔ کچھ لوگوں کا قیاس ہے کہ ان کا زمانہ اس سے بھی پرانا ہے اور وہ تعداد میں چار تھے۔ ان کا تعلق پیٹریشن طبقے سے ہوتا تھا۔ بعدازاں ان کی تعداد بڑھ کر نو ہو گئی تھی۔ انہیں مذہبی پیشواؤں میں سے منتخب کیا جاتا تھا۔ ان

چوتھا باب

جادو: بابل اور شام میں

ہمیں بابلیوں اور شامیوں کی جادوگرانہ سرگرمیوں کا علم مٹی کی تختیوں پر درج ان عبارتوں کے ذریعے ہوا ہے جن کا ترجمہ آر۔ کیمبل اور دیگر علماء نے کیا ہے۔ اس امر پر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ تختیاں ان سے بھی زیادہ پرانی تختیوں کی نقل ہیں۔ ان کے زمانے کے حوالے سے تخمینہ لگایا گیا ہے کہ یہ چھ سے سات ہزار سال قدیم ہیں۔

اس قدیم ریکارڈ سے پتا چلتا ہے کہ اس زمانے میں جادو پر عمومی طور پر یقین کیا جاتا تھا اور لوگوں کی زندگیوں میں اس نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ گل گامش کی داستان سے پتا چلتا ہے کہ وہ غیب بینی اور شگون گوئی کیا کرتے تھے۔ گل گامش نے دیوتا نرگل سے التجا کی کہ وہ اس کے دوست انکی کو اس سے دوبارہ ملا دے۔ دیوتا نے زمین کو کھول دیا اور اس کا روح کو یعنی بھوت زمین سے نکل کر اس سے آملا۔ بابلیوں کا عقیدہ تھا کہ بیماریاں جسم میں بری روحوں کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ امر فطری تھا کہ جادو کو بیمار کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا۔

جادوئی مخطوطوں کا مقصد جادوگر مذہبی پیشوا کو روحیں بلوانے کے قابل بنانا ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کا مقصد انہیں روحوں کے برے اثرات کا توڑ کرنے کا اہل بنانا بھی ہوتا تھا۔ بیمار پر اثر انداز ہونے والی روح کو بھگانے کے لیے اس کا نام پکارنا ضروری ہوا کرتا تھا۔ اسی لیے مٹی کی تختیوں پر ہمیں بری روحوں کے ناموں کی طویل فہرستیں ملتی ہیں۔ ان میں ان مردوں کے بھوت بھی شامل ہیں جو کہ زمین پر ہی آوارہ پھرتے رہتے تھے۔

بیمار کو علاج کے لیے جادوگر کے پاس لے جایا جاتا تھا۔ وہ جادوئی الفاظ کو بار بار دہراتا اور دیوتاؤں کی پرارتھنا کرکے بری روح پر قابو پانے کے لیے دیوتاؤں کی مدد مانگتا۔

چمک سے شگون لیا کرتے تھے۔ دیگر قوموں کے لوگ پرندوں کی اڑان سے شگون لیتے تھے۔ اگر شاہین نظر آتا تو اسے خوشحالی کا شگون سمجھا جاتا تھا۔ اگر سارس آندھی کی وجہ سے رخ بدل لیتے تو اسے جہاز رانوں کے لیے آفت کا پیش خیمہ سمجھا جاتا تھا۔ ابابیل کو نحوست کا نشان تصور کیا جاتا تھا۔ جانوروں سے بھی شگون لیے جاتے تھے اور حد تو یہ ہے کہ اس مقصد کے لیے شہد کی مکھیوں کے جھنڈوں اور ٹڈیوں سے بھی شگون لیے جاتے تھے۔

جب اچھے یا برے شگونوں پر ایک بار یقین لے آیا جائے تو ذہن پر ان کا اثر بہت مضبوط ہوتا ہے۔ پرندے شگون لینے میں اہم کردار ادا کرتے تھے اور کوے تو بالخصوص۔ بعض اوقات کووں کا نظر آنا اچھا شگون ہوتا تھا تاہم جب انہیں اپنے پر نوچتے ہوئے دیکھا جاتا تو اسے برا شگون مانا جاتا تھا۔

یونانیوں کا عقیدہ تھا اگر صبح کے وقت چھینک آجائے تو دن خراب گزرے گا۔ اگر چھینک دوپہر کے وقت آجائے تو وہ اسے خوش قسمتی کا شگون مانتے تھے۔ اگر رات کے کھانے کے بعد کسی کو چھینک آجاتی تو ایک کھانا دوبارہ لایا جاتا اور وہ اسے چکھتا۔ اگر ایسا کیا جاتا تو آنے والی بدقسمتی ٹل جاتی اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ان کا عقیدہ تھا کہ ضرور کوئی سانحہ رونما ہو جائے گا۔

کہا جاتا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ جادو کو ایک ہمدردانہ فن تسلیم کیا جاتا تھا۔

جادوگری کی سب سے قدیم صورت پتلوں کو استعمال کرنا ہے۔ دشمن کا موم یا مٹی کا پتلا جادوئی الفاظ پڑھتے ہوئے بنایا جاتا۔ پھر اس میں ناخن یا کانٹے چبھو دیے جاتے یا پھر آگ کے قریب رکھ کر پگھلایا جاتا تاکہ جس شخص کا وہ پتلا ہے اسے اذیت پہنچے۔

اس طریقے کی قدامت بڑا اہم نکتہ ہے۔ مصری بہت پرانے زمانے میں اس طریقے کو استعمال کرتے تھے۔ شاید یہودیوں نے اسے انہی سے سیکھا تھا۔ درج ذیل عبارت ملاحظہ کیجئے:

''اگر تو کسی کو فنا کرنا چاہتا ہے تو دریا کے دونوں کنارے سے مٹی لے کر اس سے اس شخص کا پتلا بنا۔ پھر اس پر اس کا نام لکھ۔ پھر سات کھجور کے درختوں سے سات شاخیں لے اور گھوڑے کے بال کی کمان بنا۔ پتلے کو موزوں جگہ پر رکھ کر کمان سے ان شاخوں کو ایک ایک کر کے تیروں کی طرح اس پر مار اور ہر تیر کے ساتھ یہ فقرہ ادا کر: فلاں بن فلاں مر جائے۔''

شبیہ یا پتلے کو اس کے الٹ مقصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا یعنی کسی بیمار کو اس پر قابض بری روح سے نجات دلانے کے لیے۔ مریض کا موم یا مٹی کا پتلا بنایا جاتا اور پھر جادوگر منتر پڑھ پڑھ کر بری روح کو بھگانے کی کوشش کرتا۔

جب کسی شامی کو شبہ ہو جاتا کہ اس پر جادو کر دیا گیا ہے تو وہ کسی جادوگر کے پاس جاتا اور اپنے اوپر ہونے والے جادو کا توڑ بذریعہ جادو کرواتا اور جس شخص پر جادو کروانے کا شبہ ہوتا اس پر جادو کا وار کرواتا۔ اگر کسی شخص پر کوئی بھوت غلبہ پا لیتا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لیے اسے مختلف سیال مادوں سے نہلایا دھلایا جاتا تھا۔ بھوتوں کو بھگانے کے بہت سے طریقے ریکارڈ میں موجود ہیں اور درج ذیل طریقہ ''راتوں میں بھٹکنے اور بستروں کے پاس آ نکلنے والے بھوت'' کو بھگانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

''جب کسی زندہ آدمی کے سامنے کوئی مردہ آدمی نمودار ہو تو وہ اس کا پتلا یا شبیہ بنا کر اس پر بائیں سمت اس کا نام لکھے۔ اس کے بعد اسے ہرن کے سینگ میں ڈال کر کسی خاردار جھاڑی تلے سوراخ کھود کر اس میں دفنا دے۔''

جادوگر عموماً بری روحوں کے خلاف عمل کیا کرتے تھے اور قدیم تحریروں میں ان کا اثر ختم کرنے والے بہت سے منتروں کا حوالہ ملتا ہے۔ ایسی ہی ایک بری روح کا نام الیلو بتایا

اس عمل کو تقویت دینے کے لیے مختلف قسم کے نذرانے بھی دیے جاتے تھے۔ جن اشیاء کے نام اس حوالے سے مٹی کی تختیوں پر ملتے ہیں، ان میں شامل ہیں: شہد، مکھن، کھجوریں، لہسن، مکئی، پودے، لکڑی کے ٹکڑے، بھیڑوں کی کھالیں، اون، سونے کے ٹکڑے اور قیمتی جواہرات۔ عموماً طور پر انہیں آگ کی نذر کر دیا جاتا تھا۔ بابلیوں کے ہاں جادوئی الفاظ کی تکرار کے ساتھ ساتھ بخورات سلگائے جاتے تھے تاکہ دیوتا خوش ہو جائیں۔ التجا کرنے والا منتر پڑھنے کے دوران اپنا نام بھی لیتا تھا۔ اس کے بعد "ہاتھ اوپر اٹھانے والی پوجا" کی جاتی۔ جب پوجا چاند گرہن کے بعد کی جاتی تو خاص رسوم اور تقریبات منائی جاتیں۔ "ہاتھ اوپر اٹھانے والی پوجا" کے ساتھ "گرہوں والی رسی" کی رسم اکثر و بیشتر ادا کی جاتی تھی۔ جب جادوگر مذہبی پیشوا گرہ کھولتا تو اسے خاص الفاظ ادا کرنے ہوتے تھے۔ کوئی التجا کرنے سے پہلے دیوتا یا دیوی کو تحائف پیش کرنا ضروری ہوتا تھا۔ قربان گاہ نذرانوں سے بھر جاتی اور دعائیں مانگنے سے پہلے بخورات سلگائے جاتے۔

تاسمیتو کی پوجا کے دوران ادا کیے جانے والے الفاظ کچھ یوں ہوتے تھے:

میں فلاں بن فلاں، جس کا دیوتا ــــ اور دیوی ــــ ہے۔ چاند گرہن کے برے وقت میں پوجا کرتا ہوں۔

میری بیماری ختم ہو جائے، میرے جسم کی تکلیف دور ہو جائے!

میرے اعضاء کی کمزوری رفع ہو جائے!

مجھ پر اثر انداز زہروں کا اثر مٹ جائے!

جادو کے اعمال میں تین چیزیں بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ اول "جادوئی الفاظ" ــــ ان کے ذریعے جادوگر دیوتاؤں یا مافوق الفطرت عناصر کو مدد کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ دوم اس شخص یا بری روح کا نام جو کہ مقابل میں عمل کر رہی ہے۔ سوم تعویذ، گنڈے یا موم اور مٹی کے پتلے، یا بعض اوقات بال اور کٹے ہوئے ناخنوں کے ٹکڑے۔

شامی روحوں کے ایک خاص علم کے حامل تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد کسی انسان کی روح زمین پر واپس آ سکتی ہے۔ انہوں نے روحوں کو کئی درجوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ان میں بغیر جسم والی انسانی ارواح بھی شامل تھیں جو کہ ان کے عقیدے کے مطابق زمین پر پھرتی رہتی تھیں۔ اس کے علاوہ بعض روحیں نیم انسانی اور نیم بری روح ہوتی تھیں اور بعض سراسر بری یا شیطانی روحیں ہوتی تھیں۔ جادوگر کو "بچھڑی ہوئی روحوں کو بلانے والا"

جب میں بیمار پر ایا کا پانی چھڑکتا ہوں۔"

ایک اور عبارت میں آگ اور پانی کے استعمال کا حوالہ ملتا ہے:

"ایریدو کا منتر پڑھو۔ مشعل جلاؤ اور بخورات سلگاؤ۔ صاف ترین پانی سے اسے نہلاؤ تاکہ بری روحیں' بھوت پریت' شیطان گھر میں داخل نہیں ہوسکیں۔"

پراسرار عدد سات اچھے اور برے دونوں طرح کے خواص کا حامل مانا جاتا تھا۔ شامی جادوئی مخطوطوں میں اس کے بہت سے حوالے ملتے ہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سات بری ارواح زمین پر فتنہ وفساد مچاتی ہیں:

"وہ سات برے دیوتا' موت پھیلاتے ہیں وہ سات برے دیوتا' سیلاب کی طرح امڈے آتے ہیں۔"

ان کے خلاف درج ذیل منتر استعمال کیا جاتا تھا:

"وسیع وعریض زمین کے سات دیوتا' وہ سات ڈاکو دیوتا ہیں'
رات کے سات دیوتا' سات برے دیوتا سات شیطان'
جبر واستبداد کی سات بری روحیں' سات آسمان پر' سات زمین پر۔"

ایسا لگتا ہے کہ وہ روحوں کی درجہ بندی میں غیر انسانی روحوں میں شمار ہوتی تھیں اور ایک اور شامی مخطوطے میں ان کا ذکر یوں آیا ہے:

"وہ سانپوں کی طرح رینگتی ہیں' وہ کمرے کو متعفن کر دیتی ہیں۔"

یہی ارواح دنیا میں بادوباراں کے طوفان' سیلاب' انتشار اور افراتفری کا باعث تصور کی جاتی تھیں۔

"یہ سات ارواح شہنشاہ انو کی پیغامبر ہیں'
شہر در شہر تاریکی پھیلاتی ہیں'
یہ طوفان لاتی ہیں'
یہ گھنے بادل لاتی ہیں' جو آسمانوں کو تاریک کر دیتے ہیں۔"

"بک آف ریویلیشن" میں آیا ہے کہ بلیئر نے سات روحیں انسان کے خلاف بھیجیں اور سات اینجلز' جو کہ سات وبائیں لے کر آئے۔ ایک شامی نظم میں اس عدد کا ایک اور حوالہ ملتا ہے:

گیا ہے، جو کہ غاروں اور ویرانوں اور خالی عمارتوں میں چھپی ہوتی تھی۔ ایسا لگتا ہے قدیم زمانوں میں بھی خالی عمارتوں کو بری روحوں یا بھوتوں کا مسکن تصور کیا جاتا تھا۔ ایلو کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ وہ دیکھنے میں ہولناک' آدھا انسان ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کا منہ' کان اور بازو نہیں ہوتے۔

ایک اور بری روح کا نام لیلو' لیلیتو یا ارڈاٹ للی تھا۔ شاید اسی کو یہودی لیلتھ کہتے تھے' جس کا نام ربیوں کی کہانیوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی عورت کی بے چین و بے قرار روح تھی' جو کہ نیم انسانی تھی اور زمین پر بھٹکتی پھرتی تھی۔

ویرانوں اور خالی عمارتوں سے بھوتوں اور روحوں کا تعلق بہت پرانا اور آفاقی دکھائی دیتا ہے۔ قدیم زمانوں کی کہانیوں میں اکثر ان کے حوالے ملتے ہیں۔

بابل کے جادوگر جادوئی تقریبات کے دوران بعض اوقات اس شخص پر پانی چھڑکا کرتے تھے' جس کے بارے میں یقین ہوتا تھا کہ اس پر بری روح کا قبضہ ہے۔ پانی کا چھڑکاؤ اس شخص پر سے بری روح کا اثر ہٹ جانے کی علامت ہوتا تھا۔ شہاب ثاقب سے حاصل ہونے والے لوہے کے ٹکڑوں کو' جنہیں دیوتاؤں کے تحفے تصور کیا جاتا تھا' جادوئی عمل کے دوران استعمال کیا جاتا تھا۔ جادوگر جادوئی عمل کے دوران تمارسک کی ایک شاخ ہاتھ میں تھامے رکھتا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ تمارسک کے مقدس درخت میں جو روح رہتی ہے' اس شاخ کے ذریعے اس کا اثر ہوگا۔ اس روح کے حوالے سے یقین کیا جاتا تھا کہ وہ درختوں میں رہنے والی بری ارواح سے طاقتور ہے اور وہ اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتیں۔ جیسا کہ ایک قدیم مخطوطے کی درج ذیل عبارت سے واضح ہے:

''یہ بری روحیں بھاگنے پر مجبور ہوجائیں گی' انو کا طاقتور ہتھیار تمارسک میرے ہاتھ میں ہے۔''

تمارسک کی شاخ کو خاص تقریب میں سونے کی کلہاڑی سے کاٹا جاتا تھا۔ ایک بابلی منتر میں آیا ہے:

''ایک ذہین اور ہوشیار لوہار کو بلاؤ اس سے سونے کی کلہاڑی اور چاندی کا چاقو بنواؤ سونے کی کلہاڑی سے تمارسک کو کاٹو۔''

جادوئی عمل میں پانی بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ مثال ملاحظہ ہو:

''میں ساحر ہوں' ایا کا کاہن' میں اریدو کا جادوگر ہوں

رات کو اسے مریض کی کمر پہ رکھ دو؛
صبح اریدو کا منتر پڑھو؛
اس کا منہ مغرب کی طرف کر دو؛
تا کہ اس پہ قابض طاعون کی بری روح اسے چھوڑ دے۔''
شامی بری روحوں سے بچنے کے لیے اپنے گھروں کے دروازوں پہ مٹی کے تعویذ لٹکا دیتے تھے۔ برٹش میوزیم میں دو ایسی تختیاں موجود ہیں' جن پہ طاعون کے دیوتا ایرا کا لیجینڈ کندہ ہے۔ شاید انہیں گھروں کے داخلی دروازوں پہ لٹکایا جاتا ہوگا۔
شامیوں کے لیے ''بری نظر'' دہشت کا بڑا باعث تھی اور منتروں میں کثرت سے اس کے حوالے ملتے ہیں۔
ایک جگہ آیا ہے:
''بری نظر پڑوسیوں پہ پڑی اور انہیں برباد کر گئی۔''
ایک اور جگہ درج ذیل عبارت ملتی ہے:
''انسان' دیوتا کے فرزند!
بری نظر تجھ پہ مرکوز ہے'
بری نظر تجھ پہ مرکوز ہے۔''
فلسطین میں آج بھی یہ عقیدہ موجود ہے کہ بری نظر سے مکان گر سکتا ہے' وبا پھیل سکتی ہے' کوئی شخص بیمار ہو سکتا ہے اور حد تو یہ ہے کہ انسان مر سکتا ہے نیز کوئی جانور یا پودا تباہ ہو سکتا ہے۔ بری نظر سے بچنے کے لیے لوگ آنکھ نما تعویذ پہنتے ہیں۔ اونٹوں کے گلے میں سوراخ دار پتھر پہنایا جاتا ہے اور گھوڑوں کی لگاموں اور دموں سے نیلے موتیوں والی مالائیں باندھی جاتی ہیں۔
بری نظر سے بچنے کے لیے ایک دانش مند عورت کی بنائی گرہ دار ڈوری کا حوالہ درج ذیل ہے:
''دانا عورت اپنی نشست پہ بیٹھی ہو'
تا کہ وہ سفید اور سیاہ اون سے ایک ڈوری بن سکے'
ایک مضبوط ڈوری' دو رنگ والی ڈوری'
بان پہ غلبہ پانے والی ڈوری۔''

''سات طاقتور دیوتا'
سات بڑے دیوتا'
سات بری روحیں'
جبر واستبداد والی سات بری روحیں'
زمین پر سات اور آسمان پر سات —
وہ سات ہیں' وہ سات ہیں!
گہرے سمندر میں' وہ سات ہیں!''

بعد کے زمانے میں شامی جادو میں سات روحوں کا دوبارہ ذکر آتا ہے:
''بری ہیں وہ' بری ہیں وہ' سات ہیں وہ' سات ہیں وہ' مکرر سات ہیں وہ۔''

نام تارو' جو کہ شامیوں کا طاعون کا دیوتا تھا' ایسا لگتا ہے کہ نیم انسان اور نیم مافوق الفطرت تھا۔ اس کے علاوہ یورا بھی تھی۔ یہ ایک بری روح تھی جو کہ طاعون اور وبائی امراض پھیلاتی تھی۔ ایک منتر میں جادوگر مذہبی پیشوا کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بیمار شخص کی شبیہ بنا کر دیوتا سے اُس کی تندرستی کی التجا کرے۔ یہ منتر یوں شروع ہوتا ہے:

''آگ کی طرح زمین پر پھیلنے والے اے طاعون کے دیوتا'
بخار کی طرح انسان پر حملہ کرنے والے اے طاعون کے دیوتا'
''صحرا میں چلنے والی ہوا جیسے طاعون کے دیوتا'
''انسان پر بری شے کی طرح قبضہ کر لینے والے طاعون کے دیوتا۔''

طاعون کی بری روح کو بھگانے کا ایک اور قدیم طریقہ درج ذیل ہے:
''مریض پر اریدو کا پانی چھڑکو'
اس کے قریب بخورات لاؤ' ایک مشعل جلاؤ
تا کہ اس کے بدن میں موجود طاعون کی بری روح
پانی کی طرح نکل جائے۔

☆☆☆

مٹی گہرائی سے نکالو'
مریض کا پتلا بناؤ'

آبیدو کا منتر پڑھنے کے بعد تین تاروں والی ڈوری میں سات گرہیں ڈالی جاتیں اور سر درد سے نجات کے لیے سر پر باندھ لیا جاتا۔ کسی کی آنکھ آئی ہوتی تو سات گرہوں والی ڈوری' جس پر منتر پھونکے گئے ہوتے تھے' علاج کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ جادوگر کا نظریہ یہ ہوتا تھا کہ وہ بری روح کو مریض کے جسم سے نکلنے اور کسی دوسری ایسی چیز میں داخل ہونے پر مجبور کر دے' جس کو ضائع کیا جا سکتا ہو۔

یقین کیا جاتا تھا کہ مخصوص خوشبوئیں بری روحوں کے لیے کشش رکھتی ہیں۔ تازہ بہے ہوئے خون کی مہک شیطانوں کے لیے کشش رکھتی تھی جبکہ چربی جلانے سے پیدا ہونے والی بدبو بری روحوں کو مائل کرتی تھی۔ بری روحوں کو دفع کرنے کے لیے بھی خوشبوئیں استعمال کی جاتی تھیں اور اچھی روحوں کو بھینی بھینی خوشبوؤں کے ذریعے بلایا جاتا تھا۔

انسان کو بیمار کر دینے والی روحوں کے خلاف کارگر ایک عام منتر کچھ ایسے تھا:

''سر' دانت' دل کی بیماری'
آنکھ کی بیماری' بخار' زہر'
بری روحیں' بھوت پریت' آسیب' برے دیوتا'
درد' سر درد' کپکپی'
برا جادو' سفلی علم
سب شر
گھر سے نکل جا
انسان کو چھوڑ دے!''

محبت کے تعویذ Hoopoe کے مغز کو کیک میں ملا کر تیار کیے جاتے تھے یا ایک جادوئی چراغ کی بتی تیار کی جاتی جس پر منتر نقش ہوتے تھے اور اسے چراغ میں جلایا جاتا تھا۔ ایک اور طریقے میں مینڈک کو سات دن زمین میں دفن رکھنے کے بعد اس کی ہڈیاں زمین سے نکال لی جاتیں اور پھر دریا میں بہا دی جاتیں۔ اگر وہ ڈوب جاتیں تو یہ نفرت کا اشارہ ہوتا اور اگر وہ تیرتی رہتیں تو یقین کیا جاتا تھا کہ محبت کامیاب ہوگی۔

عقیدہ تھا کہ بری روحیں دیوتا بعل کی زمین کے نیچے واقع دنیا میں رہتی ہیں۔ وہ زمین کے نیچے سے نکل کر انسان پر قبضہ جماتی یا اگر گھر میں داخل ہونے کا موقع مل جائے تو کوئی برا عمل کرتی ہیں۔ زمین کے نیچے سے آنے والی بری روحوں سے بچنے کے لیے تعویذ کو

''ٹیفن آ جا' زمین پر نمودار ہو' ابھی رخصت مت ہو!''
بیفن کے زہر' اس کے جسم سے نکل جا' میں آئسس ہوں' جادوئی کلام والی عورت' جو کہ جادو کے عمل کرتی ہے' جس کی آواز سحر پھونکتی ہے۔
اے ڈنک مارنے والے کیڑے' میری اطاعت کر! اے میسٹف (میسٹیف) کے زہر' اوپر مت جا!
اے پیٹیٹ اور تھیٹیٹ کے زہر' رک جا! او میٹیٹ سر کے بل گر جا!''
پھر آئسس وہ جادو والے الفاظ ادا کرتی ہے' جو کہ اسے دیوتا سیبن نے زہر کو اس سے دور رکھنے کے لیے اسے بتائے تھے اور کہتی ہے:
''اے زہر! مڑ جا' واپس چلا جا' دفع ہو جا!''

چیوپس کے عہد حکومت کے ایک ہزار سال بعد امینوفس سوم کے عہد میں لکھے گئے ایک مخطوطے کے مطابق کوپٹوس کے معبد میں آئسس دیوی کے لیے خفیہ رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ اہرام سے دریافت ہونے والے اوناس کے مخطوطے سے پتا چلتا ہے کہ تقریباً 3500 قبل از مسیح میں اس کے ساتھ جادوئی طاقت رکھنے والے الفاظ پر مشتمل کتاب دفنائی گئی تھی۔

مصریوں کے ہاں جادو کا مقصد دیوتاؤں سے اپنی مرضی کے مطابق کام کروانا اور انہیں اپنی خواہش کے مطابق بلوانا تھا۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے جادوگر مخصوص الفاظ یا منتر پڑھتا تھا یا لوگ پے پی رس اور قیمتی پتھروں پر لکھے ہوئے منتر اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ یہ عمل بہت عام ہو گیا تھا اور اس امر پر کم حیرانی ہوتی ہے کہ مصری ابتدائی زمانوں ہی میں جادوگروں کی قوم مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے بھی مصریوں کے تمام علوم پر عبور حاصل کر لیا تھا اور عہد نامہ قدیم میں آیا ہے کہ انہوں نے مصریوں کی ساری دانش و حکمت حاصل کر لی تھی اور وہ قول اور عمل کے اعتبار سے نہایت طاقتور بن گئے تھے۔ انہوں نے فرعون کے درباری جادوگروں کے ہر جادو کا بخوبی توڑ کر کے انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا تھا۔

Ptolemaic عہد کے ایک مخطوطے میں ستوآ نامی شہزادے کی کہانی موجود ہے۔ یہ شہزادہ جادو جانتا تھا اور اس نے جادو کی کتابوں کی لائبریری بنائی ہوئی تھی۔ ایک روز وہ کچھ لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ اس کی باتیں سن کر بادشاہ کا ایک وزیر ہنسنے لگا۔ اس پر ستوآ نے کہا: ''آؤ میں تمہیں جادو کی طاقت والے لفظوں پر مشتمل ایک کتاب دکھاؤں۔ اس

پانچواں باب

جادو قدیم مصر میں

قدیم مصر کے مخطوطوں سے پتا چلتا ہے کہ مصر میں آج سے ہزاروں برس پہلے جادو پر عمل کیا جاتا تھا۔ بابلیوں کی طرح مصریوں نے بھی جادو کو دیوتاؤں سے منسلک کیا ہوا تھا۔ تھوتھ' انسانوں کو دانش اور علم و آگہی عطا کرنے والا دیوتا تھا' اور آئسس جادو کی دیوی تھی۔ گارڈیز کہتا ہے کہ "مصر میں مذہب نام کی کوئی شے موجود نہیں تھی' وہاں صرف "ہاکے" ہوتی تھی یعنی جادوئی طاقت۔"

مصریوں کا عقیدہ تھا کہ جادو دیوتاؤں کی عطا ہے۔ تھوتھ کو سب سے زیادہ طاقت ور جادوگر تسلیم کیا جاتا تھا' ہورس سے بھی جادوئی طاقتیں منسوب کی جاتی تھیں اور آئسس کو عظیم جادوگرنی مانا جاتا تھا' جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے:

"اے آئسس! اے عظیم ساحرہ! مجھے آزادی عطا کر۔ مجھے سب سرخ بری اشیاء سے آزادی عطا کر' دیوتا اور دیوی کے غیض سے بچا۔ موت سے بچا' اور دردناک موت سے بچا اور مجھ پر حاوی ہونے والے درد سے نجات دلا۔"

ایک کہانی میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بچے کو بچھو ڈنک مارتا ہے تو آئسس اسے صحت عطا کرتی ہے۔ وہ پکار پکار کر کہتی ہے:

"میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ! کیونکہ میرا کلام طلسم ہے اور زندگی کا حامل ہے۔ میں اپنے باپ کے سکھائے ہوئے کلام کے ذریعے شر کو رفع کردوں گی۔"

وہ بچے کی روح اس کے جسم میں واپس لانے کے لیے اپنے ہاتھ اس پر رکھ کر کہتی ہے:

مصری جادو پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ اس لیے مصریوں کی زندگی پر جادو کا اثر بہت گہرا اور ہمہ گیر تھا۔ زندگی، موت، محبت، نفرت، صحت اور بیماری — مصری ہر معاملے میں جادو سے مدد لیتے تھے۔ مذہبی اور طبی امور کے ساتھ جادو کا بلاواسطہ ربط تھا اور معبدوں میں رہنے والے مذہبی پیشوا جادوگر ہوتے تھے۔

مصریوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس کی بیماری کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس کے جسم میں بری روحیں گھس گئی ہوتی ہیں۔ چنانچہ بیماری کا علاج تبھی ممکن ہے جب ان بری روحوں کو مذکورہ شخص کے جسم سے نکال باہر کیا جائے۔ اس طرح جادو مصریوں کے طبی علاج معالجے کا ایک حصہ بن گیا تھا۔ مریض علاج کے لیے خود چل کر معبد آتے یا انہیں اٹھا کر لایا جاتا۔ یہاں دواؤں اور جادو کے ذریعے ان کا علاج کیا جاتا۔

جادوگر مذہبی پیشوا سب سے پہلے مرض کا اور مریض کے جسم میں داخل ہونے والی بری روح کا تعین کرتا۔ اس کے بعد وہ مریض کو ان سے نجات دلانے کے لیے مخصوص جادوئی عمل کرتا۔ ایک قدیم مصری مخطوطے میں درج ہے کہ "بیماری کا علاج کرنے والے کو لازماً جادو کا ماہر ہونا چاہیے۔ اسے بیماریوں پر قابو پانے کے لیے جادوئی تعویذ تیار کرنے پر کامل قدرت حاصل ہونی چاہیے۔" وہ جسمانی کے ساتھ ساتھ نفسیاتی طریقوں سے بھی علاج کیا کرتا تھا۔ قدیم مصر میں علاج کے عمل میں ایسی رسوم ادا کی جاتی تھیں جو شاید نفسیاتی مریضوں پر شفا بخش اثرات ڈالتی تھیں۔

بعض اوقات مریض کو معبد میں سلا دیا جاتا۔ اسے جو خواب دکھائی دیتے، جادوگر مذہبی پیشوا انہیں دیوی / دیوتا کے پیغامات تصور کرتے ہوئے ان کی تعبیر و تشریح کرتے تھے۔ جب مریض نیند سے بیدار ہونے پر خود کو بھلا چنگا پاتا تو سمجھا جاتا کہ دیوی / دیوتا نے اسے شفا عطا کر دی تھی۔

جہاں تک جادوئی رسومات کا تعلق ہے تو انہیں کسی بھی وقت ادا کیا جا سکتا تھا، تاہم اس سلسلے میں خاص اصول و قوانین کی پابندی لازمی ہوتی تھی اور جادوگر کو اپنا منہ ہمیشہ مشرق کی طرف کر کے کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک جادوئی عمل کے دوران یہ جملہ ادا کرنا پڑتا تھا کہ "شام کے وقت، جب سورج غروب ہو رہا تھا" نیز ایک دوسرے جادوئی عمل میں سات گرہیں لگائی جاتی تھیں — ایک صبح کے وقت اور دوسری شام کے وقت، یوں یہ سلسلہ جاری رہتا یہاں تک کہ سات گرہیں لگا دی جاتیں۔

کتاب کو خود تھوتھ نے لکھا تھا۔ اس کتاب میں دو منتر درج ہیں۔ پہلے منتر کو پڑھ کر دریا' سمندر' پہاڑ' جنگل' آسمان' زمین' دوزخ سب کچھ تمہارے سامنے عیاں ہو جائے گا۔ تم اس کے ذریعے چرند پرند اور حشرات الارض کو دیکھ سکتے ہو۔ اس کے اثر سے مچھلیاں سمندر کی سطح پر ابھر آتی ہیں۔ دوسرے منتر کے اثر سے مردہ انسان زندہ ہو جاتا ہے۔''

ستوآ اور اس کا بھائی اس کتاب کو ڈھونڈنے نکلے۔ کہا جاتا تھا کہ وہ میمفس میں پناہ نیفرکا کے مقبرے میں موجود ہے۔ ستوآ نے وہاں پہنچ کر قبر کے پاس کھڑے ہو کر منتر پڑھا تو زمین شق ہو گئی اور وہ اندر چلے گئے۔ وہاں کتاب موجود تھی۔ قبر کتاب کی وجہ سے روشن ہو رہی تھی۔ انہوں نے اس روشنی میں پناہ نیفرکا اور اس کی بیوی کو دیکھا۔ ستوآ نے کہا کہ وہ اس کتاب کو لے جانے کے لیے آیا ہے۔ پناہ نیفرکا کی بیوی اہورا نے التجا کی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ جب ستوآ نے اصرار کیا تو پناہ نیفرکا نے کہا کہ وہ ایک کھیل کھیلتے ہیں اور جیتنے والا کتاب کا حقدار ہوگا۔ ستوآ کھیل جیت جاتا ہے اور ایک منتر پڑھ کر کتاب سمیت آسمان کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔ یہ کہانیاں کافی دلچسپ ہیں اور ان سے پتا چلتا ہے کہ قدیم زمانے میں جادو پر کتابیں لکھی جاتی تھیں' جو کہ اب نایاب ہو چکی ہیں۔
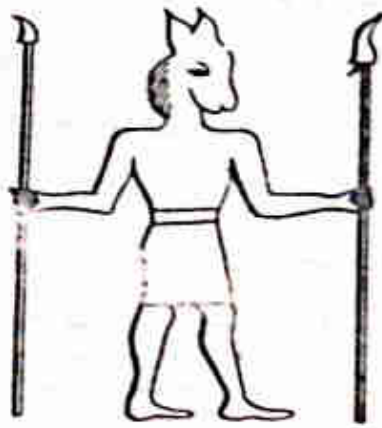
ایک قدیم مصری مخطوطے میں موجود ایک جادوئی شبیہ۔

ہلاک کر دینا۔" پھر اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ جب وہ سپاہی اس کے گھر آئے اور نہانے لگے تو تم مگرمچھ کے پتلے کو پانی میں ڈال دینا۔ ملازم نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ موم کا مگرمچھ جیتا جاگتا بارہ فٹ لمبا مگرمچھ بن گیا۔ اس نے سپاہی کو دبوچ لیا اور اسے گھسیٹ کر پانی میں لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سپاہی سات دن پانی کے نیچے رہا۔

ساتویں دن ایانر بادشاہ کے ساتھ سیر کرنے نکلا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ وہ ایک شخص کے ساتھ بیتنے والا ایک انوکھا واقعہ چل کر دیکھے۔ پانی کے پاس پہنچ کر اس نے مگرمچھ سے کہا: "اس آدمی کو باہر لے آ۔" مگرمچھ اس سپاہی کو لے کر پانی سے نکل آیا۔ ایانر نے مگرمچھ کو پکڑا تو وہ موم کے مگرمچھ میں ڈھل گیا۔ تب اس نے بادشاہ کو اپنی بیوی کی بے وفائی کا حال سنایا اور بتایا کہ وہ اس آدمی کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی ہے جسے مگرمچھ پانی میں سے لے کر نکلا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: "پکڑو اسے اور لے جاؤ۔" یہ سنتے ہی مگرمچھ نے دوبارہ اسے دبوچا اور تیزی سے پانی میں اتر کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اس دلچسپ و عجیب کہانی سے پتا چلتا ہے کہ مومی پتلے مصر میں کم از کم پانچ ہزار سال پہلے جادوئی مقاصد کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ ممکن ہے اس سے بھی پہلے انہیں جادو کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہو۔

اس جادوئی طریقے پر عمل کا ایک حوالہ مزید بھی ملتا ہے۔ مصر کے بادشاہ رعمسیس سوم (1200 قبل از مسیح) کے خلاف ایک سازش میں اسے استعمال کیا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے، جس کا نام ہوئی تھا، شاہی کتب خانے سے جادو پر لکھی گئی ایک کتاب چرا لی۔ اس نے اس کتاب میں درج جادو کے سارے طریقے سیکھ لیے۔ اس نے موم کے پتلے بنائے اور شاہی محل میں انہیں استعمال کرنے لگا۔ اس نے جادو کے ذریعے بہت سے خوفناک کام کیے۔ وہ لوگوں کے مومی پتلے بنا کر ان پر جادوئی عمل کرتا، جس سے وہ لوگ مفلوج ہو جاتے۔ اس کہانی سے پتا چلتا ہے کہ رعمسیس سوم کے شاہی کتب خانے میں جادو پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں۔

مصر کے بہت سے بادشاہ بھی جادوگر تھے۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور نیکٹینیبس تھا، جو کہ مصر کا آخری مقامی بادشاہ تھا۔ وہ تقریباً 358 قبل از مسیح میں حکمران تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ علم نجوم، شگونوں کی تعبیر کے علم، زائچے بنانے اور جادوئی اعمال کا ماہر تھا۔ مخطوطوں میں محفوظ ریکارڈ میں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ سب بادشاہوں پر

یہ امر نہایت لازمی تصور کیا جاتا تھا کہ جادوگر مذہبی پیشوا کو زندگی کے معاملات میں صاف ستھرا کردار اپنانا چاہیے نیز اسے اپنا کام لازماً خفیہ انداز میں انجام دینا ہوتا تھا۔ اس پر بعض خاص حوالوں سے سخت پابندیاں بھی عائد ہوتی تھیں۔

قدیم مصری طبی مخطوطے منتروں سے بھرے پڑے ہیں تاہم منتر اور ادویاتی علاج میں فرق رکھا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ معالج ایک عام آدمی ہوتا تھا اور جادوگر ایک مذہبی پیشوا ہوتا تھا۔

دواؤں کے بارے میں بھی مصریوں کا عقیدہ تھا کہ وہ جادوئی اثر کی حامل ہوتی ہیں جیسا کہ پے پی رس ایبرس کے درج ذیل جملے سے واضح ہے:

''ہورس کا جادو علاج میں فتح یاب رہا۔''

ماسپیرو کہتا ہے''طبی معالج کتاب کے مطابق اپنے فن کو بروئے عمل لاتا تھا جبکہ مذہبی پیشوا مذہبی جذبے کے ذریعے عمل کرتا تھا۔''

مصری جادو میں شبیہوں کا استعمال بہت اہمیت رکھتا تھا۔ یہ شبیہیں فوری طور پر مؤثر نہیں بن جاتی تھیں بلکہ ان میں جادوئی طاقت پیدا کرنی پڑتی تھی اور جادوگر ان پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتا تھا۔ بعض اوقات دیوتاؤں کی شبیہیں پے پی رس پر یا مریض کے ہاتھ پر بنادی جاتیں اور وہ انہیں چاٹ لیتا۔ مریض کو تعویذ گنڈے بھی پہنانا ضروری تصور کیا جاتا تھا تاکہ اس پر جادو کا اثر زیادہ سے زیادہ ہو۔ گنڈے بائیں پیر پر باندھے جاتے تھے جبکہ تعویذ گردن میں ڈالے جاتے تھے۔ جس ڈوری سے تعویذ بندھا ہوتا اس میں سات جادوئی گرہیں ڈالی گئی ہوتی تھیں۔

مصریوں کا عقیدہ تھا کہ کسی مرد عورت یا جانور کا پتلا ذی روح کے اوصاف و خصائص کا حامل ہوتا ہے اور اس پر جادوئی عمل اسی یقین کے ساتھ کیے جاتے تھے۔ اس قسم کا جادو مصر میں چوتھے سے بارہویں شاہی خاندان کے عہد تک جاری رہا۔ اس قسم کے جادو کا قدیم ترین واقعہ ویسکر پے پی رس میں درج ہے۔ یہ واقعہ نیبکا کے عہد میں رونما ہوا۔ نیبکا تقریباً 3830 قبل از مسیح میں مصر کا حکمران تھا۔

نیبکا ایک مرتبہ اپنے درباریوں سمیت اپنے ایک اعلیٰ ترین افسر ایبانر سے ملنے گیا۔ نیبکا کا ایک سپاہی ایبانر کی بیوی پر عاشق ہوگیا۔ بعدازاں ایبانر کو اطلاع ملی تو اس نے موم سے مگرمچھ کا پتلا بنایا اور اسے کہا کہ ''جب وہ میرے گھر آئے اور نہانے لگے تو تم اسے

قدموں میں رکھ دو۔ اس پتلے کو لیموں کی لکڑی سے بنے معبد میں رکھ دو۔ جب تم خواب میں اپنے سوالوں کا جواب پانا چاہو تو دیوتا کے پتلے کو معبد سمیت سر پر رکھ لو۔ پھر منتر پڑھو اور بھینٹ چڑھاؤ۔ اس کے بعد اسے سر پر رکھے رکھے لیٹ کر سو جاؤ۔ تمہیں خواب میں اپنے سوالوں کے جوابات مل جائیں گے۔

تھیبس کے ترجمہ کردہ جادوئی مخطوطے میں دریا اور سمندر کے مگرمچھوں سے بچنے کے لیے بہت سے منتر درج ہیں۔ ایک منتر درج ذیل ہے:

''سلام دیوتاؤں کے آقا! میرے ملک کے ببرشیروں سے مجھے بچا۔
مجھے دریا سے نکلنے والے مگرمچھوں سے محفوظ رکھ اور اپنے بلوں سے
رینگ رینگ کر نکلنے والے کیڑوں کے زہر سے بچا۔ اے مگرمچھ ماک!
اے سیت کے بیٹے! انہیں دور کر دے۔ اپنی دم کو حرکت میں نہ لا! اپنی
ٹانگوں اور پیروں سے کام نہ لے! اپنا منہ مت کھول! اپنے سامنے
موجود پانی کو آگ بنا دے اے کہ جس سے 37 دیوتا بنائے گئے
ہیں۔ انہیں دور کر دے اے مگرمچھ ماک' سیت کے بیٹے!''

یہ منتر دیوتا ایمن کے مٹی سے بنے بت کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اس دیوتا کے چار بکرے کے سر تھے۔ اس کے قدموں تلے مگرمچھ ماک کی ایک شبیہ ہوتی تھی جبکہ دائیں اور بائیں طرف کتے کے سر والے بندر ہوتے تھے۔ عیسائی فرقے ناسٹک نے شاید مصریوں ہی سے جادوئی اسماء لیے تھے۔

جادوئی رسومات اور ممی سازی میں خوشبوئیں اور بخورات اہم کردار ادا کرتے تھے اور مصری اپنی جادوئی تقریبات میں انہیں استعمال کیا کرتے تھے۔ ماسپیرو نے مرے ہوئے شخص کو مخاطب کر کے لکھی ایک عبارت کو یوں ترجمہ کیا ہے: ''تیرے لیے عرب سے خوشبو لائی گئی ہے' تیری مہک کو دیوتا کی خوشبو سے کامل کرنے کے لیے۔ حساب کتاب والے کمرے میں تیری مہک کو کامل بنانے کے لیے رع کے سیال لائے گئے ہیں۔ اے عظیم دیوتا کی میٹھی میٹھی خوشبو والی روح! تیری خوشبو اتنی پیاری ہے کہ تیرا چہرہ نہ بدلے گا اور نہ گلے سڑے گا۔''

اس خطاب کے بعد کاہن یا ممی ساز وہ مرتبان اٹھاتا جس میں دس خوشبوؤں کا سیال آمیزہ موجود ہوتا تھا۔ وہ لاش کو سر سے پاؤں تک اس سیال سے بھگو دیتا۔ سر کو احتیاط کے ساتھ پوری طرح بھگویا جاتا تھا۔ خوشبو کے حوالے سے یہ مانا جاتا تھا کہ اس سے لاش

اپنی جادو کی طاقت سے حاوی آ گیا تھا۔ وہ پانی کے ایک بڑے پیالے میں موم کے بنے ہوئے بحری جہازوں اور دشمن کے سپاہیوں کے موی پتلوں کو ڈالتا' پھر اپنے موی بحری جہازوں اور سپاہیوں کے موی پتلوں کو ڈالتا۔ اس کے بعد وہ ایک مصر جادوگر کا لبادہ پہنتا اور آبنوس کا عصا تھام کر منتر پڑھتا اور دیوتاؤں کو مدد کے لیے پکارتا۔ اس عمل کے نتیجے میں موی جہازوں اور فوجیوں میں جان پڑ جاتی اور ان میں جنگ شروع ہوجاتی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کی بحریہ نے پیالے میں دشمن کو برباد کردیا تو پھر حقیقت میں بھی وہ فاتح و غالب رہے گی۔ یوں نیکٹنیبس جادو کے ذریعے جنگوں میں کامیابیاں حاصل کرتا تھا۔

اس کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا ہے وہ لوگوں کو خواب دکھانے کے فن کا بھی ماہر تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ کسی شخص کا موی پتلا بناتا اور اس پر کچھ جڑی بوٹیوں کا رس ٹپکاتا۔ یوں جس شخص کا پتلا ہوتا اُسے خواب دکھائی دیتے تھے۔

تیرہویں صدی کے ایک عرب مصنف ابوشاکر کے بقول ارسطو نے سکندراعظم کو زنجیروں سے بندھا ہوا ایک ڈبا دیا تھا' جس کے اندر بہت سے موی پتلے رکھے ہوئے تھے۔ ان موی پتلوں میں سوئیاں گڑی ہوئی تھیں۔ سکندراعظم اسے ہاتھ میں پکڑے اور دوبارہ زمین رکھتے ہوئے منتر پڑھا کرتا تھا۔ عقیدہ یہ تھا کہ یہ پتلے اس کے دشمنوں کے ہیں۔ ان پتلوں میں سے بعض کے ہاتھوں میں سیسے کی تلواریں تھیں اور بعض کے ہاتھوں میں نیزے اور کمانیں۔ انہیں ڈبے کے اندر اوندھا لٹایا گیا تھا۔

فوجی طلسم کی انوکھی کہانی دلچسپ ہے' بالخصوص وہ کہانی جس کا تعلق نیکٹنیبس سے ہے۔

مصر میں بہت سے جادوئی اعمال میں شبیہیں اور پتلے بھی اہم کردار ادا کرتے تھے۔ اس کی وضاحت درج ذیل جادوئی عمل سے ہوتی ہے' جس کے ذریعے کوئی شخص خواب میں پوشیدہ حقائق سے آگاہ ہوجاتا تھا:

لارل کے 28 پتے' ہل چلے ہوئے کھیت کی مٹی' آٹا اور زیتون کے 28 پتے لو۔ کوئی باکردار لڑکا ان سب کو پیس کر باہم ملائے۔ پھر اس آمیزے میں مصری چڑیا آئبس کے انڈے کی سفیدی ملاؤ۔ ہر میز کا پتلا لو۔ اب ایک کاغذ پر منتر لکھ کر پتلے میں ڈال دو۔ جب تمہیں دیوتاؤں سے کچھ پوچھنا ہوتو اس کاغذ پر منتر لکھو' اپنا سر کا ایک بال اس کاغذ پر رکھ کر کاغذ کو تہہ کرو اور اس پر فونقی گرہ لگا دو۔ اب اسے زیتون کی شاخ کے ساتھ لٹکا کر پتلے کے

''اس نے انہیں اس ترتیب سے رکھا جس ترتیب سے اس کا خیال تھا کہ اولمپیاس کی پیدائش کے وقت ستارے موجود تھے اور پھر اس نے اس کی قسمت سے انہیں آ گاہ کیا۔''

کہا جاسکتا ہے کہ تعویذ اور طلسم کی جنم بھومی بھی قدیم مصر ہے۔ مصری انہیں زندہ اور مردہ ہر دو کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ مصریوں کی سب سے اہم جادوئی سنگی تختی 1828ء میں اسکندریہ میں دریافت ہوئی تھی۔ اس کی قدامت کے حوالے سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کا تعلق چوتھی صدی قبل از مسیح سے ہے۔
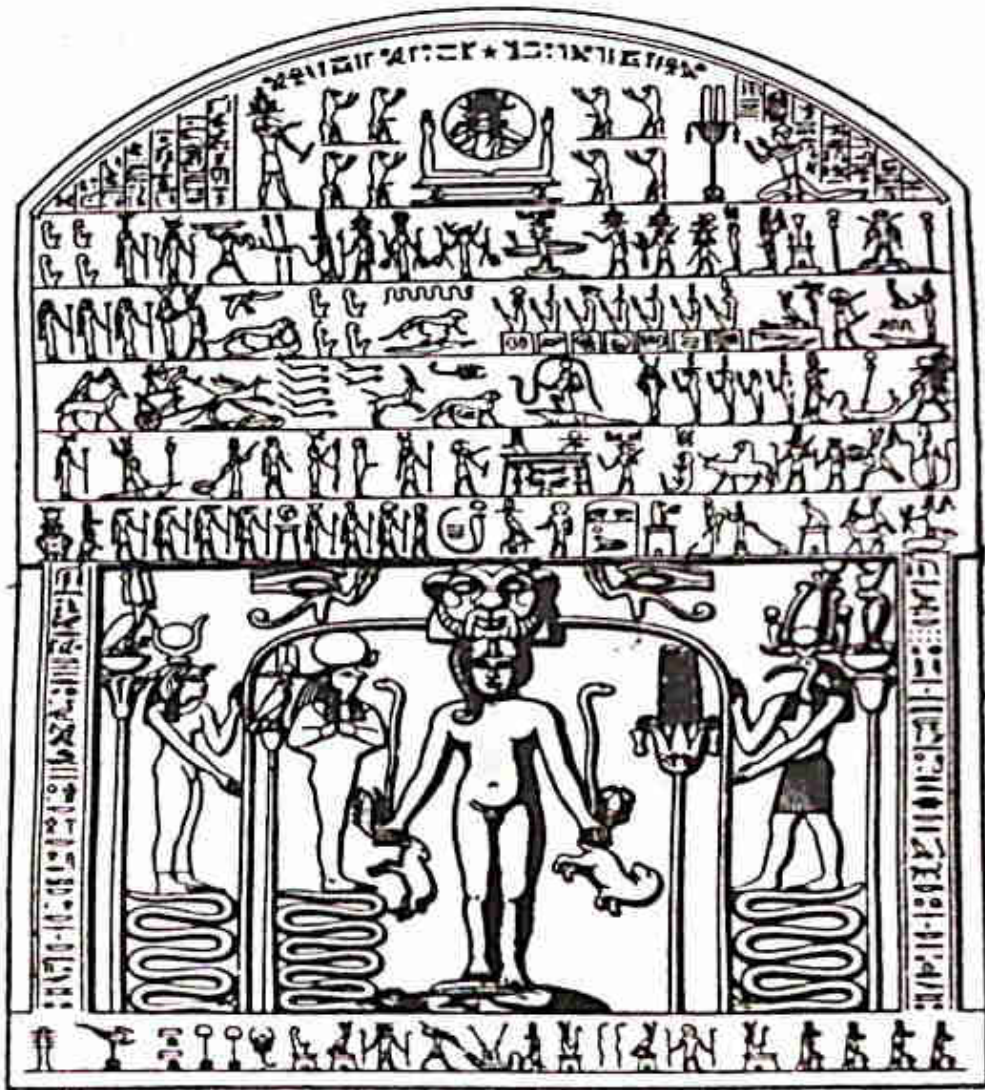
چوتھی صدی قبل از مسیح کی ایک جادوئی تختی۔

کے اعضاء محفوظ ہو جاتے ہیں۔

پھر مردے کو بتایا جاتا کہ یہ خفیہ سیال ہے اور دیوتا شو اور سیب نے اسے پیدا کیا ہے۔ اسے بتایا جاتا کہ فونیشیا کی گوند اور بیبیوس کی رال اس کی تدفین کو کامل بنا دے گی۔

مردے کو جو چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے ان میں خوشبوؤں اور مرہموں کا حصہ بہت نمایاں ہوتا تھا۔ مصریوں نے بہت قدیم زمانے میں بعض خاص قسم کے تیلوں (Oils) کے ساتھ جادوئی خصوصیات منسوب کردی ہوئی تھیں۔ جلد کو نرم کرنے، زخموں کو بھرنے اور اعضاء کی درد سے نجات حاصل کرنے کے لیے تیل استعمال کیے جاتے تھے اور آج بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

ازمنۂ وسطیٰ میں معروف ہونے والے بہت سے منتر مصریوں سے لیے گئے تھے، جیسا کہ سولہویں صدی کے ایک مخطوطے سے عیاں ہے:

''اپنے بائیں ہاتھ پر بیسا کا خاکہ بنا کر ہاتھ پر کالا کپڑا لپیٹ لو۔ پھر کسی سے بات کیے بغیر لیٹ جاؤ۔ کوئی کچھ پوچھے تو اس کا جواب بھی مت دو۔ پھر کالے کپڑے کا باقی ماندہ حصہ اپنی گردن سے لپیٹ لو۔''

''گائے کے خون، فاختہ کے خون، سیاہ روشنائی، ملیری کے عرق، لوبان، شنگرف، بارش کا پانی ملا کر آمیزہ تیار کرو۔ سورج غروب ہونے سے پہلے آمیزے سے اپنی درخواست لکھو۔ لکھتے ہوئے پڑھتے رہو: سچے ولی کو مقدس معبد سے بھیج۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، لمپسیو ر، سومارٹا، باریاس، ذارڈالام، لورلیکس۔ اے آقا مقدس دیوی کو بھیج، انوتھ انوتھ، سلبا تا، چیمبرے، برائتھ، ابھی، ابھی، جلدی، جلدی۔ آج رات ہی آ جا۔''

مصر کے لوگ زائچے بھی بنایا کرتے تھے۔ بج (Budge) نے مصر کو زائچے کی جنم بھومی قرار دیا ہے۔ برٹش میوزیم میں ایک یونانی مخطوطہ موجود ہے، جس میں درج ہے: ''مصریوں نے محنت شاقہ کے ساتھ نجوم کا علم دریافت کیا اور اسے آنے والی نسلوں کو سونپ دیا۔''

نمکتنیبس سونے، چاندی اور ببول کی لکڑی سے بنی ہوئی ایک تختی زائچے بنانے کے لیے استعمال کیا کرتا تھا۔ اس تختی کے ساتھ تین پٹیاں منسلک ہوتی تھیں۔ باہر والی پٹی پر زیوس دیوتا کی شبیہہ بنی ہوتی تھی۔ دوسری پٹی پر بارہ برجوں کے نشان اور تیسری پٹی پر سورج اور چاند بنے ہوتے تھے۔ وہ اس تختی کو ایک چھوٹی سی تپائی پر رکھ دیتا۔ پھر ایک چھوٹے سے ڈبے میں سے پٹیوں پر موجود سات ستارے نکالتا اور 8 قیمتی پتھروں کے درمیان رکھ دیتا۔

چھٹا باب

کبالہ: قدیم یہودی جادو

جادو سے منسلک یہودی روایات بہت اہمیت کی حامل ہیں' کیونکہ دریافت یہ ہوا ہے کہ ازمنہ' وسطیٰ تک جن رسومات پر عمل کیا جاتا رہا ہے' ان کا سرچشمہ یہی یہودی روایات تھیں۔

عہد نامہ' قدیم کی پہلی پانچ کتابوں میں جادو کے جو جو حوالے موجود ہیں' وہ بنیادی طور پر مصر سے مربوط ہیں۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے جادو مصریوں ہی سے سیکھا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب وہ مصر میں قید تھے۔

Book Of Enoch کی ایک کہانی کہتی ہے کہ "جادو کا فن دو فرشتوں نے انسان کو دیا تھا۔ ان کے نام اُزّا (Uzza) اور ازائیل (Azael) تھے۔ موخرالذکر نے عورتوں کو جادو کا فن اور آرائشی اشیاء کا استعمال سکھایا۔"

ایک قدیم مصری روایت کے مطابق جادو کا فن ایک فرشتے نے انسانوں کو دیا تھا ۔اس فرشتے کو ایک عورت سے محبت ہوگئی تھی۔

Book Of Tobit میں ایک کہانی موجود ہے۔ اس کے مطابق ایک بری روح سارہ کی محبت میں مبتلا ہوگئی تھی۔ اس روح کے اثرات کو رافائیل نامی فرشتے نے ختم کیا۔ اس بری روح کو' جس کا نام اشموذیس تھا' بھگا دیا گیا اور بعدازاں اسے "شر کی طاقتوں کا بادشاہ" کا نام دیا گیا۔

ان میں سے بہت سے نام آج بھی باقی ہیں اور جادو کی کتابوں میں درج ہیں۔ یہ ہاتھ سے لکھی ہوئی کتابیں آج کے زمانے تک محفوظ چلی آئی ہیں۔ روحوں کی مدد حاصل کرنے کے لیے یہودی جادوگر دھواں پیدا کرتے' تحفے اور قربانیاں دیتے۔

قیاس کیا گیا ہے کہ یہ کسی عمارت میں طلسم یا تعویذ کے طور پر نصب کی گئی تھی۔ اس پر مصر کے کچھ عظیم دیوتاؤں' بری روحوں اور عفریتوں کی شبیہیں بنی ہوئی ہیں نیز مصری رسم الخط میں منتر اور جادوئی اسماء درج ہیں۔ درمیان میں ہورس کی شبیہ ہے' جو کہ دو مگرمچھوں پر کھڑا ہے۔ اوپر بیس (Bes) کا سر ہے۔ دائیں بائیں ہورس اور رع سانپوں پر کھڑے ہیں۔ شاہین کے روپ میں اوسیرس ہے' سانپ پر آئسس کھڑی ہے جبکہ نخبت کو گدھ کے روپ میں دکھایا گیا ہے۔ تھوتھ کو بھی کنڈلی مارے سانپ پر کھڑا دکھایا گیا ہے جبکہ یواچیٹ کو سانپ کے روپ میں دکھایا گیا ہے۔ یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ جادوگر بادشاہ نیکتینیبس کا نام بھی اس سنگی تختی پر لکھا ہوا ہے۔

اپنی ٹانگوں کے درمیان اس طرح کھڑا کرو کہ اس کا کان تمہارے منہ کے سامنے ہو۔ تم سورج کی طرف منہ کر کے اس کے کان میں ہو' 'اونگیل! میں خداوند عظیم کے نام پر تجھ سے التجا کرتا ہوں' سچ کے خداوند کے نام پر' پالنے والے خداوند کے نام پر' الفا' آئیڈو کے نام پر' کہ تو تین فرشتے بھیج۔' تب لڑکے کو انسان جیسی ایک شبیہ دکھائی دے گی۔

تم اس منتر کو دو مرتبہ مزید پڑھو گے تو لڑکے کو دو مزید شبیہیں دکھائی دیں گی۔ لڑکا انہیں کہے گا کہ 'تمہاری آمد باعث رحمت ہو۔ اب تم لڑکے سے کہو کہ وہ تمہاری خواہش ان تک پہنچائے۔

اگر وہ لڑکے کو جواب نہ دیں تو وہ ان سے التجا کرتے ہوئے کہے گا: کیسپر' کیلائی' ایمر (یا) بلائکائیسر! میرا آقا اور میں تجھ سے دوبارہ گزارش کرتے ہیں کہ مجھے فلاں بات بتادے یا یہ بتا کہ چوری کس نے کی تھی۔''

اسی طرح کی جادوئی ترکیب ''سلیمان کی چابی'' (Key of Solomon) نامی مخطوطے میں پائی گئی ہے اور لڑکے کو وسیلے کے طور پر استعمال کرنے کا طریقہ اٹھارہویں صدی تک کیگلیوسٹرو نے اپنایا ہوا تھا۔

مذکورہ بالا کتاب بعض دوسرے ناموں سے بھی پائی جاتی ہے مثلاً "The Worke Of Solomon The Wise" یا "The Key Of King Solomon"۔ بادشاہ سلیمان (King Solomon) کے بارے میں ایسی یہودی روایات موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ان کے قبضے میں مافوق الفطرت قوتیں تھیں اور انہوں نے معبد کی تعمیر کے لیے انہیں استعمال کیا تھا۔ بادشاہ سلیمان سے بہت سی تحریریں بھی منسوب کی جاتی ہیں' جو کہ مخطوطوں کی شکل میں ملتی ہیں۔ ہم آگے چل کر ان پر تفصیل سے بات کریں گے۔

ان کتابوں کے تعارف میں فرق پائے جاتے ہیں' اور چند ایک تعارف تو' جو کہ بلاشبہ جعلی ہیں' نہایت عجیب وغریب ہیں۔

اس کتاب کے ایک تعارف میں بتایا گیا ہے کہ ''اس کتاب کا ترجمہ ربی ابن عذرا نے عبرانی سے لاطینی میں کیا تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ پروونس کے قصبے ارلیز لے گیا تھا۔ یہ قدیم عبرانی مخطوطہ اس شہر میں یہودیوں کی بربادی کے بعد شہر کے آرچ بشپ کے ہاتھ لگ گیا' جس نے اسے لاطینی سے پست زبان میں ترجمہ کیا۔''

ایک مشہور یہودی فلسفی موسیٰ بن میمون لکھتا ہے:

''بری روحوں کا پسندیدہ ترین تحفہ خون ہے۔ جادوگر کو خون کی بھینٹ لازماً دینا ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ بری روحوں کا کھانا کھاتا ہے تاکہ ان کا رفیق بن جائے۔ دھوئیں کی مہک ان روحوں کو بہت پسند ہوتی ہے۔''

اس کے علاوہ شمعیں جلائی جاتیں' سیاہ دستے والا چاقو استعمال کیا جاتا اور بہت سی رسومات ادا کی جاتیں۔ جادوگر کو بری روحوں کے پراسرار ناموں سے آگاہی ہوتی تھی۔ اس کے بغیر وہ ان کی مدد حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

یہ ایسے راز ہوتے تھے جنہیں اول اول تو لکھا نہیں جاتا تھا۔ بلام انہی ناموں کے ذریعے جادو کرنے کے قابل ہوا تھا۔ اسے ایک عظیم جادوگر تسلیم کیا جاتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس نے موآب کی بیٹیوں کو جادو سکھایا تھا۔

جادوگری کو اسرار کے پردوں میں ملفوف رکھا جاتا تھا اور جادوگروں کی کتابیں خفیہ رکھی جاتیں' جن تک صرف ماہرین کی رسائی ہوسکتی تھی۔

جادوگر اکثر و بیشتر جادوئی عبارتوں سے منقش پیالے استعمال کرتے تھے۔ پیالوں پر ان روحوں کے نام نقش ہوتے جو کہ جادوگر کے قبضے میں ہوتی تھیں۔

اگرچہ یہودیوں نے جادو پر کڑی پابندی عائد کردی تھی اور ربیوں نے جادوگر کی سزا پتھر مار مار کر موت کے گھاٹ اتارنا متعین کی تھی' تاہم جادوئی عمل مقدس نام پر جاری رہے۔ شیطانی قوتوں کی بجائے ملکوتی قوتوں کے حوالے سے کیے جانے والے جادو پر پابندی نہیں تھی۔

جادو کے فن میں یہ خیالی تقسیم ازمنۂ وسطیٰ تک جاری رہی۔ جب کالا جادو کہلانے والے جادو پر پابندی لگ گئی تو سفید یا اچھا (Good) جادو جاری رہا اور اسے جائز و قانونی تصور کیا جاتا تھا۔

یہودی جادوگری کے ریکارڈ کمیاب ہیں۔ گیسٹر کا ترجمہ کردہ ایک یہودی جادو درج ذیل ہے: ''بلور پر زیتون کے تیل سے ''اونکیل'' لکھو۔ پھر ایک سات سالہ لڑکے کے ہاتھ پر انگوٹھے سے انگلیوں کے سرے تک تیل ملو اور بلور کو اس کے ہاتھ پر تیل والی جگہ پر رکھو۔ پھر اسے کہو کہ مٹھی بند کر لے۔ اب تم ایک تین ٹانگوں والے سٹول پر بیٹھ جاؤ۔ لڑکے کو

اپنی ٹانگوں کے درمیان اس طرح کھڑا کرو کہ اس کا کان تمہارے منہ کے سامنے ہو۔ تم سورج کی طرف منہ کر کے اس کے کان میں ہو: "اوٹکیل! میں خداوندِ عظیم کے نام پر تجھ سے التجا کرتا ہوں، سچ کے خداوند کے نام پر، پالنے والے خداوند کے نام پر، الفا' آئیزو کے نام پر، کہ تو تین فرشتے بھیج۔" تب لڑکے کو انسان جیسی ایک شبیہ دکھائی دے گی۔
تم اس منتر کو دو مرتبہ مزید پڑھو گے تو لڑکے کو دو مزید شبیہیں دکھائی دیں گی۔ لڑکا انہیں کہے گا کہ "تمہاری آمد باعثِ رحمت ہو۔" اب تم لڑکے سے کہو کہ وہ تمہاری خواہش ان تک پہنچائے۔
اگر وہ لڑکے کو جواب نہ دیں تو وہ ان سے التجا کرتے ہوئے کہے گا: کیسپر' کیلائی' ایمر (یا) بلاتکائیسر! میرا آقا اور میں تجھ سے دوبارہ گزارش کرتے ہیں کہ مجھے فلاں بات بتا دے یا یہ بتا کہ چوری کس نے کی تھی۔"
اسی طرح کی جادوئی ترکیب ''سلیمان کی چابی'' (Key of Solomon) نامی مخطوطے میں پائی گئی ہے اور لڑکے کو وسیلے کے طور پر استعمال کرنے کا طریقہ اٹھارہویں صدی تک کیگلیوسٹرو نے اپنایا ہوا تھا۔
مذکورہ بالا کتاب بعض دوسرے ناموں سے بھی پائی جاتی ہے مثلاً "The Worke Of Solomon The Wise" یا "The Key Of King Solomon"۔ بادشاہ سلیمان (King Solomon) کے بارے میں ایسی یہودی روایات موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ان کے قبضے میں مافوق الفطرت قوتیں تھیں اور انہوں نے معبد کی تعمیر کے لیے انہیں استعمال کیا تھا۔ بادشاہ سلیمان سے بہت سی تحریریں بھی منسوب کی جاتی ہیں، جو کہ مخطوطوں کی شکل میں ملتی ہیں۔ ہم آگے چل کر ان پر تفصیل سے بات کریں گے۔
ان کتابوں کے تعارف میں فرق پائے جاتے ہیں، اور چند ایک تعارف تو، جو کہ بلاشبہ جعلی ہیں، نہایت عجیب و غریب ہیں۔
اس کتاب کے ایک تعارف میں بتایا گیا ہے کہ "اس کتاب کا ترجمہ ربی ابن عذرا نے عبرانی سے لاطینی میں کیا تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ پروینس کے قصبے ارلیز لے گیا تھا۔
یہ قدیم عبرانی مخطوطہ اس شہر میں یہودیوں کی بربادی کے بعد شہر کے آرچ بشپ کے ہاتھ لگ گیا، جس نے اسے لاطینی سے پست زبان میں ترجمہ کیا۔"

یہودی تحریروں کے داخلی باطنی مفاہیم پر مشتمل ہے۔ تاریخ کے علماء کہتے ہیں کہ مصریوں کے ہاں مقدس سمجھی جانے والی باتوں کو تحریر نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ ضائع ہو گئیں۔ ماتحرز کہتا ہے کہ "سب سے پہلے خداوند نے کبالہ فرشتوں کو پڑھایا تھا' جنہوں نے بعدازاں اسے انسان کو پڑھایا۔ اسے کبھی کسی نے لکھنے کی جرأت نہیں کی۔ آخر شمعون جوکائی نے' جو کہ دوسرے معبد کی تباہی کے وقت زندہ تھا' اسے لکھا۔ اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے ربی ایلیازر اور ربی ابیا نے اپنے باپ کی تحریروں کو یکجا کر کے زوہر (Zohar) کے نام سے شائع کروایا۔ اب یہ کتاب کبالہ ازم کی سب سے اہم کتاب ہے۔

"غیر تحریری کبالہ" کی اصطلاح کا اطلاق خاص علم پر کیا جاتا ہے' جس کو کبھی نہیں لکھا گیا' جبکہ عملی کبالہ کا سروکار طلسماتی اور تقریباتی جادو سے ہے۔

جوزیفس لکھتا ہے کہ اس نے ایلیازر کو ایک آدمی کو بُری روح کے قبضے سے نکالتے دیکھا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایلیازر نے بری روح کے قبضے میں موجود شخص کی ناک تلے ایک انگوٹھی رکھی تھی اور منتر پڑھا تھا۔ اس انگوٹھی میں سلیمان کی مہر کا نقش موجود تھا۔
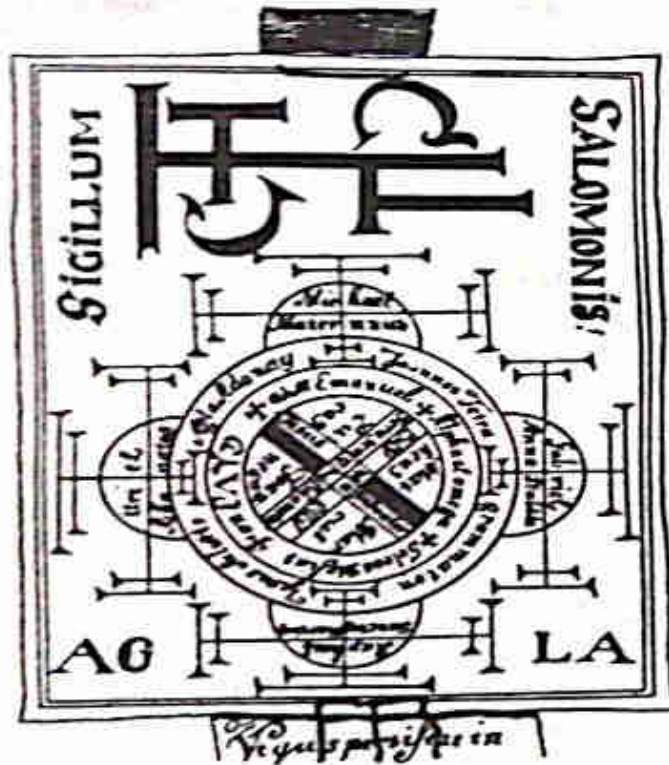
سلیمان کی مہر۔
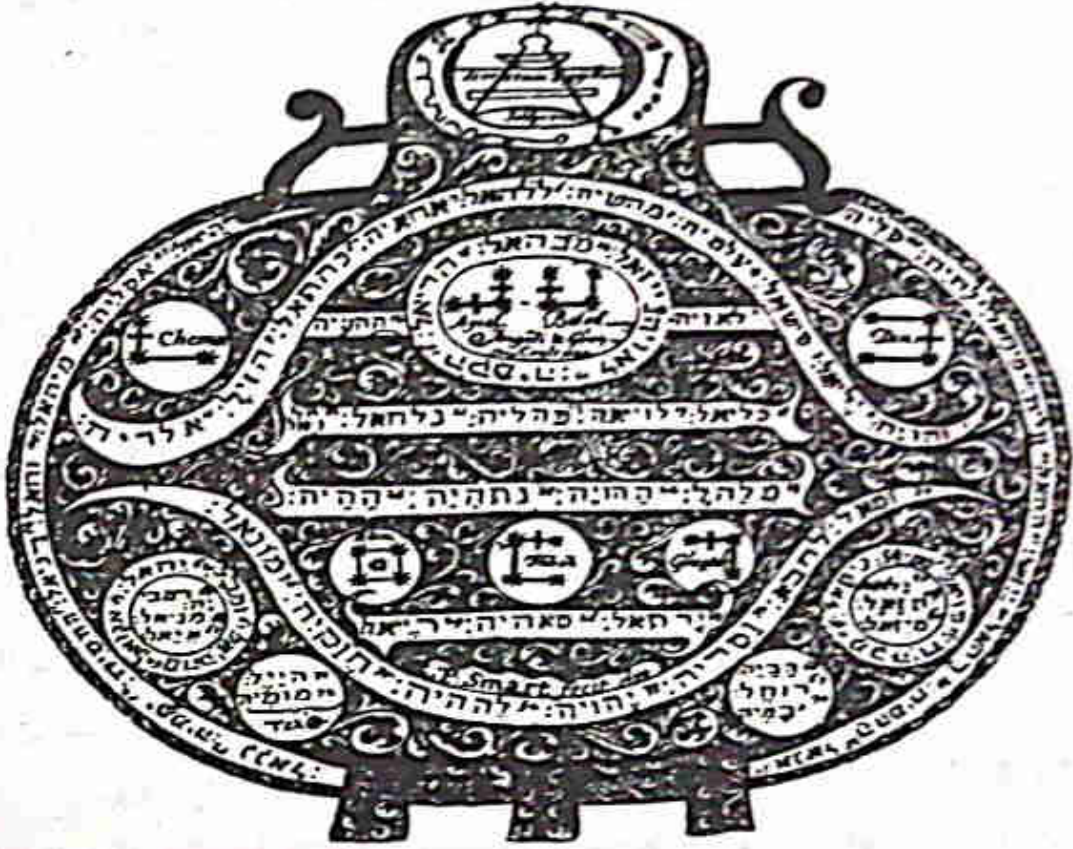
یہودی جادوئی نقش۔

ایک اور تعارف میں لکھا گیا ہے کہ "یہ کتاب بابل کے ایک شہزادے نے، جس کا نام سیمیئون تھا، بادشاہ سلیمان کو بھیجی تھی۔ اس کتاب کو دو دانا انسان لے کر آئے تھے۔ ان کے نام کا مازان اور زازانت تھے۔ آدم (Adam) کے بعد کلدانی زبان کی یہ پہلی کتاب تھی۔ بعدازاں اس کا ترجمہ عبرانی میں کیا گیا۔"

ایک اور مخطوطے کے پیش لفظ میں لکھا گیا ہے کہ "یہ تمام خفیہ رازوں میں سب سے زیادہ خفیہ رازوں کی حامل کتاب ہے، جس کی توثیق یونانی کے سب سے زیادہ دانا فلسفیوں نے کی ہے۔" پراسرار کبالہ یا قبالہ (Kabala or Qabalah) کی تفہیم کے حوالے سے مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک مصنف کا کہنا ہے کہ یہ خفیہ روایتی علم ہے جو کہ سینہ بہ سینہ نسل بہ نسل چلا آیا ہے۔ بظاہر کبالہ کئی حصوں میں منقسم لگتا ہے۔ اس کا بیشتر مواد مقدس

ایک اور مصنف لکھتا ہے کہ "یہودیوں نے خداوند کو ایک پراسرار نام دے رکھا تھا' جو کہ یوں لکھا جاتا ہے IHVH ۔ قدیم زمانوں سے یہودی مذہبی پیشوا اور عام یہودی اس لفظ کو زبان سے ادا نہیں کرتے۔ اس لفظ کا زبان سے ادا کیا جانا اس کو ناپاک کر دینا تصور کیا جاتا تھا۔ اس چیز سے بچنے کے لیے اس کی جگہ ایک متبادل نام استعمال کیا جاتا تھا۔"

جادوئی منتروں میں ایڈونائی' ایلوائی جیسے نام بکثرت پائے جاتے ہیں۔ انہیں عبرانی سے اخذ کیا گیا ہے۔ بائبل میں جادو کے اتنے زیادہ حوالے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے مشرقی اقوام میں اس کا بہت غلبہ ہوگیا تھا۔ عہدنامہ قدیم و جدید میں جادوگروں' نجومیوں' خوابوں کی تعبیر بتانے والوں' روحیں بلانے والوں' غیب کے حالات بتانے والوں' جادوگرنیوں وغیرہ کے نام کثرت سے ملتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری پر پابندی لگا دی گئی تھی جیسا کہ Deuteronomy xviii 10-11 میں کہا گیا ہے: "تمہارے خداوند نے ان چیزوں پر پابندی لگا دی ہے۔"

Leviticus xx. 27 میں کہا گیا ہے "جس مرد یا عورت کے قبضے میں کوئی روح ہو اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔" 2 Chron xxxiii.6 میں مناسح نامی ایک شخص کا ذکر ہے جسے جادو ٹونا آتا تھا اور جس کے قبضے میں ایک روح تھی۔

جادوگر شیطان کو بلا رہا ہے

ایک اور مصنف لکھتا ہے کہ ''کبالہ مذہبی فلسفے کا ایک نظام تھا' جس کا اثر چودھویں
سے لے کر سترہویں صدی تک یہودیوں اور بہت سے فلسفیوں پر کافی گہرا تھا۔ زوہر بہت سی ک
پر مشتمل ہے' جن میں کچھ کے نام یہ ہیں: خفیہ کتاب اسرار Siphra Dtzenioutha ...... اروا
کتاب House of Elohim ...... پاک کرنے والی آگ Asch Metzareph۔

''پاک کرنے والی آگ'' نامی کتاب کیمیا سے متعلق ہے۔ جبکہ ''اروا
کتاب'' میں فرشتوں' روحوں اور بری روحوں کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ کہا جا
کہ اصل میں یہ کتابیں کلدانی اور عبرانی میں لکھی گئی تھیں۔ ماتھرز کہتا ہے کہ ''دیوتا vah
کو عبرانی میں IHVH کہا جاتا ہے اور اس کا صحیح تلفظ چند ایک لوگوں ہی کو پتا ہے۔ یہ
خفیہ بھید اور رازوں کا راز ہے۔ چنانچہ جب ایک راسخ العقیدہ یہودی کتاب کو پڑھتے
اس لفظ تک پہنچتا ہے تو وہ مختصر سا وقفہ کرتا ہے یا اس کی جگہ Adonai, Adni Lord
پڑھتا ہے۔ بری روحوں کا شہزادہ سمائیل سمال ہے' جو کہ زہر اور موت کا فرشتہ ہے۔''
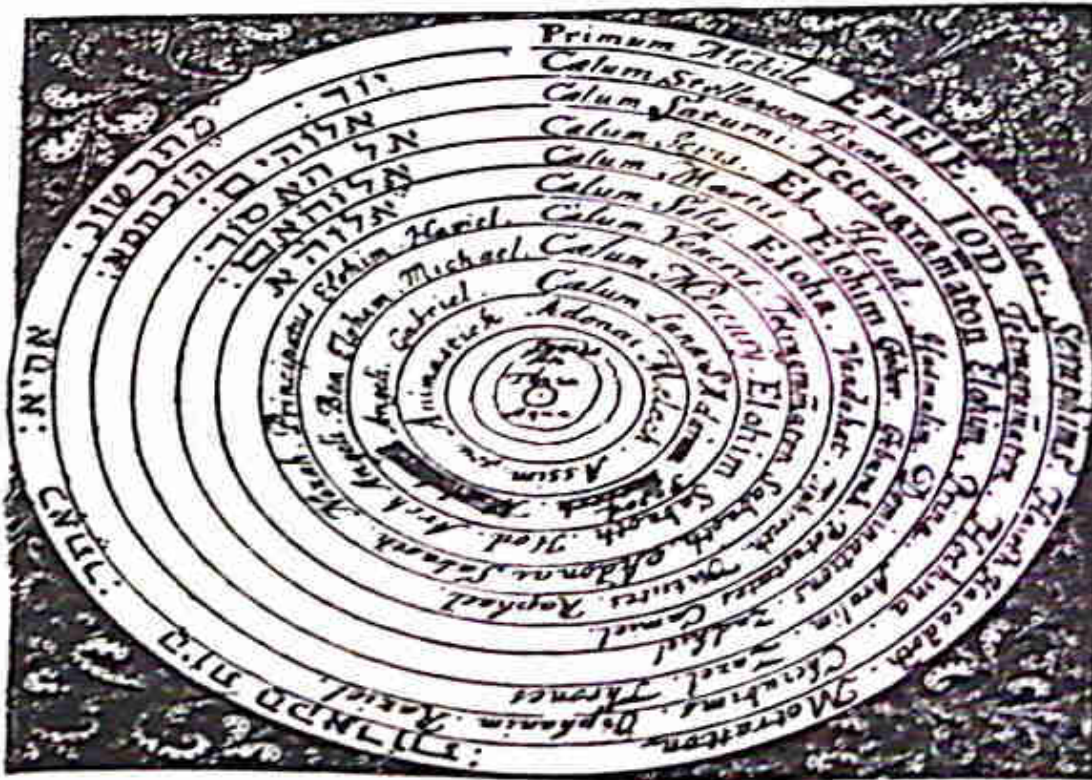
ایک یہودی جادوئی نقش۔

یہودی اس نقش کو بری روحوں اور دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے بازو پر باندھتے ہیں۔

شامی یہودی آج بھی قدیم جادوئی رسومات ادا کرتے ہیں۔ ان تقریبات میں وہ دھواں پیدا کرتے ہیں، شمعیں جلاتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں۔

اینڈور کی جادوگرنی

سال (Saul) نے اینڈور کی جادوگرنی سے ملاقات کا حوال بیان کیا ہے۔
Nahum iii. 4 میں ایک جادوگرنی کا ذکر کیا گیا ہے۔ عہد نامہ جدید میں تین جادوگروں کے حوالے ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام سائمن تھا' جس نے سماریا کے لوگوں پر جادو کر دیا تھا۔ دوسرے جادوگروں کے نام ایلمس اور بارجیزس بیان کیے گئے ہیں۔ بارجیزس پافوس جزیرے کا رہنے والا یہودی جادوگر تھا۔

عیسیٰ کے حواریوں کے زمانے میں افیسس جادوگروں کا گڑھ بن گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ پراسرار علوم و فنون کی کتابیں بھی لے کر آئے تھے۔ یقیناً اس زمانے میں اس شہر میں جادو کی کتابوں کے کتب خانے بھی ہوں گے۔

یونانی اور رومی یہودی جادو کو بہت وقعت دیتے تھے جبکہ عربوں نے بھی ان سے استفادہ کیا۔ وسطی زمانے میں یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ یہودی باطنی طاقتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ مشرق میں Gabbetes کہلانے والے بوڑھے مریضوں کا علاج پراسرار عملوں سے کیا کرتے تھے۔

یہودی آج بھی تعویذ پہنتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مخصوص عبرانی الفاظ والے تعویذ انہیں بری روحوں اور دشمنوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

سر سے کا مرہم اس کے شکاروں کو دوبارہ انسانی شکل میں لے آتا تھا جبکہ میڈیا کا مرہم لگانے والے پر دشمنوں کے ہتھیاروں کا اثر نہیں ہوتا تھا۔
افروڈائٹ نے فاعون کو ایک مرہم دیا تھا جس کے لگانے سے اس کی جوانی اور حسن لوٹ آیا تھا۔ افروڈائٹ نے پامفیلا کو چھوٹی چھوٹی ڈبیوں سے بھرا ہوا ایک صندوق دیا تھا۔ ہر ڈبی میں ایک خاص مرہم بھرا ہوا تھا جو قلب ماہیت کے کام آتا تھا۔
محبت کے سفوف کا تذکرہ کثرت سے کیا گیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ قدیم یونان میں اس کا استعمال عام تھا۔
اسحینے اور ہرمیز کی طرف سے جادو کی چھڑی کے استعمال والی کہانی سے پتا چلتا ہے کہ بابلیوں اور مصریوں کے جادو کا کچھ علم یونان بھی پہنچ گیا تھا۔
چوتھی صدی قبل از مسیح میں کلدانی اور فارسی جادو کا اثر واضح نظر آتا ہے کہ جب اوستھانیز نے یونانی کیمیاداں ڈیموکرائٹس کو جادو کا فن سکھایا۔ اوستھانیز نے اپنے زمانے کے جادو کے تمام اسرار کو قلمبند کر لیا تھا۔ جادوئی طب کی پہلی کتاب بھی اسی سے موسوم کی جاتی ہے۔
یونانی جادوگروں کے حوالے سے عقیدہ پایا جاتا تھا کہ وہ فطرت کی قوتوں کے ساتھ قریبی شناسائی پیدا کر کے جادوئی طاقتیں اخذ کرتے ہیں۔ حالانکہ جادو کو ایک تحفہ تصور کیا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ یہ پیدائشی طور پر حاصل ہوتا ہے یا خصوصی استحقاق ہوتا ہے۔ اس کو کسی غیر معمولی شے سے منسوب کیا جاتا تھا۔ چنانچہ "بری نظر" والے شخص کو جادوگر مانا جاتا تھا۔ یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ کبڑے ایسی آوازیں نکالنے والے کہ جن کا مصدر کہیں دور محسوس ہو اور پیدائشی طور پر انتڑیوں کی جھلی والے افراد پیش گوئی کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔
دوسری قوموں کی طرح یونانیوں میں بھی بری روحوں کو شر کی وجہ تصور کیا جاتا تھا۔ جادوگر کا کام ان بری روحوں سے نمٹنا ہوتا تھا۔ بابلیوں کی طرح یونانیوں کا بھی عقیدہ تھا کہ زمین پر بھٹکنے والی مردہ افراد کی روحیں دیگر انسانوں کے لیے مشکلات و مصائب کا باعث ہوتی ہیں۔ وہ دیوتاؤں سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔ جادو کی انتہائی طاقتور دیوی ہیکاٹی کو مدد کے لیے پکارا جاتا تھا اور یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ وہ آفاقی قوتوں کی حامل ہے۔
جادوگروں کے لیے کچھ خاص علوم جاننا لازمی تھا۔ اس کے علاوہ اسے جادو کے

ساتواں باب

یونانی اور رومی جادو

قدیم یونان میں جادوگری کے حوالے سے تھوڑی بہت جو معلومات ملتی ہیں ان کا سرچشمہ ہومر کی تخلیقات ہیں' جس نے اپنی اساطیری کہانیوں میں جادوگروں کا بکثرت ذکر کیا ہے۔ ٹیلیکینیز' ڈیکٹیلی اور کوربینٹیز نیم الوہی طاقتوں کے حامل ایسے لوگ تھے جو جادو کے فن سے آگاہ تھے۔ ٹیلیکینیز فطرت کے سب اسرار سے آگاہ تھے' ڈیکٹیلی موسیقی اور صحت بخشنے کے فن کے کامل استاد تھے۔ انہوں نے اپنا علم اور فنیکس' فیثا غورث اور دوسروں کو دیا تھا جبکہ پرومیتھیس' میلامپس' ایگامیڈیز' سرسے اور میڈیا سب کے سب عظیم ترین جادوگر شمار ہوتے تھے۔

سرسے کی کہانی بہت مشہور ہے۔ وہ سمندروں میں رہا کرتی تھی اور راستہ بھٹک جانے والے ملاحوں کو اپنے سحر کا شکار بنا لیتی تھی۔ وہ اپنے جادو کے ذریعے انسانوں کو سؤر بنا دیتی تھی۔

میڈیا کا نظارہ ہی دہشت طاری کر دیا کرتا تھا۔ وہ جادوئی جڑی بوٹیوں کی دیوی تھی اور شباب عطا کرنے پر قادر تھی۔ وہ طوفانوں کے رُخ موڑنے پر بھی قادر تھی۔ یہاں تک کہ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ چاند کو زمین پر لا سکتی ہے۔

ارسٹوفینیز کے زمانے میں تھیسالی جادوگروں اور جادوگرنیوں کا گڑھ تھا۔ کہا جاتا تھا کہ تھیسالے کی جادوئی جڑی بوٹیاں اس مقام پر اگتی ہیں جہاں میڈیا کا جادوئی صندوق گم ہوا تھا اور وہ وہاں سے اپنے پروں والے اژدھوں پر بیٹھ کر اڑ گئی تھی۔

ان جادوگروں سے جو ادویات اور مرہم منسوب ہیں' شاید ان چیزوں کو ان جادوگروں کی جادوئی طاقتوں کو استعمال میں لانے کے لیے بطور وسیلہ کام میں لایا جاتا تھا۔

ہیکاٹی کا ایک پتلا دیکھا جسے چھپکلیوں کو مار کر انہیں سکھا کر اور پھر ان کا سفوف بنا کر اس سفوف سے تیار کیا گیا تھا۔ اس کا جسم پرندے جیسا تھا۔ یہ ضروری ہوتا تھا کہ جس شخص کا پتلا بنایا گیا ہے اس کا نام اس پتلے پر لکھا جائے۔ جادوئی رسومات کے دوران متعلقہ روح کو بلانے کے لیے جادوئی نغمے گائے جاتے تھے۔

یہ مانا جاتا تھا کہ بار بار ادا کرنے سے منتروں کے الفاظ میں جادوئی اثر پیدا ہوتا جاتا ہے۔ حرفوں کو خاص انداز اور خاص شکلوں میں جوڑ کر مانا جاتا تھا کہ وہ زیادہ موثر ہوگئے ہیں۔ یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ جادوئی حروف ابجد اور خاص مقدس روشنائیوں سے لکھی گئیں جادوئی عبارتوں اور منتروں میں زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح کچھ خاص اعداد سے جادوئی اثرات منسوب کردیئے گئے تھے۔ طاق اعداد کو بہت اہمیت دی جاتی تھی جیسا کہ عدد تین۔ اس عدد کے حاصل ضرب کو ہیکاٹی کے لیے مقدس تصور کیا جاتا تھا۔

جادوئی رسومات کے دوران یونانی لوگ قربانیاں بھی کیا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جس دیوتا کی مدد مانگی جارہی ہے وہ ان قربانیوں سے خوش ہوجائے گا۔ عموماً ہر میز کو شراب، شہد، دودھ، خوشبویات، کھانے، خاص قسم کے کیک اور مرغ نذر کیا جاتا تھا جبکہ ایفروڈائٹ کو سفید فاختہ کی قربانی پیش کی جاتی تھی۔

قربانی اور چڑھاوے کا عمل تقریب میں انجام دیا جاتا تھا۔ یہ قربانی اور چڑھاوے کسی ایسے مقام پر رکھے جاتے تھے جسے اس دیوی/دیوتا کے لیے مقدس مانا جاتا تھا۔ بعض اوقات چڑھاوے کی اشیاء کو زمین کے نیچے کی خوفناک دیوی ہیکاٹی کو خوش کرنے کے لیے کسی چوک میں رکھ دیا جاتا تھا۔ ان چڑھاووں کو "ہیکاٹی کا عشائیہ" کہا جاتا تھا۔ ان چڑھاووں کا مقصد دیوی کے غیض و غضب کو دھیما کرنا نیز زمین کے نیچے رہنے والے شرارتی اور بے چین بھوتوں کو زمین پر شر فساد پھیلانے سے روکنا ہوتا تھا۔

لیڈن (Leyden) میں تھیبز سے دریافت ہونے والا ایک یونانی مصری مخطوطہ محفوظ ہے۔ اس مخطوطے پر محبت پیدا کرنے، خواب دکھانے اور دیوی دیوتاؤں سے کلام کرانے والے منتر درج ہیں۔ اس میں کاروبار کو کامیابی عطا کرنے والی انگوٹھی بنانے کا طریقہ بھی درج ہے۔ برٹش میوزیم میں موجود ایک اور مخطوطے میں چور کو پکڑنے کا جادوئی طریقہ درج ہے:

"بلور کا مرتبان لے کر اس میں پانی بھرو۔ پھر پانی میں لارل کی ایک ٹہنی ڈال

لیے ضروری رسومات ادا کرنے کا طریقہ بھی لازمی سیکھنا ہوتا تھا۔ اس حوالے سے تھوڑا بہت تاریخی ریکارڈ محفوظ رہ گیا ہے۔ جادوگر کو تیاری کے لیے پہلے اپنے آپ کو پاک صاف کرنا پڑتا تھا۔ اسے بیان کردہ وقفوں کے بعد نہانا اور خاص اوقات میں جسم پر تیل ملنا پڑتا تھا۔ اس کو بعض خاص غذاؤں سے پرہیز کرنا ہوتا تھا اور فاقے کرنے پڑتے تھے۔ اسے باعصمت بھی رہنا ہوتا تھا۔

ایک قدیم یونانی مخطوطے میں لکھا ہے کہ "جادوگر کا لبادہ ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیے۔ اس میں گرہ نہیں لگانی چاہیے یا کسی اور طریقے سے بند نہیں کرنا چاہیے۔ یہ لبادہ لینن کا بنا ہوا ہونا چاہیے۔ اس کا رنگ سفید ہو یا سفید زمین پر گہرے سرخ رنگ کی دھاریاں ہوں۔ سب سے بڑھ کر اس کا عقیدہ اپنی رسومات کی تکمیل پر ہونا چاہیے۔"

جادوئی رسومات کی ادائیگی کا وقت بہت اہمیت کا حامل ہوتا تھا۔ ہیکاٹی کی مدد حاصل کرنے کے لیے سورج غروب ہونے کے بعد کا وقت یا سورج طلوع ہونے سے چند منٹ پہلے کا وقت موزوں تصور کیا جاتا تھا جبکہ بہترین وقت نئے یا پورے چاند والی رات ہوتی تھی۔

بعدازاں سیاروں اور ستاروں کے مقامات بھی اہمیت حاصل کر گئے اور یونانی جادوئی رسومات میں نجوم کے علم کا اثر بہت گہرا ہو گیا۔

جادوئی رسومات کی ادائیگی کے لیے قبرستانوں اور چوکوں کو انتہائی موزوں مقامات مانا جاتا تھا۔

ہوبرٹ نے یونانی جادوگروں کی تقریبات اور آلات کا احوال رقم کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ سب سے زیادہ اہم جادوئی آلہ "جادو کی چھڑی" ہوتی تھی۔ اس کے بغیر جادوگر ادھورا ہوتا تھا۔ جادوئی رسومات کی ادائیگی میں لیمپ، پانی کے تسلے، علامتی استعمال کے لیے چابیاں، مختلف رنگوں کے دھاگے، پیتل کی پلیٹیں، کسی مردے کی لاش کے حصے اور جادو کا چرخا اہمیت رکھتے تھے۔

کسی شخص پر جادو کیا جاتا تو یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ جادوگر کے نزدیک ہو۔ اس کی جگہ اس مرد یا عورت کا ہمشکل پتلا بنا کر اس پر جادو کیا جاتا تھا اور جادوگر اس پتلے میں مختلف جگہوں پر سوئیاں گاڑ دیتا تھا۔ یہ پتلے، جو مٹی یا موم سے بنائے جاتے تھے، کھوکھلے ہوتے تھے تاکہ منتروں کو کاغذ پر لکھ کر ان کے اندر ڈالا جاسکے۔ یوسیئس لکھتا ہے کہ اس نے

لوسیان نے محبت کے مرض میں مبتلا نوجوان گلاکیاس کی کہانی میں اس منتر کا ذکر کیا ہے۔ گلاکیاس کو کرائسس سے محبت ہوگئی تھی۔ اس کی حالت اتنی سنگین ہوگئی کہ ہائپر بورین جادوگر کی خدمات حاصل کرنا پڑیں۔ اس نے گلاکیاس کی حالت دیکھ کر فیصلہ کیا کہ ناکام محبت کو کامیاب کرنے میں بھی بے اثر نہ رہنے والے منتر "چاند کو نیچے لانا" کو استعمال کیا جائے۔ چنانچہ ہیکاٹی اور اس کے نائب بھوتوں کو مدد کے لیے بلایا گیا اور چاند اتر آیا۔ اب جادوگر نے مٹی کی ایک مورت بنا کر کہا کہ اسے کرائسس کے پاس لے جایا جائے۔ جیسے ہی وہ مورت کرائسس تک پہنچی وہ بے تاب ہوکر گھر سے نکلی اور گلاکیاس کے گھر آ گئی ۔ اس کے دل میں بھی محبت کا شعلہ فروزاں ہو چکا تھا اس لیے وہ گلاکیاس سے لپٹ گئی۔

محبت کے حصول کے دو مزید طریقوں کا حوالہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ان دونوں طریقوں میں موم کے پتلے استعمال کیے جاتے تھے۔

پہلے طریقے میں مرد کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایک کتے کا موی پتلا بنائے جس کی لمبائی آٹھ انگلیوں کے برابر ہو۔ اس کی پسلیوں پر جادوئی الفاظ لکھے جائیں۔ پھر اس پتلے کو جادوئی لفظوں سے منقش تختی پر رکھ دیا جائے۔ پھر دونوں چیزوں کو ایک تپائی پر رکھ دیا جائے۔

اس کے بعد وہ آدمی کتے کی پسلیوں اور تختی پر درج جادوئی الفاظ پڑھے۔ اگر کتا غرانے لگے تو وہ شخص محبوبہ کو حاصل نہیں کر سکے گا لیکن اگر کتا بھونکنے لگے تو وہ شخص اپنی محبوبہ کو حاصل کر لے گا۔

دوسرے طریقے میں ہدایت کی گئی ہے کہ محبت کرنے والا مرد دو موی پتلے بنائے۔ ایک پتلا مرد کا ہو اور دوسرا عورت کا۔ عورت کا پتلا ایسا بنایا جائے کہ وہ گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی ہو اور اس کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے ہوں جبکہ مرد کا موی پتلا اس طرح بنایا جائے کہ وہ اس کے سامنے کھڑا ہو اور اس نے ایک تلوار کی نوک عورت کی گردن میں گھبوئی ہوئی ہو۔ عورت کے بازوؤں پر بری روحوں کے نام لکھو۔ پھر اس کے جسم میں تیرہ سوئیاں گھبو دو۔ اس دوران محبت کرنے والا مرد منتر پڑھتا رہے۔ جادوئی الفاظ والی دھاتی پلیٹ پر دونوں موی پتلوں کو 365 گرہوں والی ڈوری سے باندھ کر کسی ایسے فرد کی قبر میں دفنا دو جو کہ جوانی میں مر گیا ہو یا کسی ایسے فرد کی قبر میں جس کی موت تشدد و ایذا سے واقع ہوئی ہو۔ اس کے بعد جہنم کے دیوتاؤں کے لیے لازماً تعریفی نغمہ گائے جائے۔ اس

دو۔ اس کے بعد ہر شخص پر اس پانی کو چھڑکو۔ پھر تپائی لے کر اس مرتبان کو تپائی پر رکھ دو۔ تپائی کو قربان گاہ پر رکھا جائے۔ لوبان اور مینڈک کی زبان کا چڑھاوا چڑھاؤ۔ بغیر نمک کے آٹے والی روٹیاں اور بکری کے دودھ کی پنیر لو۔ ہر شخص کو روٹی اور پنیر کے آٹھ آٹھ ٹکڑے دو اور منتر پڑھتے رہو۔ درج ذیل عبارت لکھ کر اسے تپائی کے نیچے رکھ دو: اے لارڈ اپاؤ! روشنی بردار! چور کو پکڑوا دے۔ جو شخص روٹی اور پنیر نہ کھا سکے، وہی چور ہوگا۔"

ایک اور یونانی مخطوطے میں کسی شخص کو بری روح سے نجات دلوانے کا طریقہ درج کیا گیا ہے۔ ہدایت دی گئی ہے کہ "اسم" ادا کرتے ہوئے متعلقہ شخص کو سلفر اور نفت کی دھونی دو۔ شاید یونانیوں کا خیال تھا کہ بدبو کی وجہ سے بری روح بھاگ جاتی ہے۔ یونانی محبت کے لیے جو جادو استعمال کرتے تھے ان میں سے "چاند کو نیچے لانے" والا جادو سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ ارسٹوفینز اور اس کے بعد آنے والے دوسرے مصنفوں نے اس جادو کا ذکر کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یونان کے بعض حصوں میں آج بھی اس پر عمل کیا جاتا ہے۔
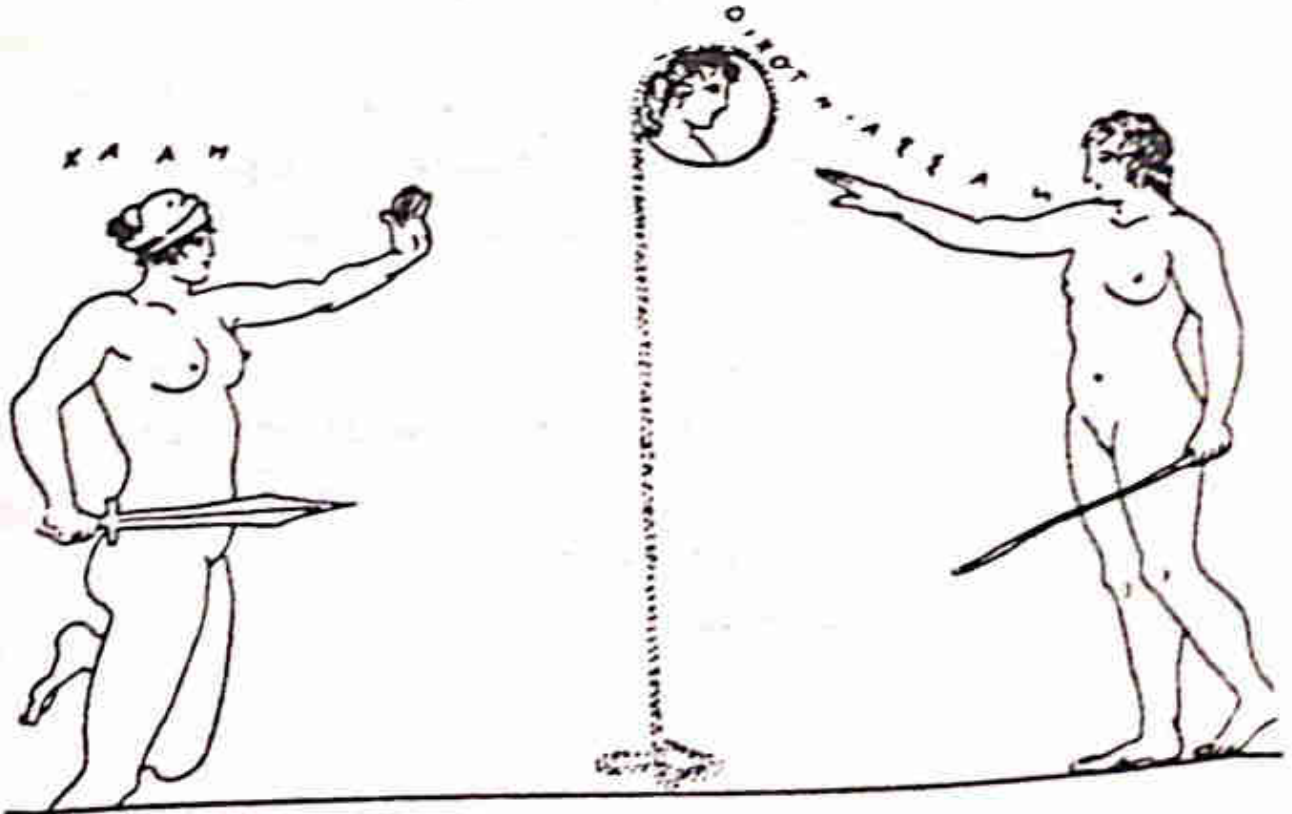
"چاند کو نیچے لانا" ـــ ایک یونانی نقش برائے حصول محبت۔

سخت ہوتا تو محبوبہ کا دل سخت ہو جاتا اور اگر موم کا پتلا نرم ہو جاتا تو محبوبہ کا دل نرم ہو جاتا۔ پھر متعلقہ پتلے پر روئی کے ٹکڑے کر کے ڈالے جاتے اور لارل کے پتوں کو آگ میں جلایا جاتا۔

جادوگرنی نے پٹنس کی سلطنت سے ایسی جڑی بوٹیاں حاصل کی ہوئی تھیں جن کے اثر کا کوئی توڑ نہیں تھا۔ ان جڑی بوٹیوں نے اسے اس قابل بنا دیا تھا کہ وہ بھوکا بھیڑیا بن جاتی تھی۔ بھوتوں کو قبروں سے بلا سکتی تھی اور ایک کھیت میں پکی ہوئی فصل کو دوسرے کھیت میں منتقل کر دیتی تھی۔

ہورلیس ہمیں ایک جادوئی عمل کے بارے میں بتاتا ہے جو کینیڈیا نے اپنے تین نائبوں کے ذریعے کیا تھا۔ کینیڈیا کو ایک نوجوان سے محبت ہو گئی تھی اور وہ جادو کے ذریعے اس کے دل میں بھی اپنے لیے محبت جگانا چاہتی تھی۔ کینیڈیا اپنے بال زہریلے سانپوں کے گرد لپیٹ دیتی ہے۔ پھر وہ جنگلی انجیر اور سرو کے درختوں کو حکم دیتی ہے کہ وہ جس جگہ اگے ہوئے ہیں وہاں سے اکھڑ جائیں۔ پھر وہ خون میں لتھڑے ہوئے مینڈک کے انڈوں، الو کے پروں، تھیسالی سے حاصل کردہ مختلف جڑی بوٹیوں اور مرے ہوئے کتے کے جبڑے کی ہڈیوں کو جلاتی ہے۔

ایک نائب، جس کے بال سمندری خار پشت یا سور کے بالوں کی طرح بالکل سیدھے کھڑے ہوئے تھے، ایورنس کے پانی کا زمین پر چھڑکاؤ کرتا ہے اور دوسرا نائب، جو کہ ستاروں اور چاند کو زمین پر لانے کا ماہر مانا جاتا ہے اس کا ہاتھ بٹاتا ہے۔ تیسرا نائب کدال سے زمین کھودتا ہے جس میں ویرس کو تھوڑی دیر تک دفنایا جاتا تھا، تاکہ جادو کا عمل مکمل ہو سکے۔

لوسیان ایک سفر کا احوال لکھتا ہے، جو کہ اس نے جادوگر متھرو بارازانیز کے ساتھ کیا تھا۔ وہ کہتا ہے: ''ہم دریائے فرات کو عبور کر کے ایک تاریک جنگل میں داخل ہو گئے۔ جادوگر اس جنگل میں پہلے داخل ہوا تھا۔ پھر ہم نے ایک گڑھا کھودا اور ایک بھیڑ کو ذبح کر کے اس کا خون گڑھے کے اردگرد چھڑکا۔ اس دوران جادوگر روشن مشعل تھامے ہوئے روحوں، انتقام لینے والوں، دہشت ناک ہیکاٹی، عظیم الجثہ پروسر پائن کو بلند آواز میں پکارتا رہا۔ ان پکاروں کے درمیان وہ وحشیانہ اور ناقابل فہم الفاظ میں خاص منتر بھی پڑھتا رہا۔''

روم میں محبت کے سفوف بھی بہت زیادہ فروخت ہوتے تھے اور انہیں زیادہ تر بوڑھی عورتیں بیچا کرتی تھیں۔ پوکلم ایماٹوریم نامی محبت کے سفوف کی طلب بہت زیادہ تھی۔ ابتدائی رومن شہنشاہوں کے زمانے میں محبت کے سفوفوں کی خرید و فروخت اتنی زیادہ ہو گئی تھی

سارے عمل کے بعد محبت کرنے والے کو اپنی محبوبہ حاصل ہو جائے گی۔

یونانی کسی برتن میں پانی بھر کر پیش آنے والے واقعات کو بھی جادو کے عمل کے ذریعے دیکھا کرتے تھے۔ وہ گول منہ والے خاص قسم کے برتنوں میں پانی بھرتے اور ان کے اردگرد روشن مشعلیں لگا دیتے۔ اس کے بعد وہ دھیمی آواز میں منتر پڑھتے ہوئے ایک روح کو بلاتے اور اس سے وہ سوال پوچھتے جن کے جوابات انہیں مطلوب ہوتے۔

رومیوں نے بیشتر جادوئی عمل یونانیوں سے مستعار لیے تھے۔ رومن جادو کا پہلا تذکرہ ''بارہ تختیوں'' والے قانون میں آیا ہے۔ اس میں پابندی لگائی گئی ہے کہ جادو کے ذریعے کسی کے کھیتوں میں اگی ہوئی فصل کو اپنے کھیت میں منتقل نہیں کیا جائے۔ ایٹروسکن اور سابینز اپنی جادوئی قوتوں کے حوالے سے بالخصوص مشہور تھے۔ ایٹروسکن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مردے کو بلا سکتے ہیں، بارش برسانے اور خفیہ چشموں کو دریافت کرنے پر قادر ہیں۔

جادو کی جو سادہ ترین صورت رومنوں میں بہت گہرا اثر رکھتی تھی اور آج بھی اٹلی میں موجود ہے، وہ ہے ''بری نظر'' جس کے بارے میں رومیوں کا عقیدہ تھا اور ہے کہ وہ اشخاص کی صحت اور املاک پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ بری نظر کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے جادو رائج تھے۔ سب سے زیادہ مشہور جادو مردانہ عضو تناسل کی شبیہ کا استعمال تھا، جو سونے یا چاندی یا پیتل کی بنی ہوتی تھی اور مرد، عورتیں اور بچے بھی اپنے گلے میں پہنا کرتے تھے۔

بہت سے رومن مصنفوں نے جادوگری کے قصے لکھے ہیں اور ورجل نے اپنے آٹھویں گیت میں ایک جادوگرنی اور اس کے نائب کی سرگرمیوں کا تفصیلی احوال بیان کیا ہے۔ ورجل نے اس جادوگرنی کو محبت کا ایک جادو کرتے ہوئے بھی دکھایا ہے۔ جادوگرنی اپنے نائب کو حکم دیتی ہے کہ وہ خوشبودار بخورات سلگائے۔ اس کے بعد وہ ایک طاقتور اثر والا منتر پڑھتی ہے۔ اس منتر کا اثر اتنا زبردست ہے کہ وہ چاند کو زمین پر لا اور سانپ کو کھیتوں میں بھسم کر سکتا ہے۔ اس کے بعد جس عورت کی محبت مطلوب ہوتی اس کے پتلے کے گرد تین رنگوں والی پٹیاں باندھی جاتی تھیں اور انہیں باندھنے کے دوران کہا جاتا: میں نے زہرہ کی پٹیاں باندھ دیں۔ اس کے بعد پتلے کو قربان گاہ کے گرد چکر دلایا جاتا تھا۔

بخورات والی آگ کے سامنے ایک مٹی کا اور ایک موم کا پتلا رکھا جاتا۔ مٹی کا پتلا

آٹھواں باب

کیلٹک' عرب' سلاو اور ٹیوٹونک جادو

اگر چہ کہا جاتا ہے کہ کیلٹک دیوتا جادو کے فن سے واقف تھے' تاہم کہانوں میں ڈروئڈز ایسے پہلے افراد تھے جو کہ جادو کے ماہر تھے۔ وہ جادوگر مذہبی پیشوا ہوتے تھے۔ وہ معالج بھی ہوا کرتے تھے نیز پودوں کے خواص کا بھی اچھا خاصا علم رکھتے تھے۔

مرد عظیم ترین جادوگر شمار ہوتے تھے' تاہم عورتیں بھی ان کی پراسرار رسومات میں اہم کردار ادا کرتی تھیں۔ لوگ عورتوں کے جادو سے خوفزدہ رہتے تھے۔

ڈروئڈوں کا دعویٰ تھا کہ وہ غیر معمولی جادوئی قوتوں کے مالک ہیں اور ان کے ذریعے عناصر پر حکومت کرتے ہیں' سمندر کو خشکی پر لا سکتے ہیں' دن کو رات میں تبدیل کرنے اور طوفان لانے پر قادر ہیں۔ وہ نہایت پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے تھے' اپنے اسرار کو سختی کے ساتھ پوشیدہ رکھتے تھے اور جادو سیکھنے کے خواہش مندوں کو طویل چھان پھٹک اور آزمائشوں کے بعد شاگرد بناتے تھے۔ وہ اپنے معبد تعمیر نہیں کرتے تھے' بلکہ جنگلوں میں اپنی جادوئی رسومات ادا کرتے اور تقریبات منعقد کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ بزرگوں کی روحیں بچوں کی نگرانی کرتی ہیں اور درختوں اور پتھروں پر جنوں کا سایہ ہوتا ہے۔

وہ اپنے تمام تر تہوار چاند کی مناسبت سے مناتے تھے۔ وہ چاند سے بہت زیادہ الفت رکھتے تھے اور کوشش کرتے کہ اپنے سارے تہوار چاند کی روشنی میں منائیں۔ وہ تمام اہم مواقع پر چاند کے مدارج کے تحت فیصلہ کرتے تھے۔

وہ عموی طور پر جنگ کے زمانے میں افواج کے ہمراہ رہا کرتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ وہ جنگ کے میدان میں زخمی ہونے والوں کا علاج اپنی جادوئی قوت سے کر سکتے ہیں۔ ان کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق خود کو لوگوں کی نگاہوں

کہ انہیں رومن فوجداری قانون کے تحت فرمان جاری کرنا پڑا کہ ایسے سفوف زہر ہوتے ہیں اور جو لوگ انہیں استعمال کرتے ہوئے پکڑے جائیں گے انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ اگر محبت کے سفوفوں کے اجزاء کو مدنظر رکھا جائے تو ان کے زہریلے ہونے پر کوئی حیرت نہیں ہوگی۔ محبت کے سفوف جن اجزاء سے تیار ہوتے تھے ان میں سے کم سے کم گھناؤنے اور کراہت انگیز اجزاء یہ تھے: بھیڑیے کی دم کے بال' چیونٹیوں کے کھائے ہوئے مینڈک کے بائیں پہلو کی ہڈیاں' کبوتر کا خون' سانپوں کے ڈھانچے' مختلف جانوروں کی انتڑیاں۔

پلینی کہتا ہے: ''اگر نھی ابابیلوں کو گھونسلے سمیت ایک صندوق میں بند کر کے زمین میں دفنا دیا جائے اور چند دنوں بعد زمین کھود کر دیکھا جائے تو چند ابابیلیں یوں مری ہوئی ملیں گی کہ ان کی چونچیں بند ہوں گی جبکہ دیگر کی چونچیں یوں کھلی ہوں گی گویا سانس لے رہی ہوں۔'' موخر الذکر ابابیلوں کو کسی کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے اور اول الذکر کو کسی کے دل میں موجود محبت ختم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

❀ ❀ ❀

رکھتے تھے۔ وہ ان جڑی بوٹیوں کو باقاعدہ رسوم ادا کر کے اکٹھا کیا کرتے تھے۔ مثلاً جب وہ آکاش بیل یا امر بیل کو کاٹتے تو انہوں نے سفید لباس پہنا ہوتا' پاؤں سے ننگے ہوتے اور ایک خاص دن' خاص وقت پر قربانی کرتے اور سونے کی درانتی سے مذکورہ بیل کاٹتے۔ اس حقیقت نے ان کی پراسراریت میں بلاشبہ اضافہ کر دیا تھا کہ وہ الگ تھلگ مقامات پر' جنگلوں میں اور گپھاؤں میں قربانیاں کرتے اور اپنی جادوئی رسومات ادا کرتے تھے۔

اگرچہ عیسائیت نے ڈروئڈوں کو فنا کر ڈالا تاہم کیلتک سینٹ (Saint) جادو کے عمل کرتے رہے اور ڈروئڈوں کے بہت سے توہمات باقی رہے۔

عرب روایت کے مطابق جادو یا سحر' جس کا مطلب ہوتا ہے ''نظر کا فریب پیدا کرنا'' دو فرشتوں ہاروت اور ماروت نے بابل میں انسانوں کو سکھایا تھا۔ سحر کے ذریعے شوہر کو بیوی سے جدا کیا جاتا تھا نیز کسی فرد کے دل میں محبت ابھاری جاتی تھی۔

جب کسی عمل کو سحر قرار دیا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یا تو وہ نظر کا دھوکا ہے یا بری روحوں کے ساتھ غیر قانونی معاملہ ہے۔

عربوں نے جادو پر پابندی لگا دی تھی اور جادوگروں کے لیے موت کی سزا مقرر کی تھی۔ جو شخص بھی جادوگری کا مرتکب پایا جاتا اس کو توبہ کی اجازت نہیں تھی۔

عرب جنات کو مانتے تھے اور عرب رومانوی قصوں کے شاعروں اور ادیبوں کے تخیل جنات سے بہت متاثر رہے ہیں۔ ''الف لیلہ'' نامی قدیم داستان میں جنات کثرت سے موجود ہیں۔ ''الف لیلہ'' کی کہانیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربوں نے دیگر قوموں کے علاوہ یہودیوں سے جادو کا فن سیکھا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایک مرتبہ ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا۔ تاہم آپؐ نے بری نظر سے بچنے' سانپ کے زہر سے محفوظ رہنے اور دیگر بیماریوں کا علاج کرنے کے لیے جادو کے استعمال پر پابندی لگا دی تھی۔

عرب آئینہ بینی کے ماہر تھے نیز وہ مذبوحہ جانور کی انتڑیوں سے مستقبل کے واقعات بتایا کرتے تھے۔ عرب مردہ جانور کے کندھے کی ہڈی دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ سال اچھا ہوگا یا برا۔

آج کل ترکستان میں جلتے ہوئے کوئلے بھیڑ کے دائیں کندھے پر رکھ دیئے جاتے ہیں اور جلنے کی وجہ سے نمودار ہونے والے شگافوں' رنگ اور نیچے گرنے والے حصوں

سے اوجھل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ وہ جو صورت چاہیں اپنا سکتے ہیں۔ بینا کی کاہنہ نے پرندوں کا روپ اپنایا تھا اور "لیر کے بچوں" نے اپنی سوتیلی ماں' دیوتا باڈب ڈریگ کی بیٹی کے فنون کے ذریعے راج ہنسوں کا روپ اختیار کرلیا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ ہپناٹزم کے ماہر ہوتے تھے' جیسا کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو بے حرکت کر دیتے اور اس حالت میں ان سے راز اگلوا لیتے تھے۔

ان کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ڈاگا ڈاس کے طنبورے کی دھنوں کے ذریعے لوگوں پر نیند طاری کر دیتے تھے۔ جب وہ طنبورہ بجاتے تو پہلے لوگوں پر وجد طاری ہوتا' پھر وہ رونے لگتے اور آخر سو جاتے۔ وہ "غفلت کا مشروب" کہلانے والی دوا کے ذریعے بھی نیند طاری کر دیا کرتے تھے' جسے یقیناً خواب آور جڑی بوٹیوں سے تیار کیا گیا ہوتا تھا اور بلاشبہ جڑی بوٹیوں کا علم تو وہ رکھتے تھے۔

وہ کسی مرد یا عورت کو ہلاک کرنے کے لیے اس کا پتلا بنا کر اس میں سوئیاں کھبا دیتے یا پھر اس کو بہتے پانی میں پھینک دیتے۔ اس عمل کو "Corp Creadh" کہا جاتا تھا' جو کہ صدیوں بعد تک آئرلینڈ میں رائج رہا۔ ڈروئڈوں کی رسومات میں پتھروں نے اہم کردار حاصل کرلیا تھا۔ ان کے جادوئی پتھروں کے متعلق لوگوں کا عقیدہ تھا کہ وہ آندھی چلا سکتے ہیں یا بارش برسا سکتے ہیں۔ بعض پتھروں کے متعلق عقیدہ تھا کہ انہیں پانی میں ڈبویا جائے تو اس پانی کو پی کر انسان اور جانور صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

ڈروئڈ تمام جادوئی رسومات' منتروں کا پڑھنا' پوجا پاٹھ اور بھینٹ اور چڑھاوے وغیرہ یوں کرتے تھے گویا وہ دیوتاؤں اور انسانوں کے درمیان وسیلہ ہوں۔ وہ قربان کیے گئے جانوروں کی انتڑیوں اور موت کے بعد زخموں سے بہنے والے خون کے ذریعے چھپی ہوئی باتیں بتایا کرتے تھے۔ لوگ ان سے مستقبل بینی میں بھی مدد لیتے تھے اور وہ بعض اوقات ندیوں اور کنوؤں سے پیش گوئی کیا کرتے تھے۔

ان کے مقدس پتھروں پر آنکھ کونے والا نشان پایا گیا ہے' جس سے پتا چلتا ہے کہ ان کا رابطہ مشرق سے تھا۔ امکان ہے کہ فونیقیوں سے ان کا رابطہ رہتا تھا۔ ڈروئڈ ایک جادوئی چھڑی استعمال کرتے تھے اور بری روحوں کو بھگانے کے لیے دیودار کی ایک شاخ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔

وہ اپنی طبی مہارت اور جڑی بوٹیوں کے خواص کے علم کے حوالے سے بڑی شہرت

دروازے میں کیل ٹھونک دیتے ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ اس طرح وہ درد کا باعث بننے والی بری روح کو کیل دیتے ہیں۔

میڈرڈ میں 1008ء میں سحر پر شائع ہونے والی ایک کتاب میں ستاروں کے علم کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔مصنف کہتا ہے کہ مریخ قدرتی سائنس' جراحت' دانت نکالنے' صفرا' گرمی لگنے' نفرت' خراب ذائقوں وغیرہ پر اثر رکھتا ہے۔ برج حمل چہرے' کانوں' زرد اور سرخ رنگوں اور پھٹے ہوئے کھروں والے جانوروں سے تعلق رکھتا ہے۔

دنوں کو سیاروں کے علاوہ خاص فرشتوں سے بھی موسوم کیا گیا ہے: پیر کا دن جبرائیل سے' منگل کا دن اسرافیل سے' ہفتے کا دن عزرائیل سے اور بدھ کا دن میکائیل سے۔مصنف لکھتا ہے کہ جو لوگ سیاروں کی خدمات حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ جھک جائیں اور عربی' یونانی یا ہندوستانی میں ان کے نام بار بار ادا کریں۔

سلاوِنسلوں کے جادوئی عقائد یورپ کے شمالی ملکوں کی لوک کہانیوں میں محفوظ ہیں۔

روس کے جادوگر الگ تھلگ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔روسی جادوگر پریوں' جنگل کی روحوں یا گوبلنوں سے جادو منتر سیکھتے تھے۔ ہر روسی جادوگر مرنے سے پہلے اپنے سب سے کم عمر بیٹے کو اپنا جادو کا فن سونپ جاتا تھا۔

روسی جادوگر کی بعض طبعی خصوصیات مشہور تھیں۔کہا جاتا تھا کہ جادوگر کی آنکھیں بے چین' چہرہ خاکستری اور آواز کرخت ہوتی ہے۔ روسی جادوگر گرمیوں کی دوپہر میں مشرق کی طرف منہ کر کے منتر پڑھا کرتے تھے۔ روسیوں کا عقیدہ تھا کہ جو منتر بول کر عمل میں لائے جائیں وہ بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ایک منتر کا اثر یہ تھا کہ انسان کا نشہ اتر جاتا تھا' دوسرا منتر شراب کے خالی کنستر سے کیڑوں کو نکال دیتا تھا۔

فن لینڈ کے باسیوں نے جادوگری میں شہرت حاصل کر لی تھی۔ ان کے ہاں ٹیوٹونوں کی جادوئی رسومات و اعمال کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

منتر اور جادوئی نقش بیماریوں سے شفا پانے کے لیے' دشمنوں سے تحفظ کے لیے' طوفانوں سے حفاظت کے لیے اور محبت حاصل کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ مردے کی حفاظت کے لیے قبر میں عنبر کے چھلے اور پتھریلے تیر رکھ دیے جاتے تھے۔بعض جڑی بوٹیوں کو مریضوں کو شفایاب کرنے کے لیے ان کے بازوؤں یا سروں سے باندھنے کا بھی رواج تھا۔

کا معائنہ کر کے قسمت کا حال بتایا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں جنات سے بھی پیش گوئی کروائی جاتی ہے۔

عرب جادوئی آئینے کو روحوں کے دیکھنے کے لیے استعمال کرنا بہت قدیم زمانے سے جانتے ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ بادل یا دھوئیں میں لپٹی ہوئی شبیہہ آئینے اور دیکھنے والے کی آنکھ کے درمیان نظر آتی تھی۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ منصور کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس سے اسے دوست دشمن کا فرق پتا چل جاتا تھا۔ عرب مستقبل بینی کے لیے روشنائی اور پانی بھی استعمال کیا کرتے تھے۔

شگونوں اور پیش گوئیوں پر لکھنے والے ایک عرب مصنف کے بقول ''جب پہاڑی درندے اور پرندے اپنی جگہیں چھوڑ دیں تو یہ شدید سردیوں کے موسم کا اشارہ ہوتا ہے' مینڈک اونچی آواز میں ٹرائیں تو یہ طاعون کی علامت ہے' اگر کسی گھر کے نزدیک الو اونچی آواز میں بولے تو اس گھر میں موجود مریض صحت یاب ہو جائے گا اور اگر وہ اونچی آواز میں سانس لے تو رقم کھو جائے گی۔''

عربوں کا عقیدہ تھا کہ خاص نام جادوئی طاقت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان الفاظ کو کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر پانی میں ڈبویا جائے اور پھر اس پانی کو پیا جائے تو مختلف امراض سے نجات مل جاتی ہے۔

ایسی دوشیزہ کو' جو کہ کسی نوجوان کی محبت حاصل کرنا چاہتی ہو' ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ خاص نقش پانی کے اس برتن میں ڈال دے' جس سے وہ نوجوان پیاس بجھاتا ہو تو مصنف کے بقول وہ نوجوان اس لڑکی سے شدید محبت کرنے لگے گا۔

تیر کی نوک کی شکل کے ہڈی کے ٹکڑے گلے میں ڈالے جاتے تھے جس کا مقصد خطرات سے محفوظ رہنا ہوتا ہے۔ یہ ایک قدیم رسم ہے جسے شامیوں سے لیا گیا تھا۔ شامی ایک ہڈی کے تین ٹکڑوں کو کتے اور شیر کے بال میں پرو کر اسی مقصد کے لیے پہنتے تھے۔

عربوں کا ایک عام قدیم عقیدہ یہ تھا کہ مقتول کی روح کو لازماً کیل دینا چاہیے ورنہ وہ اس جگہ سے ابھر آئے گی جہاں پر قتل ہوا تھا۔ شاید یہ عقیدہ بھی شامیوں سے لیا گیا تھا۔ مقتول کی روح کو کیل دینے کے لیے ایک نئی میخ کو اس جگہ ٹھونک دیا جاتا تھا جہاں قتل ہوا تھا۔

آج بھی مصریوں کے سر میں درد ہو تو وہ دیوار میں یا قاہرہ کے پرانے جنوبی

نواں باب

ہندو، چینی اور جاپانی جادو

ہندوستان میں بہت قدیم زمانے سے جادو پر عمل کیا جاتا رہا ہے، بالخصوص کچھ خاص ذاتوں میں۔ خاص طور پر یوگیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ اپنی جادوئی قوتوں کے ذریعے وہ مادی دنیا پر تسلط رکھتے ہیں۔ ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ انہوں نے دھاتوں کو تبدیل کرنے کا راز (مثلاً لوہے کو سونا بنانے کا راز) پالیا ہے۔ ان کی ایک روایت کے مطابق وہ تیرہویں صدی میں اس راز سے آگاہ ہو گئے تھے۔

یوگی دینا ناتھ کی کہانی میں اس کا حوالہ ملتا ہے۔ یوگی دینا ناتھ ایک روز ایک زرگر کی دکان کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک لڑکے کے سامنے پیتل کے سکوں کا ڈھیر پڑا ہوا دیکھا۔ اس نے لڑکے سے بھیک مانگی۔ اس نے جواب دیا کہ یہ سکے اس کے نہیں ہیں بلکہ یہ تو اس کے باپ کی ملکیت ہیں۔ اس نے سکوں کی جگہ یوگی کو اپنے کھانے میں سے ایک روٹی اور تھوڑا سا سالن لینے کی پیشکش کی۔ یوگی اس لڑکے کی فیاضی اور دیانت داری سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے بھگوان وشنو سے پرارتھنا کی کہ وہ اسے اس لڑکے کو انعام دینے کی قوت عطا کرے۔ اس کے بعد اس نے لڑکے کو ہدایت کی کہ وہ جس قدر پیتل اکٹھا کر سکتا ہے، اکٹھا کر لے اور اسے پگھلائے۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ یوگی نے اس پگھلے ہوئے پیتل پر جادوئی سفوف چھڑکا اور منتر پڑھے تو وہ سارا پیتل سونے میں تبدیل ہو گیا۔

برہمن بھی ایسا علم رکھتے تھے جس میں جادو کا ایک نمایاں کردار تھا۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس شبیہوں اور پراسرار علامتوں والی خفیہ کتابیں ہوا کرتی تھیں۔ جادوئی رسومات زندگی سے لے کر موت تک ان کی تقریبات کا نمایاں حصہ ہوتی تھیں۔ مثلاً ان میں بچے کی پیدائش اور مرض کے خاتمے کے لیے جادوگر عورت کو ایک خیمے

سلاووں کے ہاں برے مقاصد کے لیے جادو کرنے پر پابندی عائد تھی۔ سولہویں صدی میں جادوگری پر جرمانے اور دیگر سزائیں مقرر کردی گئی تھیں۔ ہمبرگ کے فوجداری ضابطے میں برے مقصد سے جادو کرنے والے کو زندہ جلا دینے کی سزا درج ہے۔ جادوگرنیوں کو سزائے موت دینے کا سلسلہ اسی زمانے میں شروع ہوا تھا۔

ٹیوٹونوں کے ہاں جادو منتر بیشتر تحفظ و سلامتی کو یقینی بنانے اور اچھی قسمت کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ خاص الفاظ بولنے سے جادوئی اثر براہ راست پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے ان کی جادوئی رسومات میں منتر زیادہ پڑھے جاتے تھے۔

ان میں سے بہت سے ٹیوٹون عیسائیت کے رنگ میں رنگے گئے اور مشرکانہ دیوی دیوتاؤں کی جگہ یسوع"، مریم اور یسوع" کے حواریوں کے ناموں نے لے لی۔ بیماریوں کے خلاف ان گنت منتر پائے گئے ہیں۔

میں ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ اسے گردن میں پہننے والے شخص کو ہر فرد پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک اور جادوئی مربعے کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ اس کو پہننے والے کی قسمت اچھی ہو جاتی ہے۔

بیر یا بری روح کو قابو کرنے کا ایک قدیم طریقہ یہ تھا کہ جمعے کے دن چاندی کی نو تاریخ کو برت رکھا جاتا تھا اور شام کو میٹھے دودھ میں چاول ڈال کر کھائے جاتے تھے۔ رات کو آٹھ بجے تو برت رکھنے والا شخص سرخ کپڑے پہنتا، عطر لگاتا اور زمین پر سرخ پیسے سے ایک دائرہ بنا دیتا۔ پھر وہ 14 الائچیاں، تھوڑا سا کتھا، چھالیا اور 8 لونگیں لے کر اس دائرے کے اندر بیٹھ جاتا۔ دائرے میں بیٹھ کر وہ شخص دیسی گھی کا چراغ روشن کرتا اور پانچ ہزار مرتبہ کہتا کہ جادو تو ستاروں کو توڑ سکتا ہے۔ اس عمل کے بعد روح اس کے قبضے میں آ جاتی۔

مسلمان جادو پر یقین رکھتے ہیں لیکن جادو کی اس قسم کی مذمت کرتے ہیں جس میں شیطان یا بدروحوں سے مدد لی جاتی ہے۔ اگر جادو کسی نیک روح یا نیک جن کی مدد سے کیا جائے تو اس کو روا سمجھا جاتا ہے، خواہ اس کے نتائج تباہ کن ہی کیوں نہ ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا جادو کسی شخص کو ہلاک یا مفلوج کر دے یا دیگر ہولناک نتائج پیدا کرے۔ اس قسم کے جادو سے تحفظ کے لیے پراسرار حرفوں میں لکھے ہوئے طلسم دھاتوں پر نقش کروا کر لوگ اپنے پاس رکھتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں ایک عقیدہ آفاقی طور پر پایا جاتا ہے۔ وہ عقیدہ ہے ہواؤں، زمین، آسمان اور درختوں میں رہنے والی روحوں کی موجودگی کا۔ ہندوستان میں جادوئی رسومات کا اتنا عام ہونے کی وجہ شاید یہی عقیدہ ہے۔

ویدک رسومات میں دھرم اور جادو کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ قدیم ترین ہندو کتاب وید میں زیادہ تر تو دیوتاؤں کی مناجات ہیں تاہم اتھر وید میں جادو مرکزی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں جادوگر کی بہتری یا اس کے دشمنوں کی تباہی کے لیے منتر اور جادو کرنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

ویدک ادب اس حوالے سے اہمیت کا حامل ہے کہ یہ تین ہزار سال پہلے کی جادوئی رسومات کا احوال بیان کرتا ہے۔ اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ بھینٹ دینے والا پروہت جادوگر بھی ہوتا تھا، تاہم بری روحوں سے اتحاد یا برے مقاصد کے حصول اور کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے اس کا استعمال ممنوع تھا۔ جادوئی طاقتوں کے حصول کے لیے ہندو

کے باہر بٹھا دیتا اور اس کے گھٹنوں پر ناریل رکھ دیتا۔ اس کو کاٹنے کے بعد اندازہ لگایا جاتا کہ بچے کی صنف کیا ہوگی' جڑواں بچے پیدا ہوں یا نہیں نیز بچے کے زندہ یا مردہ پیدا ہونے کی پیشگوئی کی جاتی تھی۔

شادی کی رسومات میں وید سفید چیونٹی کے بلوں کے نزدیک چاول اور دال بکھیر دیتا جبکہ پانی سے بھرے ہوئے پانچ تسلے بھی رکھے جاتے تھے۔ شادی کی تمام رسومات ادا ہونے تک بیج پھوٹ پڑے ہوتے تھے اور دولہا دلہن انہیں کاٹ کر زرخیزی کو یقینی بنانے کے لیے بستی میں بکھیر دیتے تھے۔ شادی کی رسومات میں بیجوں اور دالوں کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ اس کے پیچھے یہ عقیدہ تھا کہ دولہا دلہن کی شادی شدہ زندگی بہتر ہوگی۔

مدراس کے پنڈتوں میں مردے کو زندہ کرنے کی جادوئی رسم کا بہت رواج تھا۔ جب کسی مدارسی پنڈت کو کوئی شخص نقصان پہنچا دیتا تو وہ خود اپنا ہی کوئی عضو کاٹ دیتا۔ یہ خبر اس کے ہم ذاتوں تک پہنچ جاتی اور وہ سب اکٹھے ہوجاتے۔ وہ تلی ہوئی مچھلی کو پانی میں ڈالتے۔ مچھلی زندہ ہو جاتی۔ یہ ان کی جادوئی طاقتوں کا ایک اظہار تھا۔ اسی طرح وہ کٹے لیموں کو جوڑ دیتے۔ ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں شر کو رفع کرنے اور کسی نقصان سے بچنے کے لیے جادو کو عام استعمال کیا جاتا تھا۔ ہندوستانی جادوئی رسومات میں ایسے درختوں کو بھی استعمال کیا جاتا تھا جن کے بارے میں ان میں کو یقین ہوتا تھا کہ ان میں جنات رہتے ہیں۔ بڑ کے درخت کو مقدس مانا جاتا تھا اور ہندوستانیوں کا عقیدہ تھا کہ اسے کاٹنے والا شخص بیمار ہو جاتا ہے نیز اس کے سب بال جھڑ جاتے ہیں۔

عورتوں پر قابض بری روحوں کو بھگانے کی غرض سے ہندو تین مختلف رنگوں والے ریشمی یا سوتی دھاگے لے کر انہیں اکیس یا بائیس گرہیں دیتے۔ انہیں گنڈے کہا جاتا تھا۔ گرہ لگاتے ہوئے پنڈت منتر پڑھ کر ہر گرہ پر پھونک مارتے جاتے۔ جب ساری گرہیں لگا لی جاتی تھیں تو پھر اس گنڈے کو عورت کی گردن میں لٹکا دیا جاتا تھا یا بازو کے اوپر والے حصے پر باندھ دیا جاتا تھا۔ جب جادوگر پنڈت کو یقین ہو جاتا کہ گنڈے کے اثر سے بری روح بھاگ گئی ہے تو اسے اتار کر پھینک دیا جاتا تھا۔

شبیہوں سے بھرے ہوئے جادوئی مربعے مختلف مقاصد کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ ایک جادوئی مربع میعادی بخار کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ دوسرا گائیوں کا دودھ بڑھانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ تیسرے جادوئی مربعے کے بارے

فتنہ انگیز روحوں سے جسم کو محفوظ رکھنے کے لیے کھانے میں پرہیز کیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ہندو برت رکھتے تھے' جن کے دوران خاص غذا میں کھانے پر پابندی ہوتی تھی۔ نو بیاہتا جوڑے کو شادی کے ابتدائی تین دنوں میں نمکین اور ترش پکوانوں سے پرہیز کرنا ہوتا تھا۔

برے اثرات سے بچنے یا اچھی قسمت کے لیے لکڑی اور دیگر چیزوں کے بنے ہوئے تعویذ اپنے پاس رکھے جاتے تھے۔ انہیں انسان کے لیے بھگوان کا تحفہ مانا جاتا تھا۔ بخار کو رفع کرنے کے لیے ایک بوٹی پر منتر پھونک کر اسے استعمال کیا جاتا تھا۔ دوسری بوٹی کو سانپ کے زہر کا علاج مانا جاتا تھا۔

ایک شبد میں ایک مرہم کا ذکر یوں آیا ہے: ''اے مرہم تجھے جس شخص کے ہر عضو پر مالش کیا جا رہا ہے' اس کی ہر بیماری دور کر دے۔''

ایک دوسرے شبد میں پانی کی معالجاتی خصوصیات کا ذکر یوں کیا گیا ہے: ''پانی صحت بخش ہوتا ہے' پانی بیماریوں کا تعاقب کرتا ہے' پانی تمام امراض سے صحت بخشتا ہے' بھگوان کرے پانی تجھے شفا عطا کرے۔''

بری روحوں کو بھگانے اور جادو کا توڑ کرنے کے لیے آگ کو سب سے زیادہ مؤثر مانا جاتا تھا۔ آگ کے دیوتا کو یوں مدد کے لیے بلایا جاتا تھا: ''اے اگنی! جادوگروں اور ان کی مددگار بری روحوں کو بھسم کر دے۔''

پیدائش والے کمرے سے بری روحوں کو نکالنے کے لیے دھونی دی جاتی تھی۔ پنڈت ایک دونوں سروں سے جلتی ہوئی لکڑی کو مردے کے گرد گھمایا کرتے تھے' اس رسم کے دوران جنوبی آگ سے ایک اور جلتی ہوئی لکڑی لائی جاتی تھی اور اسے جنوب کی سمت رکھ دیا جاتا تھا' تاکہ تمام بری روحیں بھاگ جائیں۔

ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ سیسہ جادوئی طاقتیں رکھتا ہے اور اسے بری روحوں کو بھگانے اور مخالف جادوگروں کے جادو کا توڑ کرنے کے لیے اکثر استعمال کیا جاتا تھا۔ ضرررساں مواد کو سیسے کے ذریعے بنایا جاتا تھا۔ کسی کو کوئی برا خواب نظر آتا تو اس کے چہرے کے سامنے سے سیسے کا ٹکڑا گزارا جاتا تاکہ وہ برے اثرات سے محفوظ رہے اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ان کا عقیدہ تھا کہ برا خواب دیکھنے والے کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

شاہی تقریب کے موقع پر بادشاہ کو مکھن' شہد' بارش کے پانی اور دیگر جادوئی اثر

الگ تھلگ زندگی بسر کرتے' فاقہ کشی کرتے اور خاموش رہتے تھے۔ جادوئی رسومات کے ساتھ ساتھ بھینٹ بھی چڑھائی جاتی تھی اور انہیں ویران مقامات پر ادا کیا جاتا تھا۔ اس کے لیے قبرستان، چوک، ویران گھر یا جنگل میں کوئی جھونپڑا عموماً استعمال کیا جاتا تھا۔ بعدازاں مغرب والوں نے بھی اس روایت کو اپنا لیا تھا۔

ہندو جادوگر کو اپنا منہ جنوب کی طرف رکھنا پڑتا تھا جس کے حوالے سے ان کا عقیدہ تھا کہ اس طرف بری روحیں رہتی ہیں۔ دیگر رسومات میں سورج کے رخ پر بائیں سے دائیں طرف رخ پھیرا جاتا تھا، تاہم کبھی کبھار وہ دائیں سے بائیں کو بھی رخ پھیر لیتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ بعض اوقات بری روحیں انسانی روپ میں نمودار ہو جاتی ہیں، عمومی طور پر مسخ شدہ انسانی شکلوں میں۔ تاہم یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وہ جانوروں یا پرندوں کے روپ میں بھی ظاہر ہوسکتی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ بعض جادوگر اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جانوروں کا روپ دھار لیتے تھے۔ رگ وید میں ایسے جادوگروں کا ذکر موجود ہے جو رات کے وقت پرندوں کی طرح اڑا کرتے تھے۔ رات کے وقت بری روحیں بہت زیادہ متحرک و فعال ہوتی تھیں' بالخصوص نئے چاند والی راتوں میں اور جادوگروں پر حملے کرنے کے مواقع کی تاڑ میں رہتی تھیں۔ کہا جاتا تھا کہ وہ ایسے مقامات پر کثرت سے پائی جاتی ہیں جہاں چارراستے ملتے ہوں۔ بری روحیں منہ کے راستے انسان میں داخل ہوجاتی تھیں۔ بری روحیں انسانوں کا خون پی سکتی تھیں' اس کی ہڈیوں کا گودا اور اس کا گوشت کھاسکتی تھیں نیز اسے بیماراور پاگل اور گونگا کرسکتی تھیں۔

پیدائش' شادی اور موت کے مواقع پر بری روحیں خاص طور پر خطرناک ہوجایا کرتی تھیں۔ وہ انسان کی جائیداد اس کے مویشیوں اور فصلوں کو بھی نقصان پہنچاسکتی تھیں لہٰذا ان تمام پر حفاظتی جادو کروائے جاتے تھے۔

ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ جس درخت پر آسمانی بجلی گرتی ہے' ٹوٹنے کے بعد اس درخت میں وہ بجلی موجود رہتی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جانوروں کی کھال کے ذریعے ان کے اوصاف انسانوں میں منتقل ہوجاتے ہیں اور کہا جاتا تھا کہ جو شخص بکرے کی کھال پر بیٹھتا ہے وہ خوشحال ہوجاتا ہے۔ جو شخص بیل کی کھال پر بیٹھے گا اسے اولاد کثرت سے ملے گی۔ جو شخص شیر کی کھال پر بیٹھے گا' وہ بہادر ہوجائے گا اور اس میں غیرمعمولی جرأت پیدا ہوجائے گی۔

☆☆☆

چین میں جادو پر عمل کا زمانہ اتنا قدیم ہے کہ اس کے بارے میں یقینی طور پر کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے کہ چین میں کتنے ہزار سال سے جادو موجود ہے۔ جادو آج بھی چین کے لوگوں کی زندگیوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

چینی شعبدہ بازی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ جادوگری کے حوالے سے ان کے ہاں بے شمار کتابیں پائی جاتی ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ چین میں رائج رہنے والی ایسی جادوئی رسومات کا ذکر کریں گے جن کا مصدر و ماخذ مقامی معلوم ہوتا ہے۔

قدیم چین میں جادوگروں کو وو (WU) کہا جاتا تھا' خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ مستقبل بینی اور شگون گوئی کے حوالے سے انہیں ممتاز مقام دیا جاتا تھا۔ انہیں درباروں میں اور امراء کے ہاں منعقدہ تقریبات میں انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مردہ افراد کی روحوں کو بلا سکتے ہیں۔ چینی جادوگر مستقبل کی پیش گوئی کے حوالے سے بھی معروف ہوئے تھے۔

کنفیوشس مت کے فروغ کے بعد تاؤ مت پھیلنا شروع ہوا' جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عیسائی سن کے آغاز سے ہزاروں سال پہلے وجود پذیر ہوا تھا۔

بارش برسانے کے لیے جو رسوم ادا کی جاتی تھیں ان میں جادوگرنیوں کا رقص خصوصی اہمیت رکھتا تھا۔ 947 قبل از مسیح کی ایک روایت کے مطابق بادشاہ مو نے اپنی بانسری پر جادوئی دھن بجا کر ایک ہمہ گیر خشک سالی سے نجات پائی تھی۔

چین میں چوتھی صدی تک لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے جادوگروں سے مدد حاصل کیا کرتے تھے۔ جادو پر لکھی گئی ایک کتاب "پاؤ........پو........زو" کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے جادوگر کوہنگ نے لکھا تھا۔ اس کتاب میں بری روحوں کو جادوئی آئینے کے ذریعے شکست دینے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔

چینی جادو کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کا عقیدہ تھا بے شمار درخت' پودے اور جڑی بوٹیاں جادوئی خواص کے حامل ہیں اور وہ انہیں اپنی جادوئی رسوم میں استعمال کیا کرتے تھے۔ شانسی میں خشک سالی کے دوران بید کے درخت کو بارش برسانے کے جادو میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بعض اوقات لوگ بید کا تاج سر پر رکھا کرتے تھے۔ آڑو کی شاخیں اور پتیاں جادوئی طاقت سے مالا مال تصور کی جاتی تھیں اور پیشہ ور وو روحوں کو طلب کرنے کے

والی اشیاء کے آمیزے کی مالش کی جاتی تھی تا کہ اسے ان کی قوت حاصل ہو جائے۔

مختلف درختوں سے بھی جادوئی قوتیں منسوب کی گئی تھیں۔ [illegible] رنگے ہوئے دھاگے میں ملیٹھی کی جڑ کو باندھ کر دلہن اسے اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہن لیتی تھی۔ اس کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ دولہے کے دل میں دلہن کی محبت برقرار رہے گی۔

ویدک جادو میں بھی مٹی یا موم کے پتلوں کو استعمال کیا جاتا تھا۔ دشمن کو ہلاک کرنے کے لیے اس کا مٹی کا پتلا تیار کیا جاتا اور دل کے مقام پر تیر گھونپ دیا جاتا۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ دشمن کا مومی پتلا تیار کر کے اسے آگ پر پگھلا دیا جاتا۔ انہیں یقین تھا کہ اس طرح دشمن مر جائے گا۔

دشمن کی فوج کو تباہ کرنے کے لیے گوندھے ہوئے آٹے سے ہاتھی اور گھوڑے بنائے جاتے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا تھا۔ [illegible] کیڑوں کو گھروں وغیرہ سے نکالنے کے لیے [illegible] پودے کی [illegible] جڑوں کو جلایا جاتا۔ جلاتے وقت یہ لفظ ادا کیے جاتے: "میں تمام نر اور مادہ کیڑوں کے سر [illegible] سے [illegible] ہوں، میں ان کے چہرے آگ سے جلاتا ہوں۔" یہ عمل جادوگر کیا کرتا تھا۔

[illegible] جانوروں کی آوازوں یا پرندوں کی آوازوں اور اڑانوں سے [illegible] مستقبل کے لیے بھیڑیے، لگڑ بگڑ، الو، کوے اور گدھ کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی اور ایک سوتر میں الو سے یوں خطاب کیا گیا ہے:

"اے الو! بستی کے گرد بائیں سے دائیں چکر لگا کر ہمارے [illegible] اچھے کر دے۔"

منتر جادوئی رسومات کے دوران یا ان کے بغیر پڑھے جاتے تھے [illegible] التجا کی جاتی کہ وہ دشمن افراد پر عذاب نازل کریں۔ دوسری طرف [illegible] جادو [illegible] کیے جاتے تھے۔ اتھروید سے اس قسم کا ایک منتر درج کیا جاتا ہے:

"ہمیں شراب سے بچا، جو کہ آگ ہے، طوفان ہے [illegible] ہم پر [illegible] کروانے والے کو یوں تباہ کر دے جیسے آسمانی بجلی درخت کو تباہ [illegible]"

یہاں میں اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ ویدک جادو کی [illegible] بعد ازاں یورپ میں ادا کی جاتی تھیں۔

☆☆☆

چین میں جادو پر عمل کا زمانہ اتنا قدیم ہے کہ اس کے بارے میں یقینی طور پر کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے کہ چین میں کتنے ہزار سال سے جادو موجود ہے۔ جادو آج بھی چین کے لوگوں کی زندگیوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

چینی شعبدہ بازی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ جادوگری کے حوالے سے ان کے ہاں بے شمار کتابیں پائی جاتی ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ چین میں رائج رہنے والی ایسی جادوئی رسومات کا ذکر کریں گے جن کا مصدر و ماخذ مقامی معلوم ہوتا ہے۔

قدیم چین میں جادوگروں کو وو (WU) کہا جاتا تھا' خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ مستقبل بینی اور شگون گوئی کے حوالے سے انہیں ممتاز مقام دیا جاتا تھا۔ انہیں درباروں میں اور امراء کے ہاں منعقدہ تقریبات میں انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مردہ افراد کی روحوں کو بلا سکتے ہیں۔ چینی جادوگر مستقبل کی پیش گوئی کے حوالے سے بھی معروف ہوئے تھے۔

کنفیوشس مت کے فروغ کے بعد تاؤمت پھیلنا شروع ہوا' جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عیسائی سن کے آغاز سے ہزاروں سال پہلے وجود پذیر ہوا تھا۔

بارش برسانے کے لیے جو رسوم ادا کی جاتی تھیں ان میں جادوگرنیوں کا رقص خصوصی اہمیت رکھتا تھا۔ 947 قبل از مسیح کی ایک روایت کے مطابق بادشاہ مو نے اپنی بانسری پر جادوئی دھن بجا کر ایک ہمہ گیر خشک سالی سے نجات پائی تھی۔

چین میں چوتھی صدی تک لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے جادوگروں سے مدد حاصل کیا کرتے تھے۔ جادو پر لکھی گئی ایک کتاب "پاؤ......پو......زو" کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے جادوگر کوہنگ نے لکھا تھا۔ اس کتاب میں بری روحوں کو جادوئی آئینے کے ذریعے شکست دینے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔

چینی جادو کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کا عقیدہ تھا بے شمار درخت' پودے اور جڑی بوٹیاں جادوئی خواص کے حامل ہیں اور وہ انہیں اپنی جادوئی رسوم میں استعمال کیا کرتے تھے۔ شانسی میں خشک سالی کے دوران بید کے درخت کو بارش برسانے کے جادو میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بعض اوقات لوگ بید کا تاج سر پر رکھا کرتے تھے۔ آڑو کی شاخیں اور پتیاں جادوئی طاقت سے مالا مال تصور کی جاتی تھیں اور پیشہ ور دو روحوں کو طلب کرنے کے

والی اشیاء کے آمیزے کی مالش کی جاتی تھی تا کہ اسے ان کی

مختلف درختوں سے بھی جادوئی قوتیں منسوب کی

دھاگے میں ملیٹھی کی جڑ کو باندھ کر دلہن اسے اپنے ہاتھ کی ہوئے
اس
کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ دولہے کے دل میں دلہن کی محبت

ویدک جادو میں بھی مٹی یا موم کے پتلوں کو کو ہلاک
کرنے کے لیے اس کا مٹی کا پتلا تیار کیا جاتا اور دل کے ۔ دوسرا
طریقہ یہ تھا کہ دشمن کا مومی پتلا تیار کر کے اسے آگ پر کہ اس
طرح دشمن مر جائے گا۔

دشمن کی فوج کو تباہ کرنے کے لیے گوندھے ہاتھی اور
گھوڑے بنائے جاتے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیوتا کو جلایا

کیڑوں کو گھروں وغیرہ سے نکالنے کے لیے سے بچتا
جاتا۔ جلاتے وقت یہ لفظ ادا کیے جاتے: ''میں تمام نر اور جاتے
ہوں میں ان کے چہرے آگ سے جلاتا ہوں۔'' یہ عمل جا لیے جاتے تھی۔

جانوروں کی آوازوں یا پرندوں کی آوازوں
مستقبل کے لیے بھیڑیئے، لگڑبگڑ، الو کوے اور گدھ
تھے اور
ایک سوترا میں الو سے یوں خطاب کیا گیا ہے:

''اے الو! بستی کے گرد بائیں سے دائیں چک
اچھے کر دے۔''

منتر جادوئی رسومات کے دوران یا ان کے بغیر
التجا کی جاتی کہ وہ دشمن افراد پر عذاب نازل کریں۔ دوسرا
جادو کیے جاتے تھے۔ اتھروید سے اس قسم کا ایک منتر درج

''ہمیں شراب سے بچا، جو کہ آگ ہے، طوفان
کروانے والے کو یوں تباہ کر دے جیسے آسمانی بجلی

یہاں میں اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ ویدک
بعد ازاں یورپ میں ادا کی جاتی تھیں۔

بعد جب کوکائی اس سے ملنے گیا تو اس نے بیزاری کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے گھر واپس آ کر تصویر کے دل میں سے کانٹا نکال لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی وقت بے چاری لڑکی کو قرار آ گیا' تاہم محبت برقرار رہی۔

☆☆☆

جاپانیوں کی جادوئی رسومات آٹھویں صدی سے تعلق رکھتی ہیں۔ تاہم ان کی بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ جاپان میں اس سے بھی پہلے زمانوں میں جادو پر عمل کیا جاتا رہا ہے۔ جاپان کی جادوئی رسومات ''اینگی شیکی'' میں مجتمع کی گئی ہیں' جو کہ دسویں صدی میں لکھی گئی تھی۔

اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جادوگر مذہبی پیشوا جادوئی رسومات ادا کیا کرتے تھے جس سے ان کی ساحرانہ قوتوں میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ اولین رسوم فصل کی کٹائی سے مربوط تھیں اور ہر سال بیج بونے کے موسم میں بھی ادا کی جاتی تھیں۔ اس موقعے پر سفید گھوڑے یا سفید سؤر یا سفید مرغ کی قربانی دی جایا کرتی تھی۔ نویں صدی کے ایک مخطوطے میں درج ہے کہ اگست کی فصل کے دیوتا می توشی نوکامی نے چاول کے کھیتوں کو بددعا دے دی۔ تاہم اس کے پیروکاروں نے اسے خفیہ جادوئی عمل کے دوران سفید جانوروں کی قربانی دے کر منا لیا اور یوں فصل کو تباہ ہونے سے بچا لیا گیا۔

آٹھویں رسم کو ''عظیم محل میں خوش قسمتی لانے والی رسم'' کہا جاتا ہے۔ اس میں محل کو مصیبتوں سے محفوظ رکھنے کے لیے افلاکی جادوئی الفاظ دیے گئے ہیں۔ نویں رسم میں بتایا گیا ہے کہ مذہبی پیشواؤں کا ایک ٹولہ اپنے نائبین کے ہمراہ سارے محل میں چاول بکھیرتا ہوا پھرتا رہا۔ اس دوران مذہبی پیشواؤں نے محل کے چاروں کونوں میں قیمتی پتھر آویزاں کر دیے۔ جاپانی جادو میں بری روحوں کو بھگانے کے لیے چاول کثرت سے استعمال کیے جاتے تھے۔

جس کمرے میں بچے کی پیدائش ہونے والی ہوتی' اس میں چاول بکھیر دیے جاتے تھے۔ اسی طرح چوکوں میں مستقبل بینی کے عمل کے دوران چاول بکھیرے جاتے تھے۔ چوک میں چاولوں سے ایک لکیر لگا دی جاتی اور جو پہلا شخص اسے پار کر کے جو بات کرتا اسے پیش گوئی تصور کیا جاتا تھا۔ قیمتی پتھروں کے حوالے سے عقیدہ پایا جاتا تھا کہ وہ جس کمرے میں ہوں' اس کمرے میں رہنے والے برے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔ تمام

لیے آزو کے درخت کی لکڑی کی ایک چھڑی استعمال کیا کرتا تھا۔

تاؤ مت کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ چین میں جنم لینے والا مذہب ہے۔ اس مذہب کی بنیادی کتاب "تاؤ۔تیہہ کنگ" ہے' جو کہ لاؤ تزے سے موسوم کی جاتی ہے۔ اسے کنفیوشس کا ہم عصر بتایا گیا ہے۔ تاؤ کے بارے میں عقیدہ تھا کہ وہ ساری ہستی کا اصول اور سارے علم کا قلب ہے۔ موجودہ زمانے کے تاؤمت کا بانی چانگ تاؤ لنگ کو قرار دیا جاتا ہے جو کہ 34ء میں زندہ تھا۔ تاؤمت جادو اور توہمات کا مرکب دکھائی دیتا ہے' جس میں مستقبل کی پیش گوئی کرنے کا عمل بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے کنفیوشس کی قبر پر اُگنے والی شیبہ تساؤ نامی گھاس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کو احتیاط کے ساتھ توڑ کر پیکٹ بنائے جاتے ہیں۔ چینیوں کا عقیدہ ہے کہ کنفیوشس کی قبر کی مقدس مٹی سے اس گھاس میں روحانی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

چین میں قدیم زمانوں سے کچھوؤں کے خولوں اور درختوں کی چھال کے ذریعے مستقبل کی پیش گوئیاں کی جاتی رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قدیم دانا بادشاہوں نے انہی ذرائع سے لوگوں کو موسموں اور دنوں کو مقدس ماننے' روحانی ہستیوں کا احترام کرنے اور اپنے قانون اور احکامات کی پیروی کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ چینی قدیم زمانے میں نجوم کے علم' بغیر لکھنے والے کے قلم کے لکھنے اور حاضرات کے عمل کے ماہر تھے۔

وہ اپنے گھروں میں بری روحوں کا داخلہ روکنے اور خوش قسمتی لانے کے لیے داخلی دروازوں پر خاص پودوں کو لٹکایا کرتے تھے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ یورپ کے بعض دیہاتی آج بھی کرتے ہیں۔

وہ اپنے بچوں کو بیمار کرنے والی بری روحوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے بالوں میں سرخ دھاگے گوندھ دیتے تھے۔ اس کے مقصد کے لیے وہ ان کے کپڑوں میں مختلف دیوتاؤں اور داناؤں سے منسوب کر کے بٹن ٹانکا کرتے تھے۔ قدیم چینی اپنے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے اس کا مٹی یا موم کا پتلا بنا کر اس میں سوئیاں چبھویا کرتے تھے۔

عظیم مصور کوکائی چیہہ نے اپنی رومانوی داستان میں ان سب جادوئی رسومات و روایات کو بیان کیا ہے۔ وہ چوتھی صدی سے تعلق رکھتا تھا اور جادو پر عقیدہ رکھتا تھا۔ اسے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی تھی مگر وہ اس پر توجہ نہیں دیتی تھی۔ اس نے لڑکی کی تصویر بنائی اور اس کے دل میں ایک کانٹا چبھو دیا۔ ٹھیک اسی وقت لڑکی کے دل میں درد ہونے لگا۔ اس کے

پہاڑوں کا دھند والا جوان" تھا۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ میں نے اذ زوشی کی دوشیزہ سے شادی کی درخواست کی تھی مگر میں اسے حاصل نہیں کرسکا۔ کیا تم اسے حاصل کرو گے؟ چھوٹے بھائی نے جواب دیا: میں اسے آسانی کے ساتھ حاصل کرلوں گا۔

اس پر بڑے بھائی نے کہا: اگر تم اس دوشیزہ کو حاصل کرلو گے تو میں اپنے کپڑے اتار دوں گا۔ اپنے قد کے برابر اونچے برتن میں شراب تیار کروں گا اور پہاڑوں اور دریاؤں کی ہر چیز تمہیں دے دوں گا۔

چھوٹے بھائی نے اپنی ماں کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کی ماں نے رات بھر میں لباس تیار کیا اور ایک تیر اور کمان بنائی۔ پھر لباس بیٹے کو پہنایا اور تیر کمان دے کر دوشیزہ کے گھر کی طرف روانہ کیا۔ وہاں پہنچ کر لباس اور تیر کمان پھول بن گئے جو اس نے دوشیزہ کے کمرے میں لٹکا دیئے۔ جب دوشیزہ کمرے میں آئی تو انہیں دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جونہی اس نے انہیں اٹھایا وہ بے اختیار ہوکر گھر سے نکلی اور سیدھی نوجوان کے گھر پہنچ گئی۔ دونوں کی شادی ہوگئی اور اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تب چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ میں نے اذ زوشی کی دوشیزہ کو حاصل کرلیا ہے۔ بڑے بھائی نے شرط پوری کرنے سے انکار کردیا۔ چھوٹا بھائی اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا۔ وہ اپنے بڑے بیٹے سے ناراض ہوگئی۔ اس نے ایک گرہ دار بانس لیا اور اس سے ایک ٹوکری بنائی جس میں آٹھ سوراخ تھے۔ اس ٹوکری میں اس نے بانس کے پتے' سمندری آنسو اور پتھر رکھے۔ پھر اس نے بددعا دی کہ تم بانس کے پتوں کی طرح سرسبز ہونے کے بعد مرجھا جاؤ' سمندری آنسوؤں کی طرح بہو اور پتھروں کی طرح دریا میں ڈوب جاؤ اور بیمار ہوجاؤ۔ اس کے بعد اس نے ٹوکری کو دھوئیں میں رکھ دیا۔ اس کے نتیجے میں بڑا بھائی بیمار ہوگیا اور آٹھ سال کے اندر اندر مردانہ قوت سے محروم ہوگیا۔"

جاپانیوں کا یہ عام عقیدہ ہے کہ انسانی زندگی اور سمندر کے بہاؤ میں ایک پراسرار تعلق ہے۔ چنانچہ روایت کے مطابق مذکورہ بالا کہانی کے بڑے بھائی کی قسمت سمندر کے اتار چڑھاؤ سے مربوط ہوگئی۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ "جب سمندر فراز پر ہوتا ہے تو انسان پیدا ہوتا ہے اور مضبوط ہوجاتا ہے اور جب سمندر اُترتا ہے تو انسان توانائی کھودیتا ہے' بیمار ہوجاتا ہے اور مرجاتا ہے۔"

❁ ❁ ❁

تر جاپانی جادو میں جواہرات اور چمکیلے پتھروں کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ سرخ رنگ کے پتھروں کے حوالے سے جاپانیوں کا عقیدہ تھا کہ وہ تاریکی میں چھپی غیر مرئی قوتوں کو روشنی میں آنے سے پہلے ہی ختم کر دیتے ہیں۔

''عظیم پاکیزگی کی رسم'' کہلانے والی دسویں رسم میں بہت سی رسومات شامل ہوتی تھیں۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ تمام گناہوں کے اثرات سے پاک کر سکتا ہے۔ شہنشاہ کو دیوتاؤں کا نائب تصور کیا جاتا تھا اور اسے مطلق حاکمیت حاصل ہوتی تھی۔

قدیم جاپان میں اپنے ہمسائے کے جانوروں پر جادو کرنا جرم تصور کیا جاتا تھا۔ ایک قدیم مخطوطے میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اعلیٰ مذہبی پیشوا افلا کی رسوم ادا کرتا ہے تو وہ رسوم اس قدر طاقتور ہوتی ہیں کہ زمینوں اور آسمانوں سے دیوتا اسے سننے کے لیے آ جاتے ہیں اور جو کوئی مسئلہ ہوتا ہے وہ حل ہو جاتا ہے۔ ستائیسویں رسم میں بہت سے منتر شامل ہیں اور بیان کیا گیا ہے کہ آسمانوں سے ایک قاصد' جس کا نام ایے۔نو۔ہوہو تھا' شہنشاہ کے لیے ساتھ سفید' سرخ اور سبز جواہرات پر مشتمل الوہی خزانے لے کر آیا تھا۔ ان جواہرات کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''سفید جواہرات شہنشاہ کو امیر بنا دیں گے۔ سرخ جواہرات اسے صحت عطا کریں گے۔ سبز جواہرات کے اثر سے شہنشاہ اپنی سلطنت میں امن و ہم آہنگی قائم کرے گا۔ ہر جوہر اپنے رنگ سے ملتی جلتی قوت کا حامل ہے۔''

کہا جاتا ہے کہ قدیم شنتومت ایک ایسا مذہب ہے جس میں آج بھی جادوئی عناصر مذہبی جذبات پر غالب ہیں اور اس کی رسومات میں جادوگر مذہبی پیشوا جادوگر دیوتاؤں کو پکارتے ہیں۔ ایم رے ون کہتا ہے'' چنانچہ جادو جاپانیوں کے فطری مذہب کی بنیاد ہے۔''

''ہوجیکی'' میں ایک دلچسپ روایت درج ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ جاپان میں مقامی جادو اہم کردار ادا کرتا تھا:

''مقدس پتھروں کے ملک اذزوشی کی دیوی کی ایک بیٹی تھی' جس کا نام اذزوشی کی دوشیزہ دیوی تھا۔ 80 دیوتاؤں کی خواہش تھی کہ وہ اس کے ساتھ شادی کریں مگر کوئی ایک بھی اپنی خواہش میں کامیاب نہیں ہوا۔ اس کے طلب گاروں میں دو بھائی بھی شامل تھے۔ بڑا بھائی ''خزاں زدہ پہاڑوں کا درخشاں جوان'' کہلاتا تھا جبکہ چھوٹے بھائی کا نام ''بہار والے

شامل ہے۔

جادو کی مختلف شاخوں کو جو نام دیئے گئے ہیں ان کے معانی متعین کرنے کی کوشش کرتے ہوئے سب سے پہلے جو دلچسپ وضاحتیں سامنے آتی ہیں وہ ازمنہ وسطی کے مصنفوں نے کی ہیں۔

تیرہویں صدی میں حاضرات کا عمل کرنے والوں کو شعبدے باز کہا جاتا تھا' جس سے پتا چلتا ہے کہ لوگ انہیں شک کی نظر سے دیکھتے تھے اور چرچ نے حاضرات کے عمل پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ پندرہویں صدی کے ایک مخطوطے میں جادوگروں کے حوالے سے ان خیالات کا اظہار کیا گیا ہے:

''پہلے لوگ مدد کے لیے خداوند کو پکارتے تھے لیکن اب جادو اور حاضرات کے عمل کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود جادوگر اور حاضرات کا عمل کرنے والے اپنے آپ کو خداوند کے مقام پر فائز کرنے لگے ہیں۔ وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ صرف ہم تمہاری مشکلات حل کر سکتے ہیں۔ جادوگر خداوند کو قربانی دینے سے انکار کرتے ہیں اور شیطان کو قربانی دیتے ہیں۔ جادوگر بے خبر لوگوں کی روح اور جسم کو عذاب کا سزاوار بنا رہے ہیں۔''

''اس ہلاکت انگیز پودے کو اکھاڑ پھینکو اور اس فن کے سارے پیروکاروں کو فنا کر دو۔''

اسی زمانے کا ایک اور مصنف بیان کرتا ہے کہ:

''قدیم زمانے میں حاضرات کا عمل عیسائی اور غیر عیسائی سب کرتے تھے۔ یہ شیطانوں کو قابو کرنے کا عمل تھا نیز انہیں اپنے احکامات کے تابع بنانے کا۔ اس عمل کو دو طرح سے کیا جاتا تھا:

اول: فطری طریقے سے' مثلاً جڑی بوٹیوں' پودوں اور پتھروں کو استعمال کرنا نیز سیاروں اور آسمانی اثرات کو۔ یہ طریقہ قانونی ہے۔

دوم: حاضرات کے عمل کی دوسری قسم وہ ہے' جسے شیطان کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ اس طریقے پر دنیا میں طویل عرصے سے عمل کیا جا رہا ہے۔ مقدس صحیفے میں اس کی توثیق کی گئی ہے جہاں فرعون کے جادوگروں کے موسیٰ اور ہارون سے لڑنے کا احوال بیان کیا گیا

عملِ حاضرات اور شیطان کے ساتھ معاہدے

عمل حاضرات جادوئی فنون کی وہ شاخ ہے جس کے تحت مردے کی روح کے وسیلے مستقبل کے حالات معلوم کیے جاتے تھے۔ اگرچہ اس کا تعلق برے یا کالے جادو سے تھا تاہم اس پر عمل کی اجازت اس صورت میں دے دی جاتی تھی کہ بری روحوں کی بجائے نیک روحوں سے امداد لی جائے گی۔ قدیم زمانے میں کسی مردے سے زندہ انسانوں کے مستقبل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا رواج عام تھا۔

یونانی دیومالائی کہانیوں میں اس عمل کے بہت سے حوالے ملتے ہیں نیز ہومر اور ورجل نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ لوسیان ہیرو مینی پس کی داستان بیان کرتا ہے جس نے ایک میگس سے مدد لی تھی۔ وہ زرتشت کا شاگرد اور جانشین تھا۔ مینی پس نے سنا تھا کہ وہ ایسے منتر جانتا ہے جن کے پڑھنے سے ہیڈیز کے پھاٹک غیر مقفل ہو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وہ کسی بھی مردے کی روح کو بلا سکتا ہے۔ مینی پس اس سے ملنے کے مقصد کے تحت بابل گیا اور اس شخص سے ملا۔ اس کا نام متھرو بارزانیز تھا۔ مینی پس نے کافی منت سماجت اور انعام و اکرام کے وعدوں کے بعد اسے راضی کیا کہ وہ اسے مستقبل کے بارے میں آگاہ کرے۔

تالمود میں جادو کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے درجے میں برے منتر، جادوئی بددعائیں، بری روحوں کو بلانا، بری روحوں کی مدد سے مردے کو بلانا شامل ہے اور ان سب کی سزا بت پرستی کی طرح موت ہے۔ دوسرے درجے میں ایسی جادوئی سرگرمیاں آتی ہیں جو کہ بری روحوں کی مدد سے ... اور تیسرے درجے میں نجوم کا علم اور پست روحوں کے ساتھ رابطہ رکھنا

الکیمیا، [illegible] اور

ہے۔ عہد نامہ جدید میں سائمن میگس کا ذکر ہے جس کی سرکوبی پطرس رسول نے کی تھی۔ نیکی
کے فرشتے شیطانوں پر قابو پا سکتے ہیں۔

کوئی شخص اس وقت تک حاضرات کا عمل کرنے سے قاصر ہوتا ہے جب تک وہ
شیطان سے معاہدہ نہیں کر لیتا بعض شیطان کمانڈر ہوتے ہیں اور ان کی ماتحتی میں بہت
سے کمتر درجے کے شیطان ہوتے ہیں۔ بڑے شیطان ان کے ذریعے شر پھیلاتے ہیں۔

بدی روحوں کے بھی نو سلسلے ہوتے ہیں جیسا کہ نیک فرشتوں کے نو سلسلے ہیں۔
پہلے سلسلے کو جھوٹے خداوند کہا جاتا ہے۔ ان کو دیوتاؤں کی طرح پوجا جاتا ہے۔
جیسا کہ ایک بدی روح نے یسوع سے کہا تھا کہ جھک جاؤ اور میری پرستش کرو۔ اس سلسلے کا

[illegible] دوسرا سلسلہ مینڈریورم کہلاتا ہے۔ اس کا سردار پیتھون ہے۔ اس قسم کی
روحیں جھوٹ کے ذریعے دھوکا دیتی ہیں۔
[illegible] سلسلے کا نام "غصے کے ظروف" ہے۔ وہ تمام قسم کے شرانگیز فنون کے خالق
ہیں۔ ان کا سردار بیلیال ہے۔ چوتھے سلسلے کا نام ہے "برے انتقام لینے والے"۔ اس سلسلے کا
سردار [illegible] ہے۔ پانچویں سلسلے کا نام ہے "شعبدہ باز"۔ یہ جھوٹے معجزے دکھانے والی
روحیں ہیں جو شعبدے دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرتی ہیں۔ ان کا سردار شیطان ہے۔
چھٹا سلسلہ فضائی قوتوں پر مشتمل ہے جو کہ بادلوں کی کڑک اور آسمانی بجلی میں خود
[illegible] ہوا کو آلودہ کر دیتی ہیں، قحط اور دیگر مصائب کا باعث بنتی ہیں۔ ان کا سردار
[illegible] بری روح ہے۔ یہ نہایت شور انگیز اور غضبناک روح ہے جسے پال
[illegible] جنوبی ہوا کی قوت کا شہزادہ" کہا ہے۔
ساتواں درجہ [illegible] منتقم مزاج روحوں کا ہے، جو کہ شر اور جھگڑوں کا بیج بوتی ہیں، جنگوں
[illegible] بنتی ہیں۔ ان کا سردار اپولین کہلاتا ہے جسے عبرانی میں اباڈان کہتے
ہیں۔ [illegible] بربادیوں کا سبب [illegible] تباہی اور بربادی پھیلانے والی روح ہے۔ آٹھواں سلسلہ الزام لگانے والی روحوں کا
ہے۔ ان کا سردار ایسٹاروتھ ہے، جو کہ چغل خور اور افترا پرداز ہے۔ نویں درجے میں ورغلانے
والی روحیں اور جنات شامل ہیں۔ ان کا سردار میمن ہے۔ خاص قوتوں کے حصول، جوانی کی
بحالی اور دیگر خواہشات کی تکمیل کے عوض شیطان سے معاہدے کرنے کے متعلق بھی بہت سی
روایات ملتی ہیں۔ بلاشبہ یہ روایات زیادہ تر جھوٹی ہیں۔ تاہم مخطوطوں میں بعض ایسی
دستاویزات کی نقول بھی دی گئی ہیں، جو کہ ایسے ہی انوکھے معاہدوں کی عکاس ہیں۔
کہا جاتا ہے کہ شیطان کے ساتھ معاہدے کرنے والا شخص اپنے خون سے دستخط
کرتا تھا، کیونکہ اس کو سب سے زیادہ مقدس مانا جاتا تھا۔ سترہویں صدی میں کیے جانے
والے ایک معاہدے کی نقل میں دستخط کنندہ اتفاق کرتا ہے کہ "میں خداوند کو ہر شے کا خالق
ماننے سے انکار کرتا ہوں۔ تین سینٹس (Saints) اور مقدس تثلیث کی توہین کرتا ہوں۔ نجات
کے تمام اسرار کو پیروں تلے روندتا ہوں اور مقدس کنواری اور سب سینٹس کے چہرے پر تھوکتا
ہوں۔ عیسائیوں اور عیسائیت پر لعنت بھیجتا ہوں، چرچ کے احکامات پر لعنت بھیجتا ہوں۔
شیطان کے لیے قربانی دینے، اس کی پرستش کرنے، معصوم بچے اس کی نذر کرنے اور اسے
خالق ماننے کا عہد کرتا ہوں۔"

Scanned with CamScanner

ہے۔ عہد نامہ جدید میں سائمن میگس کا ذکر ہے، جس کی سرکوبی سینٹ پیٹر نے کی تھی۔ نیکی کے فرشتے شیطانوں پر قابو پا سکتے ہیں۔

کوئی شخص اس وقت تک حاضرات کا عمل کرنے سے قاصر ہوتا ہے جب تک وہ شیطان سے معاہدہ نہیں کر لیتا...... بعض شیطان کماندار ہوتے ہیں اور ان کی ماتحتی میں بہت سے کمتر درجے کے شیطان ہوتے ہیں۔ بڑے شیطان ان کے ذریعے شر پھیلاتے ہیں۔

شیطان کے چہرے تصویروں میں [illegible]
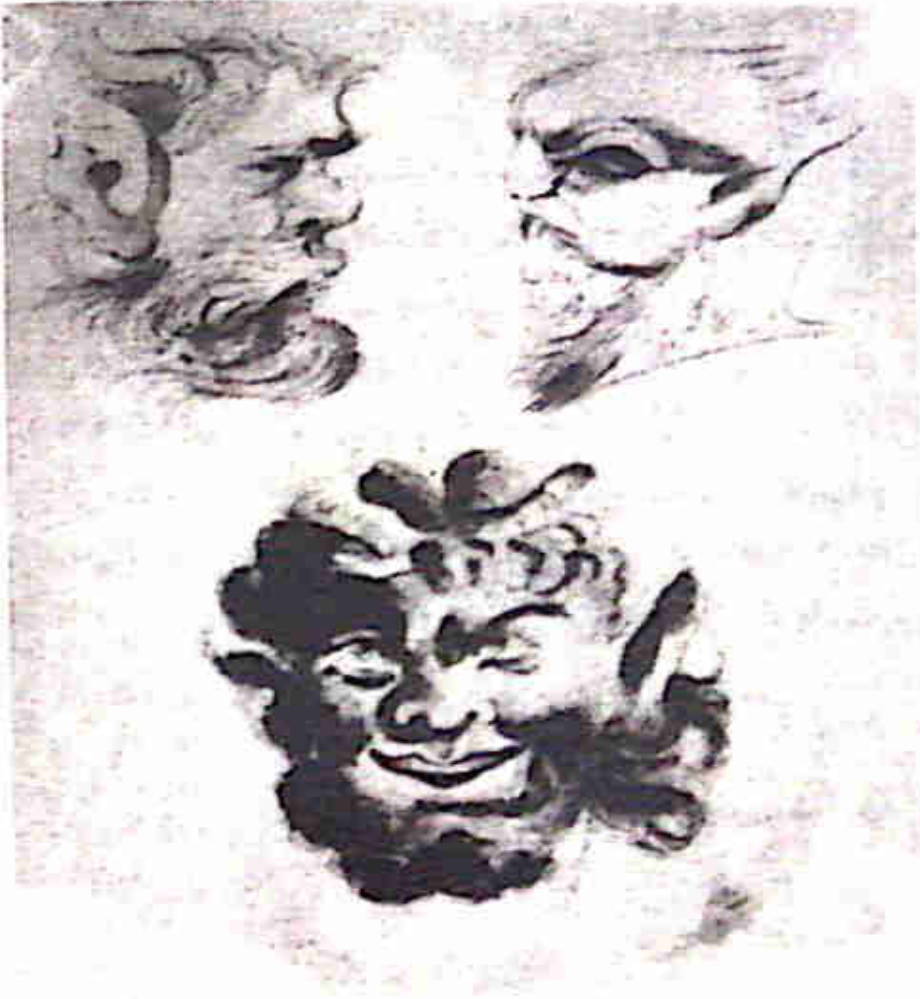
بری روحوں کے بھی نو سلسلے ہوتے ہیں جیسا کہ نیک فرشتوں کے نو سلسلے ہیں۔

پہلے سلسلے کو جھوٹے خداوند کہا جاتا ہے۔ ان کو دیوتاؤں کی طرح پوجا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک بری روح نے یسوع سے کہا تھا کہ جھک جاؤ اور میری پرستش کرو۔ اس سلسلے کا
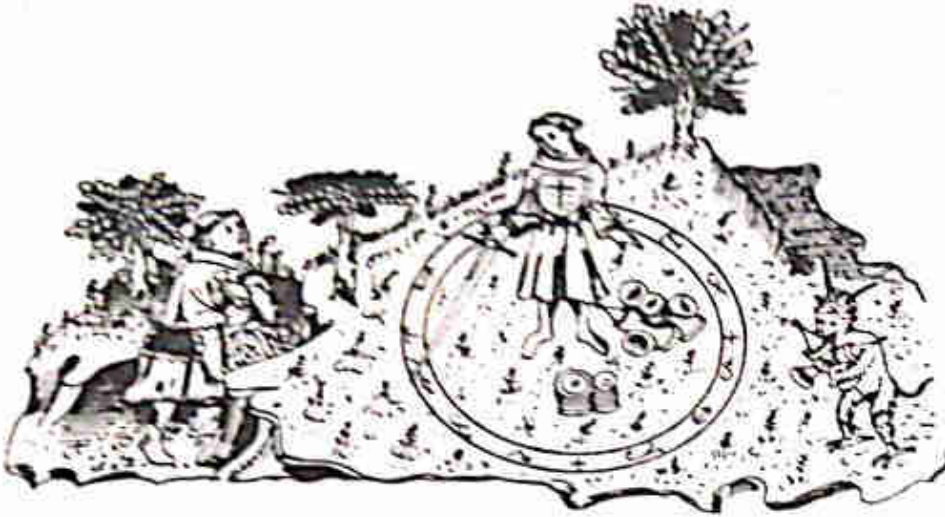
ایک جادوگر جادوئی دائرے میں کھڑا ہوکر روحوں کو بلا رہا ہے۔

روح کے بلانے اور اس سے تمام سوالات دریافت کرنے کے بعد اُسے واپس بھیجنے کے عمل کی بہت اہمیت ہوتی تھی اور اس کے بعد یہ تقریب ختم ہوجاتی تھی۔ ایک قدیم مخطوطے میں درج ہے:

''جادوگر کو اس وقت تک لازماً منتظر رہنا چاہیے جب تک کہ بلائی گئی ساری روحیں واپس نہ چلی جائیں۔ جب آخری چیخ بھی بند ہوجائے' جب آگ کے سارے الاؤ بجھ جائیں تب وہ دائرے سے باہر نکلے۔ اس طرح وہ بحفاظت گھر واپس روانہ ہوسکتا ہے۔''

ایک پرانے فرانسیسی ادیب نے سترہویں صدی میں ایک جادوگر کے گھر کی دلچسپ سیر کا احوال قلمبند کیا ہے:

''چھتوں پر اور کونوں میں عجیب وغریب قسم کے جانور موجود تھے' جو کہ ہنوز زندہ معلوم ہوتے تھے۔ یہاں سانپ رینگ اور پھنکار رہا ہے' وہاں چمگادڑ پر پھیلائے ہوئے ہے' اِدھر شیطانی حسن والی چمکدار آنکھوں والا مینڈک بیٹھا ہے اور اُدھر ایک عجیب وغریب مچھلی کا ڈھانچہ رکھا ہے۔ اس کمرے میں ایک بھٹی' عرق نکالنے کا سامان اور جادوگری کے تمام آلات و لوازم موجود ہیں۔ کمرے میں ہر طرف عجیب وغریب وضع کے برتن اور کتابیں — بند اور آدھی کھلی ہوئیں — موم پر بنائی گئیں تصاویر اور کچھ علامتی شبیہیں موجود ہیں اور اس پر

اپسالا کی لائبریری میں ڈینئیل سلیھبنس نامی ایک شخص کا شیطان کے ساتھ کیا گیا معاہدہ موجود ہے' جس میں اس نے اپنے آپ کو شیطان کو بیچ دیا ہے۔

روحوں کو بلانے کے طریقے' رسومات اور تقریبات ''تقریبات کی کتاب'' میں بیان کیے گئے ہیں۔ روحیں بلانے والا شخص وہ ہوتا ہے' جو کہ جادو کے فن کا ماہر ہوتا ہے اور جو تمام بری روحوں پر قابو پانے والے منتروں سے آگاہ ہوتا ہے۔ روحیں بلانے والا شیطان کے ساتھ معاہدہ نہیں کرتا۔ روحیں بلانے والا تو بری روحوں کو قابو میں رکھتا ہے تاکہ ان سے سوال پوچھ سکے۔ اس مقصد کے لیے وہ پراسرار رسوم ادا کرتا ہے۔ وہ یہ رسوم کسی غار میں ادا کرتا ہے جس میں سیاہ پردے لٹکا دیئے جاتے ہیں اور ایک جادوئی مشعل روشن کردی جاتی ہے۔ روحیں بلانے کے لیے دوسری موزوں جگہ کسی قدیم قلعے یا گرجا گھر کے کھنڈرات ہیں۔ وقت رات کے بارہ بجے سے دن ایک بجے تک موزوں ہوتا ہے یا پھر چاند کی چودھویں رات یا ایسے ایام کہ جب آندھی' بارش' کڑک' چمک کے ساتھ طوفان آئے ہوئے ہوں۔ موزوں جگہ اور وقت کے انتخاب کے بعد ایک جادوئی دائرہ کھینچا جاتا ہے اور روحیں بلانے والا اپنے نائب کے ساتھ اس کے اندر کھڑا ہوجاتا ہے۔ نو مربع فٹ کے رقبے میں زمین پر متوازی لکیریں' مربعے اور مثلثیں بنائی جاتی ہیں اور ان پر ایک دائرہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے چھ انچ اندر ایک اور دائرہ بنایا جاتا ہے۔ جبکہ جادوگر اور اس کا نائب درمیان میں کھڑے رہتے ہیں۔ دائرہ مکمل ہونے کے بعد جادوگر اس وقت تک باہر نہیں نکلتا جب تک روح بلانے کا عمل پورا نہیں ہوجاتا ورنہ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔
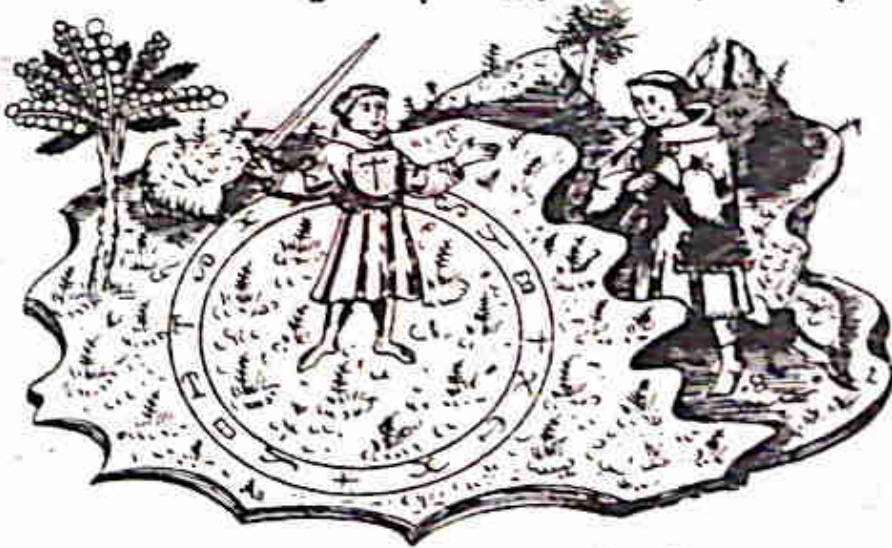
جادوگر جادوئی دائرے میں کھڑے ہوکر جادو کر رہا ہے۔

گیارہواں باب

وچ کرافٹ اور شیطان پرستی

وچ کرافٹ (سفلی علم) پر عقیدہ شاید شمالی نسل کے لوگوں کی وحشی دیو مالاؤں سے اخذ کیا گیا تھا۔ عبرانی لفظ میکا سیپاہ کا مطلب ہے جادو کرنا' جادوئی نقش اور زہر تیار کرنا' یہ لاطینی لفظ وینی فیکا کا مترادف ہے۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بائبل میں ''وچ'' (Witch) کا جو لفظ آیا ہے' اس کے معانی بعد میں اس لفظ سے منسوب کیے گئے معانی سے مختلف تھے۔ جیسا کہ سکاٹ لکھتا ہے: ''بائبل میں کسی شیطانی طاقت کے ساتھ معاہدہ کرنے کے حوالے سے کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔''

اس کے برعکس پورے عیسائی عہد میں اور وسطی زمانوں میں یہ نام ایسے افراد (مردوں اور عورتوں) کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ بری روحوں کی مدد سے انسانی طاقت سے ماورا کام انجام دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر دوسرے لوگوں کی زندگیوں اور قسمتوں پر برے عمل کرنا نیز انسانوں اور جانوروں پر جادو کرنا۔

کہا جاتا تھا کہ وچ (Witch) شیطان کے ساتھ اپنے خون سے دستخط کر کے ایک معاہدہ کرتی ہے اور اس سے پراسرار طاقتیں حاصل کر لیتی ہے۔ اس معاہدے کی شرائط کی رو سے اسے عیسائی مذہب سے انکار کرنا ہوتا تھا۔ وہ چند برسوں یا اپنی پوری زندگی کے لیے اپنی روح شیطان کے حوالے کر دیا کرتی تھی۔

سر والٹر سکاٹ کہتا ہے: ''جادوگرنیاں (Witches) عموماً بدصورت' کریہہ المنظر' بوڑھی اور معذور ہوا کرتی تھیں۔ وہ زیادہ رومن کیتھولک ہوتی تھیں' تاہم بعض جادوگرنیاں لادین (Atheist) بھی ہوتی تھیں۔ وہ مزاجاً سنکی ہوتی تھیں۔ وہ اکثر و بیشتر زہریلی ہوتی تھیں اور عموماً پاگل ہوتی تھیں۔ کہا جاتا تھا کہ وہ شیطان کے ساتھ دو طرح کے معاہدے کرتی

اسرار کمرے کے درمیان میں ایک انگیٹھی پڑی ہے' جس سے نیلے رنگ کا شعلہ اٹھ رہا ہے جو کہ جادوگر کو نمایاں کر رہا ہے۔ جادوگر نے ایک لمبا' دم والا سیاہ لبادہ پہنا ہوا ہے۔ اس کا قد لمبا ہے۔ اس نے بائیں ہاتھ میں ایک کتاب اور دائیں ہاتھ میں جادوگری والی چھڑی تھامی ہوئی ہے۔ اس کے چوڑے سینے پر چاند' سورج اور ستارے نظر آ رہے ہیں۔ سر پر اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ اس کے جوتے لمبے ہیں۔ اس کی وضع قطع متانت آمیز نہیں ہے۔ اس کی نگاہ مرکوز رہتی ہے۔ اس کی گھنی ڈاڑھی اس کے سینے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس نے ہاتھ ہلا کر مجھے اشارتاً سلام کیا۔ انگیٹھی کا شعلہ یکا یک تیزی سے بھڑکنے لگا۔ گہرا دھواں مرغولوں کی صورت میں بلند ہونے لگا اور تیزی سے سارے کمرے میں بھر گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنی کسی مؤکل روح کو بلا رہا تھا۔ دفعتاً انگیٹھی کے درمیان میں سے ایک جناتی پیکر نمودار ہوا۔''

ازمنہ وسطیٰ میں کوئی شخص کسی کے خلاف اس سے زیادہ خطرناک الزام نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ جادوگر ہے۔ 1324ء میں لائیسٹر کے رابرٹ مارشل اور جان ناٹنگھم پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ جادو کے ذریعے بادشاہ کو قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے۔

مارشل وعدہ معاف گواہ بن گیا اور اس نے بتایا کہ کچھ خاص شہری جان ناٹنگھم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ وہ جادوگر ہیں اور ایک خاص رقم کے عوض بادشاہ کو قتل کرنے کا معاہدہ ہوگیا۔ انہوں نے جان کو سات پونڈ موم دیا۔ مارشل اور جان نے اس موم سے سات پتلے بنائے' چھ ان لوگوں کے جنہیں قتل کیا جانا مقصود تھا اور ساتواں رچرڈ ڈی سودے کا' جسے آزمائشی طور پر قتل کیا جانا تھا۔ یہ کام کوونٹری سے کچھ دور واقع ایک پرانے ویران مکان میں انجام دیا گیا۔ جب پتلے تیار ہو گئے تو جادوگر نے مارشل کو سیسے کی ایک میخ دی اور کہا کہ اسے رچرڈ کے پتلے کے سر میں ٹھونک دے۔ اگلے دن جادوگر نے اسے رچرڈ کا حال دیکھنے کے لیے اس کے گھر بھیجا۔ وہ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ رچرڈ پاگل ہو چکا ہے۔ پھر میخ کو سر سے نکال کر پتلے کے دل میں گھبو دیا گیا۔ تین دن بعد رچرڈ مر گیا۔ ناٹنگھم مقدمے کے ختم ہونے سے پہلے قید خانے میں مر گیا جبکہ مارشل کو سزائے موت دے دی گئی تھی۔

اتفاق اور بھائی چارہ ہوتا تھا۔ وہ اکثر و بیشتر اجلاس منعقد کرتی تھیں جن میں تمام تر غلاظتیں بکھیری جاتی تھیں اور جنسی کام کیے جاتے تھے۔ ان اجلاسوں میں شیطان کی پرستش کی جاتی تھی جو اکثر و بیشتر ایک دیوقامت بکرے کے روپ میں وہاں آیا کرتا تھا۔

جادوگرنیوں کا اجلاس، درمیان میں شیطان دکھایا گیا ہے۔

اگرچہ جادوگرنیوں کے اجلاسوں کے حوالے سے بہت خرافات لکھی گئی ہیں، تاہم ایسے شواہد بھی ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خفیہ مقامات پر اجلاس کیا کرتی تھیں، جن میں پراسرار رسومات ادا کی جاتی تھیں اور قیاساً ان اجلاسوں کے اختتام پر ناچ گانا بھی ہوتا تھا۔

سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں الونسو ڈی کیسٹرو کا بیان کردہ جادوگرنیوں کے خفیہ اجلاس کا دلچسپ احوال ملتا ہے۔ وہ سپین کا ایک عالم فاضل شخص تھا۔ اس کا ایک دوست جادوگر تھا۔ وہ اس جادوگر کے ساتھ جادوگرنیوں کے ایک خفیہ اجلاس میں شریک ہوا تھا۔ اس نے شرکت کے لیے بہانہ کیا تھا کہ وہ شیطان کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہتا ہے۔

جادوگر ایک اندھیری رات میں اسے شہر سے باہر مضافات میں لے گیا۔ وہ وادیوں اور جنگلوں سے گزرتے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ یہاں اس نے بے شمار مردوں اور عورتوں کو جوش و خروش کی کیفیت میں ادھر سے ادھر آتے جاتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس کا استقبال خوشی اور گرمجوشی کے

تھیں۔ اول عوامی دوم خفیہ۔ شیطان کے ساتھ معاہدہ کرنے والی عورتوں کو عیسائیت سے انکار کرنا پڑتا تھا۔ انہیں صلیب کو پیروں تلے روندنا ہوتا تھا۔ روزے سے ہوتیں تو روزہ توڑنا پڑتا۔ انہیں شیطان کی اطاعت کا عہد کرنا ہوتا تھا' اس کے قصیدے گانے پڑتے تھے اور اپنی روح اور جسم اسے سونپنا پڑتا تھا۔ بعض جادوگرنیاں اپنے آپ کو کچھ برسوں کے لیے بیچتی تھیں اور بعض جادوگرنیاں ساری زندگی کے لیے۔ پھر وہ شیطان کو بوسہ دیتیں اور معاہدے پر اپنے خون سے دستخط کرتیں۔ تقریب کے اختتام پر ناچ گانا اور پینا پلانا ہوتا۔ وہ رقص کے دوران چیخیں مارتیں ''ہا' ہا! شیطان' شیطان! ناچو' ناچو! کھیلو کو دو' کھیلو کو دو! سبت' سبت۔'' کہا جاتا تھا کہ ان کے روانہ ہونے سے پہلے شیطان انہیں مرہم اور گنڈے دیا کرتا تھا۔''

سینٹ پیٹرک اور شیطان۔

سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں درج ہے:

''جادوگرنیاں ایسی عورتیں ہوتی تھیں جو کہ شیطان کو اپنا خدا تسلیم کرلیتی تھیں۔ وہ بخوشی اس سے نشان بنوایا کرتی تھیں۔ شیطان ان کی آنکھ پر مینڈک کے پیر جیسا نشان بنا دیا کرتا تھا۔ وہ اس نشان کے ذریعے ایک دوسری کو پہچانتی تھیں۔ ان کا آپس میں زبردست

ڈی لینیر نے جادوگرنیوں کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے شیطان کے بارے میں یوں لکھا ہے:

''وہ سیاہ رنگ کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کی گردن پر دو سینگ اُگے ہوئے ہیں جبکہ سر پر سینگوں والا تاج رکھا ہے۔ اس کی پیشانی پر بھی ایک سینگ اُگا ہوا جس سے نکلنے والی روشنی جلسہ گاہ میں پڑ رہی ہے۔ اس کے بال سؤر کے بالوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اس کا چہرہ پیلا ہے، جس پر بے قراری کی علامات نمایاں ہیں۔ اس کی آنکھیں گول ہیں، جو پوری طرح کھلی ہوئی اور بڑی بڑی ہیں۔ ان میں شعلے سے بھڑکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور گھناؤنا پن جھلکتا ہے۔ اس کی بکرے جیسی ڈاڑھی ہے۔ اس کی گردن اور باقی جسم بدہیئت ہے اور بکرے جیسا ہے۔ تاہم اس کے ہاتھ پاؤں انسانوں جیسے ہیں۔''

شیطان سے معاہدہ کمرے کے درمیان میں بنے ہوئے ایک دائرے میں کھڑے ہو کر کیا جاتا تھا اور شیطان کو کوئی نذرانہ پیش کیا جاتا تھا۔ اس تقریب میں بخورات بہت زیادہ مقدار میں جلائے جاتے تھے۔ بڑی سی انگیٹھی تو ان تقریبات کا لازمی حصہ ہوتی تھی جس میں تمام ایسی نباتاتی اور حیوانی اشیاء جلائی جاتی تھیں جو زیادہ سے زیادہ دھواں پیدا کر سکتی ہوں۔ جادوگرنیوں کے ساتھ بڑے بڑے مینڈک ہوتے تھے، جنہیں انہوں نے سرخ مخمل کے لباس پہنائے ہوتے تھے اور ان کے گلوں میں گھنٹیاں لٹکائی ہوتی تھیں۔

باسک صوبے میں مینڈک وچ کرافٹ میں ایک اہم کردار ادا کرتا تھا۔ جب کوئی نئی جادوگرنی شیطان سے معاہدہ کرتی تو اس کا تعارف کروانے والی کو ایک مینڈک دیا جاتا، جو اس وقت تک اس کے پاس رہتا جب تک نئی جادوگرنی اس کی دیکھ بھال کی اہل نہیں ہو جاتی تھی۔ مینڈک کو ایک کلاہ دار چغہ پہنایا گیا ہوتا تھا، جو کہ پیٹ پر سے کھلا ہوا ہوتا تھا۔ اسے باندھنے کے لیے ایک پٹی ہوتی تھی۔ یہ چغہ عموماً سبز یا سیاہ مخمل کا ہوتا تھا۔ اس مینڈک کا بہت خیال رکھنا پڑتا تھا۔ اس کی مالکہ اس کو کھلاتی پلاتی اور سہلاتی پچکارتی تھی۔ وہ بلاڈونا اور پوست کا عرق استعمال کرتی تھیں۔ شاید انہی کے اثر سے انہیں ہواؤں میں روحیں اڑتی نظر آیا کرتی تھیں۔

یہ جادوگرنیاں کسی شخص پر جادو کرنے کے جو طریقے استعمال کرتی تھیں ان میں سے ایک یہ تھا کہ وہ متعلقہ شخص کی مٹی یا موم سے پتلا تیار کرتی تھیں۔ اس پتلے کی تیاری کے دوران منتر پڑھے جاتے تھے۔ پتلا تیار کرنے کے بعد ایک ابابیل کو مار کر اس

ساتھ کیا' کیونکہ اس نے شیطان سے معاہدہ جو کرنا تھا۔ انہوں نے ا
سے زیادہ مسرت بخش عمل کوئی اور نہیں ہے۔ آگے کا حال کیسنرو کی زبا

''انہوں نے میرا استقبال کرتے ہوئے شیطان کی بے پنا
تعریف کی اور عیسائیت کے حق میں شدید ترین توہین انگیز
کیے۔ انہوں نے مختلف قسم کے تیلوں اور مرہموں سے ایک
کی مالش کی۔ مالش کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنے بارے میں در
سے محروم ہو کر اپنے آپ کو پرندے اور جانور تصور کرنے
اوقات وہ ایسے مرہموں کی مالش کرتے تھے کہ انہیں محسوس
ہوا میں اڑ سکتے ہیں۔''

یہ بیان اپنے وقت کے ایک ذہین و باشعور شخص کا ہے' جو ج
جادوگرنیوں کے اجلاس میں جا پہنچا تھا اور اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جادوگر
سے ماورا باتوں اور دعوؤں کی حقیقت یہ تھی کہ وہ نشہ آور مرہم وغیرہ استعمال

جادوگرنی پرواز کررہی ہے۔

ی' کئی ہاتھ پیروں والی کوئی عجیب سی مخلوق تھی۔ ایک اور جادوگرنی کا نام جینیٹ تھا' جو بہت
بوڑھی اور بیوہ تھی۔ اس کی مؤکل سفید رنگ اور سیاہ دھبوں والی بلی تھی۔

28 اکتوبر 1621ء کو ہیلن فرش پر بے سدھ پڑی پائی گئی۔ وہ کافی دیر تک اسی
حالت میں رہی۔ اس پر کئی دن تک ایسے ہی دورے پڑتے رہے' جن کی وجہ کا پتا نہیں چلتا
تھا۔ 3 نومبر کو اس نے اونچی آواز میں کہا: اوہ مجھے زہر دیا گیا ہے۔

پھر اس نے اپنی ماں کو بتایا کہ ایک سفید بلی اس پر سوار ہے اور اس کا دم
گھونٹ رہی ہے۔ انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ اس کا وہم ہے لیکن 14 ر
نومبر کو اس نے ایک بار پھر گھر والوں کو جگا دیا اور بولی کہ اس کے بستر کے قریب ایک
سیاہ کتا موجود ہے۔

اس کی بہن الزبتھ کو بھی اسی طرح کے دورے پڑنے لگے اور نتیجہ یہ نکالا گیا کہ ان
پر جادو کر دیا گیا ہے۔ انہیں بستی کی دو بوڑھی عورتوں پر شک تھا' جن کے بارے میں لوگوں کو
یقین تھا کہ وہ جادوگرنیاں ہیں۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا اور کہا جاتا ہے کہ جب انہیں سزا دی گئی
تو لڑکیاں ٹھیک ہو گئیں۔

اس مخطوطے میں بہت سی عجیب و غریب تصویریں دی گئی ہیں۔ ان تصویروں میں
جادوگرنیوں اور انوکھے جانوروں اور پرندوں کو دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر عجیب
مخلوقات دکھائی گئی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وہ لڑکیوں کو نظر آتے تھے۔

کہا جاتا تھا کہ جادوگرنی کا مؤکل' جو کہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا' بلی' کتے یا
مینڈک کا روپ دھار لیتا ہے۔ اسی لیے سیاہ بلی کو جادو اور وچ کرافٹ سے منسوب کیا جاتا
تھا۔ قدیم زمانوں میں نیولے کو بھی وچ کرافٹ میں استعمال کیا جاتا تھا۔

"The Golden Ass" میں اپولیس نے لکھا ہے کہ تھیسالی کی جادوگرنیاں
مردے کے کان کاٹ لیتی تھیں اور انہیں اپنے پراسرار مرکبات تیار کرنے کے لیے
استعمال کرتی تھیں۔

تھیلی فرون لکھتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ آدھی رات تک قبرستان میں چھپ کر انتظار
کرتا رہا۔ آخر ایک جادوگرنی نیولے کی شکل میں وہاں آئی اور اس نے اتنے اعتماد سے اسے
دیکھا کہ اس جیسے چھوٹے سے جانور میں اس قدر اعتماد کا پایا جانا غیر معمولی تھا۔

کا دل پتلے کے دائیں بازو کے نیچے اور جگر بائیں بازو کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد پتلے کے سارے جسم میں نئی سوئیاں کھبو دی جاتی تھیں۔ ہر سوئی کھبوتے ہوئے منتر پڑھے جاتے تھے۔

بعض اوقات قبرستان کی مٹی میں انسانی ہڈیوں کا سفوف ملا کر اس آمیزے سے پتلا بنایا جاتا تھا۔ اس کے بعد پتلے پر خاص قسم کے جادوئی نشان نقش کر دیے جاتے' جن کے بارے میں عقیدہ تھا کہ وہ متعلقہ شخص کو ہلاک کر دیں گے۔

ایک جادوگرنی اپنے مؤکلوں کے ساتھ۔

برٹش میوزیم میں ایک مخطوطہ موجود ہے' جس کا عنوان درج ذیل ہے:

"A Discourse of Withcheraft, as it was acted in the family of Mr.Edward of Fairfax Fuyston, York, 1621."

اس مخطوطے میں مسٹر فیئر فیکس نے بتایا ہے کہ کس طرح چھ جادوگرنیوں نے اس کی اکیس سالہ بیٹی ہیلن' سات سالہ بیٹی الزبتھ اور ایک بچے ماؤجیفری پر جادو کیا تھا۔

ایک جادوگرنی کا نام مارگریٹ ویٹ تھا۔ جو بیوہ تھی اور اس کی مؤکل سیاہ رنگ

ایک جادوگرنی، اپنے مؤکلوں اور عجیب و غریب مخلوقات کے درمیان۔

پندرہویں صدی کے آغاز سے لے کر سترہویں صدی کے اختتام تک پورے یورپ میں وچ کرافٹ کے خلاف خوفناک اور وحشیانہ اقدامات کیے گئے۔ جادوگرنیوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وچ کرافٹ کے خلاف پہلا پاپائی فرمان گریگوری نہم

کہا جاتا ہے کہ دوران خون کو دریافت کرنے والے مشہور فزیشن ڈاکٹر ولیم ہاروے نے ایک مرتبہ ایک مؤکل کو چیر پھاڑ کر اس کا طبی معائنہ کیا تھا۔ یہ کہانی نوٹیسٹائن نے یوں بیان کی ہے:

''یہ 1685ء کی بات ہے کہ جنوب مغربی انگلستان کے جسٹس آف دی پیس نے خط لکھ کر بتایا کہ ایک مرتبہ اس نے ڈاکٹر ولیم ہاروے سے وچ کرافٹ کے بارے میں اس کی رائے پوچھی۔

ہاروے نے جواب دیا کہ اسے یقین ہے کہ اس قسم کی کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔ اس نے ایک جادوگرنی سے اپنی ملاقات کا قصہ بھی لکھا۔ وہ جادوگرنی شہر سے باہر جنگل کے سرے پر ایک الگ تھلگ واقع مکان میں رہتی تھی۔

ہاروے نے جھوٹ موٹ اسے کہا کہ وہ بھی ایک جادوگر ہے اور اسی موضوع پر اس کے ساتھ گفتگو کرنے آیا ہے۔ جادوگرنی کو یقین آ گیا کہ وہ جادوگر ہے۔ تب ہاروے نے کہا کہ وہ اس کے مؤکل کو دیکھنا چاہتا ہے۔

عورت نے ایک برتن میں دودھ انڈیلا اور ''چچ چچ'' کی آواز نکالی۔ کہیں سے ایک مینڈک نکلا اور اس نے تھوڑا سا دودھ پیا۔

ہاروے نے جادوگرنی کو چند میل دور جاکر جو کی شراب لانے پر راضی کرلیا۔ ہاروے نے اس کی غیرموجودگی میں مینڈک کو چیر پھاڑ ڈالا اور دودھ اس کے معدے میں پایا۔ اس سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ ایک عام مینڈک ہی ہے۔

بڑھیا نے اسے سدھا لیا تھا اور یہ یقین کرنے لگی تھی کہ اس میں اس کی مؤکل روح رہتی ہے۔

واپس آ کر بڑھیا نے مینڈک کی لاش دیکھی تو شیرنی کی طرح ہاروے پر جھپٹی۔ اس نے جادوگرنی کو رقم دینا چاہی مگر وہ ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ تب ہاروے نے اسے بتایا:

وہ بادشاہ کا ڈاکٹر ہے اور اسے یہ جاننے کے لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ بڑھیا جادوگرنی ہے یا نہیں۔ اگر وہ جادوگرنی ہے تو اسے گرفتار کرلیا جائے گا۔ یہ سن کر بڑھیا ڈر گئی اور ہاروے کی جاں بخشی ہوئی۔''

ہے کہ مجسٹریٹوں اور وزیروں نے مشہور "سوئیوں والے" کو اصرار کر کے کہا کہ وہ اپنے فن کا مظاہرہ کرے۔

اس نے تین انچ لمبی پنیں اس کے جسم میں ایک ایسی جگہ کھوئیں، جس کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ وہ شیطان کے نشان ہیں۔ جلاد کا بیان ہے کہ جینیٹ کو ان جگہوں پر پنیں کھوبے جانے پر درد ہوا نہ ہی وہاں سے خون نکلا۔ اس سے انہوں نے ثابت کیا کہ وہ ایک جادوگرنی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ بوڑھے افراد کے جسموں کے بعض حصے ایسے ہوتے ہیں جو بے حس ہو چکے ہوتے ہیں۔ اب یہ بھی مانا جانے لگا کہ سوئیاں کھوبنے والوں کے پاس ایسی سوئیاں ہوتی تھیں جو اندر سے کھوکھلی ہوتی تھیں اور جسم پر رکھ کر دبانے سے آدھی سوئی اوپر والے کھوکھلے حصے میں چلی جاتی جبکہ تماشائی یہ سمجھتے کہ سوئی جسم میں داخل ہوگئی ہے۔

1664ء میں انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے وچ کرافٹ کے خلاف ایک قانون منظور کیا۔ جب دارالامراء میں اس پر بحث ہوئی تو بارہ بشپوں نے شرکت کی تھی۔ پیورٹن اس امر پر اصرار کرتے رہے کہ جادوگرنیوں کو سزائے موت دیے جانے کا احیاء ہونا چاہیے، تاہم دیگر نے اتفاق نہیں کیا۔ آخر "لانگ پارلیمنٹ" کے تحت تشدد و تعذیب کا ہولناک سلسلہ پھوٹ پڑا۔ زیچری گرے بیان کرتا ہے کہ اس نے اس دور میں موت کی سزا پانے والی تین ہزار جادوگرنیوں کی فہرست دیکھی۔ وچ کرافٹ کا الزام اتنا عام ہوگیا کہ معاشرے کا کوئی طبقہ شک اور الزام سے محفوظ نہ رہا اور ہزاروں عورتوں کو اذیتیں دے دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

کئی ہزار ہلاکتوں کے بعد سرجان ہالٹ نے بدقسمت ملزموں کے خلاف اشتعال اور غیض و غضب کی اس لہر کے آگے بند باندھ دیا۔ انگلینڈ میں اس جرم میں آخری سزا پانے والوں میں ایک عورت اور اس کی بیٹی شامل تھیں۔ بچی کی عمر صرف نو سال تھی۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے اپنی روحیں شیطان کو فروخت کر دی تھیں اور "اپنی جرابوں کو کھینچ کر اور صابن کا جھاگ بنا کر" طوفان لے آئی تھیں۔

اٹھارہویں صدی میں جان ویزلے اور ولیم بلیک سٹون جیسے افراد بھی وچ کرافٹ پر یقین رکھتے تھے۔ آخر 1735ء میں پارلیمنٹ نے وچ کرافٹ کے خلاف قانون کو منسوخ کر دیا، تب کہیں جا کر جادوگرنیوں کا خوف ختم ہوا۔

نے 1233ء میں جاری کیا تھا۔ 1484ء میں پوپ انوسینٹ ہشتم نے وچ کرافٹ اور ہر قسم کی جادوگری پر ممانعت کا مشہور فرمان جاری کیا اور ہولناک ''غیر معمولی عدالتیں'' قائم کرنے کا حکم دیا۔ پوپ کے فرمان میں وچ کرافٹ کو کفر قرار دیا گیا تھا اور اس پر عمل کرنے والوں کو سخت قید اور موت تک کی سزا کا حکم دیا گیا تھا۔ پوپ الیگزینڈر ششم نے وچ کرافٹ کے خلاف فرمان دوبارہ جاری کیا' تاہم اچانک جادوگرنیوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہونے لگا۔ اعتراف کرنے والوں سے چرچ بھرے رہتے اور دوسری طرف جادوگرنیوں کو پکڑ کر تشدد کیا جاتا اور اعتراف کروانے کے بعد زندہ جلا دیا جاتا تھا۔

صرف جنیوا میں 1515ء کے تین ماہ کے دوران 500 جادوگرنیوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ کومو کے پادری نے 1000 جادوگرنیوں کو زندہ جلوایا۔ سورین میں صرف ایک مذہبی محتسب نے 900 جادوگرنیوں کو زندہ جلوایا۔

بادشاہ ایتھیلسٹن کے عہد میں ایک قانون منظور کیا گیا کہ وچ کرافٹ سے ہونے والی موت کی سزا موت ہوگی تاہم اگر نقصان کم ہو تو جادوگرنی کو قید یا جرمانے کی سزا ہوگی۔

انگلینڈ میں ہنری ششم کے عہد میں وچ کرافٹ کے خلاف ایک قانون منظور ہوا جبکہ ہنری ہشتم' الزبتھ اور جیمز اول کے ادوار میں مزید قوانین بنائے گئے۔ جیمز اول نے جادوگرنیوں کو سزائیں دینے میں بڑی سرگرمی دکھائی۔

سکاٹ لینڈ میں وچ کرافٹ بہت عام تھا اور اسی نسبت سے احتساب بھی وسیع پیمانے پر ہوا۔ بادشاہ جیمز ششم نے' انگلینڈ کا جیمز اول بننے سے پہلے' جادوگرنیوں کے خلاف متعدد مقدمات میں فعال حصہ لیا۔ جادوگری کے الزام کا نشانہ بننے والے بدقسمت افراد پر ہولناک تشدد کیا جاتا تھا۔ ان میں سے بعض لوگ اعلیٰ مناصب کے حامل تھے' مثلاً لیڈی فالس اور دیگر' جن کے مقدمات کا احوال پٹ کیئرن نے لکھا ہے۔

مبینہ جادوگرنیوں سے اعتراف کرنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ ان کے جسموں میں سوئیاں کھبوئی جاتی تھیں۔ سکاٹ لینڈ میں یہ عمل عام ہوگیا تھا اور اسے سرانجام دینے والے مردوں کو ''سوئیوں والے'' کہا جاتا تھا۔

سکاٹ جینیٹ پیسٹن آف ڈیلکائتھ کے مقدمے کا حال بیان کرتے ہوئے بتاتا

ہم جادوگر قرار پانے والوں کا احوال پڑھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر افراد پاگل تھے یا مرگی کے مریض تھے یا ایسی ذہنی بیماریوں کا شکار تھے، جن کا اس زمانے میں لوگوں کو پتا نہیں تھا۔

پندرھویں صدی میں اس موضوع پر لکھا جانے لگا کہ شیطانی طاقت یا بری روحوں کا غلبہ حقیقت نہیں ہے۔ اس حوالے سے سب پہلے نائیڈر نے لکھا، جو کہ ایک ڈومینیکن فرائیر تھا۔ وہ 1438ء میں کولمر میں فوت ہوا۔ جان وائیر نے 1563ء میں لکھا کہ شیطان کا اثر محض تصوراتی ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی اس طرف توجہ دینے لگے کہ جن بیماریوں کا سبب بری روحوں کو قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے اسباب قدرتی ہوتے ہیں اور بوکے نے اعلان کیا کہ فزیشن ایسی بیماریوں کا علاج کر سکتے ہیں۔ شینک نے ڈراؤ نے خوابوں پر تحقیق کی اور لکھا کہ یہ محض ریح کے اثرات سے نظر آتے ہیں۔ اس نے بری روحوں کے قبضے میں آئے ہوئے لوگوں کو بیمار قرار دیا۔ اس نے کہا کہ چرچ میں عبادت کرنے اور فزیشن سے علاج کروانے سے وہ لوگ صحت یاب ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک جادوگر ہونے کا اعتراف کرنے والے لوگوں کا تعلق ہے تو انہوں نے خوفناک تشدد سے بچنے کے لیے ایسے اعتراف کیے تھے۔ تاہم سولہویں صدی کیے اواخر میں مرگی اور ہپوکونڈریا جیسی بیماریوں کو دریافت کرنے والے افراد فرنیلیئس اور ایمبروز پیرے بھی یہ مانتے تھے کہ بری روحیں انسانی جسم میں داخل ہو کر پاگل پن سے ملتی جلتی کیفیت پیدا کر سکتی ہیں۔

شارکوٹ نے ہپناٹزم کے تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ ہسٹریا کے مریض پر ہپناٹزم کر دیا جائے تو اس کی شریانیں اتنی سخت ہو جاتی ہیں کہ سوئی کھبونے پر خون نہیں بہتا۔

پس جدید سائنس کے روشنی نے ان توہمات کو ختم کر دیا ہے جو ماضی میں عام تھے۔

جادوگرنیاں کئی قسم کے مرہم اور تیل بنایا اور استعمال کرتی تھیں۔ ان اشیاء کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ یہ انہیں ہوا میں اڑنے اور روحوں کو دیکھنے کے قابل بناتی اور دیگر پراسرار اثرات پیدا کرتی ہیں۔ ان مرہموں کی تیاری اور اجزا خفیہ رکھے جاتے تھے۔ تاہم مختلف مخطوطوں میں ہم نے متعدد ایسے نسخے اور ترکیبیں ڈھونڈی ہیں، جو کہ سولہویں صدی میں استعمال کی جاتی رہی ہیں۔

بیپٹسٹام پورٹا نے سولہویں صدی میں اٹلی میں استعمال ہونے والے ایک مرہم کا نسخہ مہیا کیا ہے۔ یہ مرہم ایکونائٹ زہریلے پودے کو سفیدے کے پتوں کے ساتھ ابال کر اور

1735ء کے وچ کرافٹ ایکٹ (جارج دوم) میں، جو کہ آج بھی نافذ ہے، کہا گیا ہے کہ ''وچ کرافٹ' جادوگری اور شعبدہ بازی پر کسی کو سزا نہیں دی جائے گی، تاہم اگر کوئی شخص یہ ''دکھاوا'' کرتے ہوئے پایا گیا کہ وہ جادوگر ہے یا کھوئی ہوئی چیزوں اور قسمت کا حال بتا سکتا ہے تو اسے ایک سال کے لیے قید کر دیا جائے گا، اور اس دوران ہر تین ماہ بعد اسے لکڑی کے شکنجے میں کسا جائے گا۔''

روحوں کے قابض ہو جانے کے معاملے پر کافی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اس عقیدے کا ماخذ قدیم مہذب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بری روحیں انسان کے جسم میں داخل ہو سکتی ہیں اور اسے بیمار کر سکتی ہیں نیز وہ اس وقت تک انسانی جسم کے اندر رہتی ہیں جب تک منتر پڑھ کر انہیں نہ نکالا جائے۔

بائبل کے مطابق بعض اوقات بری روحیں دکھائی دیتی ہیں اور بعض اوقات دکھائی نہیں دیتیں۔ ان گنت تصویروں میں دکھایا گیا ہے کہ سینٹ لوگوں میں سے بری روحوں کو نکال رہے ہیں۔ ایسی تصویروں میں بری روح یا شیطان کو سینگوں اور کانٹے دار دم والا دکھایا گیا ہے۔

ایک بشپ بری روح نکال رہا ہے

تھے۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ آنکھوں کو صاف اور بینائی کو تیز کرتا ہے۔ یہ آنکھوں کی بیماریوں کے خلاف ایک معروف گھریلو ٹوٹکا تھا۔

شیطان کی پوجا

سولہویں صدی میں ہونے والی شیطان کی پوجا کے حوالے سے بیشمار انوکھی کہانیاں لکھی گئی ہیں اور اگرچہ ان میں سے اکثر جھوٹی ہیں تاہم آج تک موجود تاریخی ریکارڈز سے پتا چلتا ہے کہ نہ صرف اس زمانے میں یہ گھناؤنی رسومات ادا کی جاتی تھیں بلکہ بعد کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا تھا۔

ان غلیظ تقریبات میں چرچ سے نکالے ہوئے پادری حصہ لیا کرتے تھے۔ یہ پادری شیطان کے پجاری بن جاتے تھے اور اپنے مفاد کے لیے ہر گندے سے گندا عمل کرنے پر تیار ہوتے تھے۔

1593ء میں بارڈ ینگس کی پارلیمنٹ نے پیئر اومنیٹ کو زندہ جلانے کا حکم دیا۔ اس شخص نے اعتراف کیا تھا کہ وہ بیس سال سے جادوگرنیوں کی تقریبات میں شیطان کی پوجا کر رہا ہے۔ 1597ء میں ژاں بیلون کو عشائے ربانی کی توہین کرنے اور شیطان کی پوجا کی تقریبات منعقد کرنے کے الزام میں زندہ جلا دیا گیا۔ 1609ء میں شیطان کی پوجا کرنے کے الزام میں متعدد دوسرے پادریوں کو گرفتار کیا گیا۔

سترہویں صدی کے تقریباً وسط میں لووائیلو کے گرجا گھر موسوم بہ سینٹ لوئی اور سینٹ الزبتھ سے وابستہ نن میڈیلین بیونٹ نے اپنا اعتراف سننے والے پادری کی ہدایت پر شیطان کی پوجا کی عیسائیت کی توہین سے معمور تقریبات کا احوال لکھا۔ اس میں اس نے بتایا کہ اس نے بھی یسوعؑ کی توہین کی اور مقدس روٹی کو پیروں تلے روندا تھا۔ 1647ء میں اس معاملے میں ملوث ایک پادری کو زندہ جلا دیا گیا۔

شہنشاہ لوئی XIV کے دور میں جادوگری پورے فرانس میں پھیل گئی۔ پیرس میں تو جادوگری کسی متعدی مرض کی طرح عام ہو گئی تھی اور اونچے طبقے سے لے کر عوام الناس تک ہر کوئی جادوگروں کی باطنی قوتوں پر یقین کرنے لگا تھا۔ جادوگروں کی بہتات ہو گئی اور حد تو یہ ہے کہ ملک کی بعض اعلیٰ حیثیت والی شخصیات نے اپنے ناپسندیدہ رشتہ داروں کو ہلاک کروانے یا کسی کی محبت حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمات حاصل کیں۔ اس وقت کی

اس میں کالک اور انسانی چربی ملا کر تیار کیا جاتا تھا۔ اس مرہم کا اہم جز ایکونائٹ ہوتا تھا، جو اٹلی میں عام پایا جاتا تھا۔ یہ بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اس میں موجود زہر ایکونائٹسین اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ اس کی معمولی سی مقدار بھی فوری موت کا باعث بن جاتی ہے۔ جب ایکونائٹ سے جسم پر مالش کی جائے تو یہ پہلے جسم میں سنسنی پیدا کرتا ہے اور پھر بے حس کر دیتا ہے۔ کالک کو محض مرہم کو رنگ دینے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، جبکہ چکنائی مرہم بنانے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

ایک اور مرہم بھی متعدد زہریلی جڑی بوٹیوں کو تیل میں ابال کر اور پھر اس میں افیون اور چمگادڑوں کا خون ملا کر تیار کیا جاتا تھا۔ اس میں شامل بیلاڈونا بہت زیادہ نشہ آور شے ہے۔ یہ ایک طاقتور زہر ہے اور اگر کھا لیا جائے تو خفقان پیدا کرتا ہے۔ اس کا مؤثر جز ایٹروپائن آنکھوں پر اثرانداز ہوتا ہے۔ افیون حواس کو مختل کر دیتی ہے اور انسان کو واہمے دکھائی دینے لگتے ہیں، آخر میں استعمال کنندہ سو جاتا ہے۔ چمگادڑوں کا خون بلاشبہ پراسراریت پیدا کرنے کے ڈالا جاتا تھا۔

ایک اور مرہم ایکونائٹ، بیلاڈونا، اجوائن خراسانی، ایک زہریلی بوٹی دھتورے اور بچے کی چربی کو ملا کر تیار کیا جاتا تھا۔ دھتورا نہایت زہریلی بوٹی ہے۔ اگر اسے کھا لیا جائے تو خفقان پیدا کرتی ہے۔ اس میں کونین نامی الکلائیڈ پایا جاتا ہے، جو کہ اعضا کو سن کر دیتا ہے۔

اس امر میں بہت کم شبہ پایا جاتا ہے کہ جادوگر اور جادوگرنیاں ان جڑی بوٹیوں کے خواص اور اثرات سے آگاہ تھے۔ وہ اپنی تقریبات میں انہیں آگ میں جلا کر نشہ آور دھواں بھی پیدا کرتے تھے۔

جادوگرنیاں جادو کرنے اور واہمے دکھانے کے لیے بھی مرہم استعمال کرتی تھیں۔

"روحیں دکھانے والا مرہم

نیل کے پتے کا زرد پانی، چیونٹی کے انڈے اور سفید مرغی کی چربی کو ملاؤ اور اس مرکب کو اپنی آنکھوں پر ملو۔ تمہیں روحیں نظر آنے لگیں گی۔"

اینگلوسیکسن بھی نیل کے پتے کو پانی میں ملا کر آنکھوں کے لیے استعمال کرتے

ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پوجا کسی ایسے برباد اور ویران چرچ میں کی جاتی تھی جہاں الو بولتے ہوں، چمگادڑیں پھڑ پھڑاتی ہوں اور مینڈک ٹراتے ہوں۔

پادری رات کے وقت آتا اور گیارہ بجے پوجا شروع ہوتی جو کہ نصف شب کو اختتام پذیر ہوتی۔ وہ شراب تو نہیں مگر ایسے کنویں کا پانی پیتا جس میں ایک غیر بپتسمہ یافتہ بچے کو ڈبویا گیا ہوتا تھا۔ وہ اپنے بائیں پاؤں سے زمین پر صلیب کا نشان بناتا اور بہت سے ایسے کام کرتا جنہیں دیکھ کر کوئی عیسائی اپنی آنکھیں پھوڑ لے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ اس دوران وہ شخص، جس کے لیے یہ رسمیں ادا کی جاری ہوتی تھیں، آہستہ آہستہ موت کے گھاٹ اتر رہا ہوتا ہے اور کسی کو سمجھ نہیں آتی کہ اسے کیا ہو رہا ہے۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر میں لمبرگ میں "بکرے" کہلانے والوں کی ایک تنظیم رونما ہوئی۔ اس تنظیم کے ارکان ایک خفیہ معبد میں رات کے وقت اکٹھے ہوتے تھے۔ یہاں وہ جہنمی رسومات ادا کرتے اور شیطان کے قصیدے گاتے۔ اس دوران وہ اپنے چہروں پر بکروں کے چہروں جیسے نقاب چڑھائے رکھتے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ 1772ء اور 1774ء کے دوران ٹریبول آف فوقیمونٹ نے اس قسم کے چارسو افراد کو پھانسیوں پر چڑھوایا۔ تاہم پوری تنظیم کا خاتمہ 1780ء میں ہوا۔

سب سے نمایاں جادوگرنی لاوائزن (کیتھرائن ڈیسیز) تھی۔ اس سے اس زمانے کی کئی پراسرار اموات منسوب تھیں۔ اس کے جرائم کی ساتھی بدنام زمانہ ایبے گیو برگ تھی۔ وہ جن مکانوں میں اپنی مکروہ کارروائیاں کرتی تھیں، ان میں شیطان کی پوجا کی تقریبات بھی منعقد کی جاتی تھیں۔

کہا جاتا ہے، اور شاید سچ کہا جاتا ہے، کہ شیطان کی پوجا کی تقریبات میں ننھے بچوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ سینٹ یوسٹاک چرچ کے پادری لیمکنن کو اس الزام میں موت کی سزا دی گئی تھی کہ وہ شیطان کو ننھے بچوں کی بھینٹ دیا کرتا تھا۔

اٹھارہویں صدی میں بھی یہ شیطانی سرگرمیاں جاری رہیں اور 1793ء میں شہنشاہ لوئی XVI کے قتل کے بعد والی رات شیطان پرست اکٹھے ہوئے اور انہوں نے شیطان کی پوجا کی۔

شیطان کی پوجا کی تقریبات میں ادا کی جانے والی توہین آمیز رسومات کے حوالے سے کئی بیانات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ایک بیان کے مطابق قربان گاہ کو لینن کے تین کپڑوں سے ڈھانپا جاتا تھا اور اس پر چھ سیاہ شمعیں رکھی جاتی تھیں۔ درمیان میں الٹی صلیب یا شیطان کی شبیہ ہوتی تھی۔ عبادت کی کتاب غیر بپتسمہ یافتہ بچے کی کھال میں بندھی ہوتی تھی۔ قبائیں سیاہ رنگ کی پہنی جاتی تھیں۔ پھولوں پر ایک سیاہ برش کے ذریعے گندا پانی چھڑکا جاتا تھا یا اس مقصد کے لیے شراب استعمال کی جاتی تھی۔ پادری اپنے بائیں ہاتھ میں الٹی صلیب تھامے ہوتا تھا۔ پھر جس بچے کی بھینٹ دینا ہوتی تھی اسے سٹیج پر لایا جاتا اور حاضرین گھناؤنی چیخوں اور مجنونانہ نعروں سے اس کا استقبال کرتے۔

کہا جاتا ہے کہ روٹی بعض اوقات کالی اور گول ہوتی تھی، جس پر خوفناک ڈیزائن بنے ہوتے تھے یا پھر خون سے لتھڑی ہوئی اور سرخ ہوتی تھی۔ بعض اوقات یہ روٹیاں کالی اور تکونی ہوتی تھیں۔

بھینٹ چڑھنے والے کے جسم میں پادری سب سے پہلے خنجر گھونپتا تھا۔ اس کے بعد اسے زمین پر گرا دیا جاتا اور پیروں تلے روندا جاتا تھا۔ آخر میں تقریب کے تمام شرکاء فحش رقص کرتے تھے۔

میکسیکو میں اسی طرح کی رسوم سینٹ سکیئر کی پوجا کے نام سے ادا کی جاتی تھیں۔ میکسکن کسانوں کا عقیدہ تھا کہ پادری ان کے ذریعے برے انسانوں سے انتقام لیتے

مقصد کے لیے جانوروں کی آنتوں کا معائنہ بھی کیا جاتا تھا۔ ایٹروسکن اور رومن بھی اسی طریقے سے مستقبل بینی کرتے تھے۔

رومن مستقبل بین افسروں کے ذمے چار کام ہوتے تھے: قربان کیے گئے جانور کا بیرونی معائنہ، آنتوں کا معائنہ، قربانی کے جلنے کے دوران شعلے کا معائنہ اور چڑھاوے میں دیے گئے گوشت اور مشروب کا معائنہ۔

دل تنگ ہونے کو ایک ہلاکت انگیز علامت تصور کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس دن سیزر قتل ہوا اس دن قربان کیے گئے دو بیلوں کے دل تنگ نکلے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ انتڑیوں سے مستقبل بینی کی روایت کا آغاز قدیم غیر مہذب انسان کے اس عمل سے ہوا تھا کہ وہ کہیں قیام کرنے سے پہلے وہاں پڑے ہوئے جانوروں کی آنتوں کا معائنہ کر کے ماحول کا اندازہ کیا کرتا تھا۔ مستقبل بینی کا ایک اور طریقہ یہ تھا کہ بھیڑ کے شانے کی ہڈی کو دھوپ میں سکھا کر اس پر پڑنے والی لکیروں اور نقطوں کا معائنہ کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ طریقہ ترکستان میں آج بھی رائج ہے۔

عربوں میں تیروں کے ذریعے مستقبل بینی کی جاتی تھی۔ اس مقصد کے لیے تین تیر استعمال کیے جاتے تھے۔ ایک تیر پر لکھا ہوتا کہ ''دیوتا اجازت دیتا ہے۔'' دوسرے تیر پر لکھا ہوتا ''دیوتا اجازت نہیں دیتا۔'' تیسرے تیر پر کچھ نہیں لکھا ہوتا تھا۔ اگر پہلا تیر سامنے آتا تو اسے کام کرنے کی اجازت سمجھا جاتا تھا۔ دوسرا تیر سامنے آتا تو کام کرنے سے روکا جانا تصور ہوتا تھا۔ تیسرا تیر سامنے آتا تو وہ تیروں کو دوبارہ ملاتے اور پھر سے ایک ایک کر کے اٹھاتے تھے تاوقتیکہ فیصلہ کن جواب حاصل نہ ہو جائے۔

مستقبل بینی کا ایک اور طریقہ پانسہ پھینکنا ہوتا تھا۔ قدیم زمانے میں مشرق کے لوگ مجرموں کو پکڑنے کے لیے یہ طریقہ استعمال کرتے تھے۔ اس طریقے پر عمل کے انداز مختلف ہوتے تھے۔ سب سے عمومی انداز یہ تھا کہ کنکروں یا لکڑی کے ٹکڑوں پر خاص نشانات لگا کر انہیں کسی برتن میں ڈال دیا جاتا۔ پھر کوئی اس میں سے کنکر نکالتا۔ جو نشان نکلتا اس کے مطابق مستقبل کے حالات کا اندازہ لگایا جاتا اور اسے درست مانا جاتا تھا۔ دوسرا انداز یہ تھا کہ لکڑی یا چمڑے کے ٹکڑوں پر مختلف لفظ لکھ کر ایک ڈبے میں ڈال دیا جاتا اور خوب ہلا کر زمین پر الٹ دیا جاتا۔ اتفاقاً جو جملہ بن جاتا اس سے شگون لے لیا جاتا تھا۔ کسی کتاب کو کھول کر سامنے آنے والے متن سے مستقبل کا حال جاننے کا بھی ایک طریقہ رائج رہا ہے۔

یارہواں باب

مستقبل بینی

انسان قدیم زمانوں سے مستقبل بینی پر کار بند رہا ہے۔ اس کے لیے بہت سے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جنہیں فطری اور مصنوعی کے دو زمروں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ میکینن رالنسن کہتا ہے کہ سلاخوں کے ذریعے مستقبل کا حال بتانا خالصتاً سکتھین اس پ روایت ہے۔ ہیروڈوٹس یہ طریقہ بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یورپ میں چھڑیوں کے ذریعے مستقبل کا حال عمل کرتے تھے۔

وہ کہتا ہے کہ ”سکتھیا ایسے لوگ ہیں جو کہ مستقبل کا حال بتانے والا بتاتے ہیں۔ یہ چھڑیاں کافی تعداد میں زمین پر بکھیر دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد انہیں اکٹھا باندھ دیتا ہے۔ پھر منتر پڑھتے ہوئے ایک ایک چھڑی کو رکھتا ہے۔ منتر پڑھتے ہوئے دوبارہ ایک ایک چھڑی کو اٹھا کر گٹھا بناتا ہے۔“

ایسا لگتا ہے ان کا عقیدہ تھا کہ ان چھڑیوں میں کوئی جادوئی قوت ہوتی ہے۔ یہ چھڑیاں بعض اوقات بید کی ہوتیں اور بعض اوقات تمارسک کی ہوتی تھیں۔ ان کی تعداد تین سے پانچ یا سات سے نو تک ہوتی تھی۔

ہوسیا پیشگو کہتا ہے کہ میرے سردار نے مجھ سے مشورہ کیا اور میری چھڑیوں نے درست رہنمائی کی۔

مغربی ایشیا کے لوگ 700 قبل از مسیح میں مستقبل بینی کیا کرتے تھے۔ انجیل میں بھی مستقبل بینی کا حوالہ دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس مقصد کے لیے تیر استعمال کیے جاتے تھے۔ بابل کا بادشاہ ایک چوک میں کھڑا ہو کر مستقبل بینی کرتا تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ تیر استعمال کرتا تھا۔ بابل کے لوگ 1500 قبل از مسیح میں مستقبل بینی کرتے تھے اور اس

بلوریں پیالے، قیمتی جواہر یا آئینے کے ذریعے مستقبل کا حال بتانے کا رواج بھی قدیم زمانوں سے چلا آرہا ہے۔ اس مقصد کے لیے فیروزہ عموی طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ آئینہ بین شخص دیر تک آئینے کی طرف دیکھتا رہتا اور پھر اعلان کرتا کہ اسے مستقبل کے واقعات نظر آرہے ہیں۔ وہ روحوں یا تحریر کے دکھائی دینے کا بھی اعلان کرتا جو کہ اس کے بقول اسے مستقبل سے آگاہ کررہی ہوتی تھیں۔ آبری کہتا ہے کہ پیشگوئی کرنے والے اس عمل سے پہلے کافی جنتر منتر پڑھا کرتے تھے۔ سائمن فورمین 1585ء کے ایک مخطوطے میں لکھتا ہے کہ اسے اس وقت وینس میں انگلینڈ کے سفیر ارل آف ڈینگ نے بڑے یقین کے ساتھ بتایا تھا کہ ایک شخص نے اسے تین مرتبہ ایک آئینے میں ماضی اور مستقبل کے واقعات دکھائے تھے۔ جب سرمار ماڈیوک لینگڈیل اٹلی میں تھا، تو وہ ایسے ہی ایک جادوگر سے ملا تھا۔ جادوگر نے اسے ایک آئینہ میں دکھایا کہ وہ ایک صلیب کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا ہوا ہے۔ وہ اس زمانے میں پروٹسٹنٹ تھا اور بعد میں کیتھولک ہوگیا۔ اس نے ایک مقدس فیروزے کا دلچسپ احوال لکھا ہے، جو کہ سرایڈورڈ ہارلے آف باتھ کی ملکیت میں تھا۔ ایڈورڈ ہارلے نے اس مقدس فیروزے کو بریمپٹن برائن، ہیرفورڈ شائر میں ایک الماری میں رکھا ہوا تھا۔ یہ مقدس فیروزہ اس کے پاس نارفوک سے آیا تھا۔ وہاں یہ ایک وزیر کی ملکیت میں تھا، بعدازاں یہ ایک چکی والے کے قبضے میں چلا گیا۔ دونوں نے اس سے زبردست کام لیے۔ وہ فیروزہ تقریباً ایک انچ قطر کا تھا۔ انہیں اس میں تحریریں یا بوٹیاں دکھائی دیتی تھیں۔ اس فیروزے کو ایک انگوٹھی میں جڑوا لیا گیا تھا۔ اس فیروزے کے چار کونوں میں چار فرشتوں یورائیل (Uriel)' رافائیل (Raphael)' میکائیل (Michael) اور گیبرائیل (Gabriel) کے نام کندہ تھے۔ اوپر کی طرف ایک صلیب بنی ہوئی تھی۔

لوگ آج بھی آئینہ بینی میں یقین رکھتے ہیں اور موجودہ زمانے کے وہ لوگ جو قسمت کا حال بتانے کا دھندہ کرتے ہیں آئینوں یا بلوریں پیالوں کے ذریعے لوگوں کی قسمتوں کا حال بتاتے ہیں۔

آب بینی بھی مستقبل اور قسمت کا حال بتانے کا ایک طریقہ رہی ہے اور کسی خاموش تالاب یا آئینے کے ذریعے اس پر عمل کیا جاتا تھا۔ وچ کرافٹ کی کہانیوں میں اندھیری جھیلوں اور چٹانی تالابوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اور ان کو مذکورہ بالا عمل سے مربوط دکھایا گیا ہے۔

ابتدائی زمانوں میں عیسائی بائبل کو اس مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ خانہ جنگی چھڑنے کے بعد بادشاہ چارلس اول اور لارڈ نارفوک نے اس طریقے کو آزمایا تھا۔ بادشاہ نے بائبل کھولی تشدد آمیز موت کی پیشگوئی نکلی۔ لارڈ نے بائبل کھولی تو ایک نوحہ سامنے آیا۔

عدالتی عمل میں غیب گوئی سے استفادے کے حوالے سے 1382ء میں لندن کے دو مقدمات کا ریکارڈ ملتا ہے۔ ایک مقدمے کا تعلق سائمن گارڈیز سے تھا، جس کا شراب کا بڑا پیالہ گم ہو گیا تھا۔ اس نے ہنری پاٹ نامی ایک جرمن کو اس کا سراغ لگانے کا کہا۔ پاٹ نے مٹی کے 32 گولوں کو استعمال کیا اور ان پر جنتر منتر پڑھ کر حساب لگایا۔ اس نے بتایا کہ نکولس فریمن نامی آدمی اور اس کی بیوی کرسٹین چور ہیں۔

دوسرے مقدمے میں ماڈ آف آئی کا شراب کا بڑا پیالہ چوری ہو گیا تھا۔ اس نے چور کو پکڑنے کے لیے رابرٹ بیئرولف کی خدمات حاصل کیں۔ رابرٹ نے ایک ڈبل روٹی لی اور اس کے وسط میں لکڑی کی ایک میخ ٹھونک دی۔ اس کے بعد اس نے صلیب کی شکل میں چار چاقو ڈبل روٹی میں گاڑ دیئے۔ اس کے بعد اس نے ''آرٹ میجک'' کے کچھ منتر پڑھے اور بتایا کہ چوری جوآن وولزے نامی شخص نے کی ہے۔ تاہم ایسا لگتا ہے کہ رابرٹ بیئرولف کی فریب کاری کا راز فاش ہو گیا تھا کیونکہ ریکارڈ سے پتا چلتا ہے کہ اس کے گلے میں ڈبل روٹی ڈال کر قید کر دیا گیا تھا۔

1382ء کے ایک دلچسپ معاملے کا ریکارڈ ملا ہے، جس کے مطابق مسٹریس ایلس ٹرگ کا قیمتی رومال گم ہو گیا۔ اسے شبہ تھا کہ ایلس بینتھم نے رومال چرایا ہے۔ ایلس ٹرگ اس کی قریبی سہیلی تھی۔ وہ ایک جادوگر ولیم نارتھمپٹن سے ملی اور اسے ایلس ٹرگ کے خفیہ معاملات سے آگاہ کر دیا۔ اس کے بعد ولیم ایلس ٹرگ سے ملا اور اپنا تعارف ایک جادوگر کی حیثیت سے کروا کر اس نے ایلس ٹرگ کے خفیہ معاملات اس کے سامنے دہرائے۔ وہ بہت متاثر ہوئی اور بولی کہ ولیم اس کے رومال کے چور کا پتا لگائے۔ اس نے جھوٹ موٹ حساب کتاب لگایا، جنتر منتر پڑھے اور بتایا کہ ایلس بینتھم چور نہیں ہے بلکہ کسی اور نے رومال چرایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پیشگوئی کی کہ ایلس ٹرگ ایک ماہ کے اندر اندر ڈوب کر مر جائے گی۔ وہ بیچاری بہت خوفزدہ ہو گئی۔ تاہم وہ یہ دیکھنے کے لیے زندہ رہی کہ ولیم کو دھوکا دہی کے الزام میں حوالہ زنداں کر دیا گیا۔

جاتا تو اس سے تباہی بربادی مراد لی جاتی تھی۔

پیالی میں قسمت دیکھنے کا طریقہ بھی بہت پرانا ہے۔ ''یوسف کی مستقبل بتانے والی پیالی'' بہت قدیم زمانے میں مصر میں استعمال کی جاتی تھی۔ فارس اور مشرق کے بیشتر شہنشاہ مستقبل کا حال جاننے کے لیے اپنے پاس ایسے ہی پیالے رکھا کرتے تھے اور انہیں بہت قیمتی تصور کیا جاتا تھا۔

قدیم زمانوں میں مرغ کے ذریعے بھی مستقبل کا احوال دریافت کیا جاتا تھا۔ اس طریقے میں ایک سفید مرغ کو زمین پر بنائے گئے ایک ایسے دائرے میں کھڑا کیا جاتا تھا' جس میں ابجد کے حروف کے برابر خانے بنے ہوتے تھے۔ ہر خانے میں گندم کا ایک دانہ رکھ دیا جاتا تھا۔ مرغ جتنے خانوں کے دانے چگتا ان خانوں میں درج حرفوں کو ترتیب دے کر مستقبل کا حال قیاس کرلیا جاتا تھا۔

خوابوں کی تعبیر کا رواج بھی بہت قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ پوپ گریگوری نے اس پر پابندی لگا دی تھی۔ تاہم پابندی کے باوجود خوابوں کی تعبیر بتانے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ آرنلڈ ڈی ویلنو نے تیرہویں صدی میں خوابوں کی تعبیر کے موضوع پر کتاب لکھی تھی اور اس کے لیے ایک نظام ترتیب دیا تھا۔ اس کتاب میں درج ہے کہ ''جو شخص خواب میں اپنے بالوں کو گھنا اور گھنگھریالا دیکھے گا' وہ جلد دولت مند ہو جائے گا۔ اگر بالوں میں کوئی خرابی نظر آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ کوئی برا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اگر بے موسم کے پھولوں کا گلدستہ خواب میں نظر آئے تو اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ کوئی برا واقعہ پیش آنے والا ہے۔''

خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے ایک طریقہ یہ بھی مروج ہے کہ جو کچھ خواب میں نظر آئے اس کے برعکس واقعہ رونما ہوگا۔ چنانچہ شادی کا مطلب موت لیا جاتا ہے۔ پرانے ادیبوں کی کتابوں سے پتا چلتا ہے کہ ازمنہ وسطیٰ میں شاید ہی کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہو جس کا خوابوں میں اشارہ نہ آیا ہو۔

جس دن فرانس کے بادشاہ ہنری دوم کو ایک ٹورنامنٹ کے دوران خنجر گھونپا گیا' اس رات کیتھرائن ڈی میڈیسی نے خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنی ایک آنکھ کھو چکا ہے۔ ہنری سوم پر قاتلانہ حملہ ہونے سے تین رات پہلے اس نے خواب دیکھا تھا کہ شاہی تاج خون سے لتھڑا ہوا ہے اور درویش اور پست لوگ اسے لتاڑ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہنری چہارم نے

جادوگر آب بین گھٹنوں کے بل جھک کر بہت دیر تک پانی کو تکتا رہتا تھا اور پانی سے ہونے والے انکشافات کے لیے منتظر رہتا تھا۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو ان کی قسمتوں اور ماضی حال کے واقعات سے آگاہ کر دیتا۔ ہندو اور عرب اس سلسلے میں روشنائی کو استعمال کرتے تھے۔ وہ ہتھیلی پر یا پیالی میں تھوڑی سی روشنائی انڈیل دیتے اور قسمتوں کا حال بتاتے۔ بعض جادوگر اس مقصد کے لیے سیاہ آئینہ استعمال کرتے تھے۔

قسمتوں کا حال بتانے کے لیے علم الاعداد بھی رائج رہا ہے، جس کا نجوم کے علم سے گہرا تعلق تھا۔ اس مقصد کے لیے قدیم زمانے میں زمین پر کنکروں کو ترتیب دے کر استعمال کیا جاتا تھا۔ عرب سورج یا زمینی حرکات کے نتیجے میں زمین کی سطح پر نمودار ہونے والی دراڑوں کو استعمال کیا کرتے تھے۔

سنگ بینی مستقبل گوئی کا ایک ایسا طریقہ تھا جس میں خاص قسم کے پتھر استعمال کیے جاتے تھے۔ ان پتھروں کے حوالے سے یقین کیا جاتا تھا کہ ان پر ایک روح کا اثر ہے اور یہ غیر معمولی خواص کے حامل ہیں۔ جادوگر کسی ایک پتھر کو آنکھ کے قریب لا کر غور سے دیکھتے اور مستقبل کا حال بیان کیا کرتے تھے۔

چھلوں کے ذریعے بھی مستقبل کا حال بیان کیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے سونے کے چھلے کو دھاگے سے یا بال میں باندھ کر شیشے کے مرتبان میں لٹکایا جاتا اور ہاتھ کی غیر ارادی حرکت سے اسے مرتبان کی دیواروں سے ٹکرانے دیا جاتا۔ اگر چھلا ایک دفعہ ٹکراتا تو مراد ''ہاں'' لی جاتی اور اگر دو مرتبہ ٹکراتا تو مراد ''نہیں'' لی جاتی تھی۔ چھلے کے ذریعے مستقبل بینی کا ایک اور قدیم طریقہ یہ تھا کہ اسے ایک ایسی میز پر لٹکایا جاتا، جس کے کنارے پر ابجد کے حروف لکھے ہوتے تھے۔ دھاگے کو ہلایا جاتا اور چھلا ان حروف پر جھولنے لگتا، چھلا جن حروف پر ٹھہرتا ان سے مستقبل کا حال قیاس کر لیا جاتا۔

آگ کے ذریعے بھی مستقبل کا حال بیان کیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے آگ بھڑکائی جاتی۔ اگر ایندھن تیزی سے جلتا، شعلے صاف اور سیاہ کی بجائے سرخ ہوتے تو اسے اچھا اشارہ تسلیم کیا جاتا اور اگر آگ تیزی سے نہ جلتی یا ہوا اسے جلنے نہ دیتی تو اسے برا اشارہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ قدیم لوگ اس مقصد کے لیے مشعلیں استعمال کرتے تھے۔ اگر مشعل کا شعلہ ایک ہوتا تو اسے اچھا شگون تصور کیا جاتا اور اگر شعلہ منقسم ہو جاتا تو اسے برا شگون مانا جاتا۔ اگر شعلہ مدہم ہو جاتا تو اس سے بیماری یا موت مراد لی جاتی اور اگر شعلہ اچانک بجھ

لکھے گئے مخطوطوں میں درج ہیں۔ ان مخطوطوں میں مستقبل بینی سے پہلے انجام دی جانے والی رسومات کی بھی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔

سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں درج ذیل طریقہ درج کیا گیا ہے:

''ایک صاف شفاف اور بغیر خراش والا آئینہ یا پتھر لو۔ پتھر پر لازماً زیتون کا تیل اچھی طرح ملو۔ اس کے بعد خداوند کے سامنے لازماً اعتراف کرو، بائبل کی آیات پڑھو پھر اپنی کتاب اور پتھر کو تیل سے پاک کرو اور پیٹر نوسٹر' ایو ماریا کا نام لو پھر کبو ڈومینس ووبسکم سپرٹو' ابراہیم کے خدا' اسحاق کے خدا' یعقوب کے خدا' الیاس کے خدا' فرشتوں کے خدا' پیغمبروں کے خدا' شہیدوں کے خدا' اعتراف کرنے والوں کے خدا' کنواریوں کے خدا' سب نیک لوگوں کے خدا میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس کتاب اور پتھر کو پاک کردے۔''

جادوگر کا بیلچہ اور بلوریں گوب
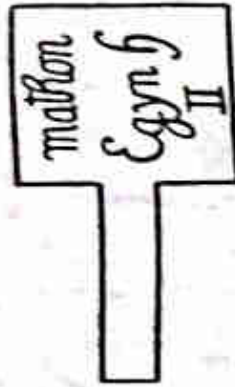
ایک اور مخطوطے میں پیٹر سمارٹ ایم۔ اے آف لندن کا تحریر کردہ درج ذیل طریقہ ملا ہے:

''جس پتھر میں افلاکی قوتیں دکھائی دیتی ہوں اسے دائروی صورت میں ہونا چاہیے یا پھر ایسا آئینہ ہو' جو بالکل صاف شفاف اور ایک چوکھٹے میں جڑا ہوا ہو۔

اسے میز پر رکھ کر دائیں بائیں شمعیں جلانا ضروری ہے۔ جس وقت روح نمودار ہوتی ہے آئینہ یا پتھر دھندلا ہو جاتا ہے یا اس پر کوئی رنگ پھیل جاتا ہے۔

اچھی یا بری دونوں طرح کی روحیں نمودار ہو سکتی ہیں۔ اچھی روحیں روشنی کی باوقار قوتیں ہوتی ہیں' جو بہت خوبصورت' جوان' مسکراتی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کے بال سونے کے

قتل سے قبل رات کو اپنی ملکہ میری ڈی میڈیسی کو نیند سے جاگ کر یہ کہتے سنا تھا: ''خواب مگر جھوٹا!'' اور جب اس نے پوچھا کہ اس نے کیا خواب دیکھا ہے تو اس نے جواب دیا ''میں نے دیکھا کہ تمہیں لعل لوور کی سیڑھیوں پر خنجر گھونپ دیا گیا ہے۔''

''خداوند تیرا شکر ہے کہ یہ ایک خواب ہی ہے۔'' بادشاہ بے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ہوئے کہا تھا۔

☆☆☆

عکس دکھانے والی کسی شے کو دیکھ کر مستقبل کا حال بیان کرنے کے طریقے کا آغاز شاید کسی خاموش جھیل یا تالاب کی گہرائیوں میں جھانکنے سے ہوا ہو۔ چینیوں نے بہت قدیم زمانے میں انتہائی صیقل شدہ دھاتوں کے آئینوں کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ یونان کے لوگ مستقبل بینی کے لیے کانسی کے آئینے استعمال کرتے تھے۔
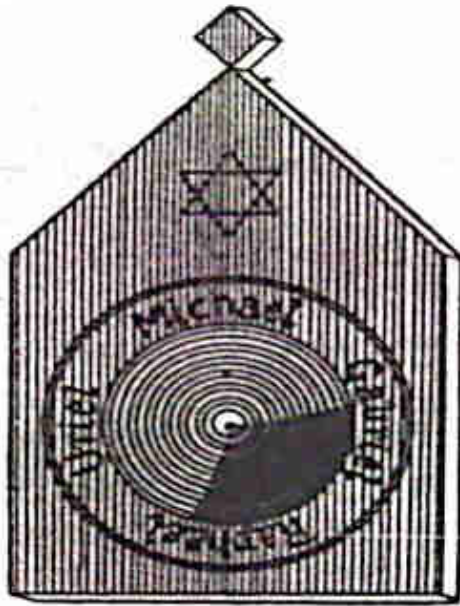
مستقبل بینی کے لیے استعمال ہونے والا سونے کے فریم میں جڑا ہوا آئینہ۔

بلور کے پیالے یا پتھر بعدازاں کہیں پندرہویں صدی میں جا کر استعمال میں آنا شروع ہوئے تھے۔ اس زمانے میں انگلینڈ میں لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ روحوں کو بلایا اور پتھر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ پتھر کے ذریعے مستقبل بینی کے بہت سے مختلف طریقے جادو پر

احکامات کی نافرمانی نہیں کرو گی۔ جب تک میں نہ کہوں تم اس جگہ
موجود رہنا۔ تم اس وقت تک موجود رہنا جب تک میرے سارے
احکامات نہ بجالاؤ۔"

سولہویں صدی میں آئینوں کے ذریعے مستقبل بینی کرنے والوں کو Skryer کہا جاتا تھا۔ ایڈرڈ کیلی، جو کہ ملکہ الزبتھ کے زمانے میں ڈاکٹر ڈی کہلاتا تھا، اس فن کا ایک مشہور ماہر تھا۔ ڈاکٹر ڈی مستقبل بینی کے لیے جو آئینہ استعمال کرتا تھا، وہ آج بھی برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے یا جسم پر تھوڑے سے بھی بال نہیں ہوتے یا ناک مڑی ہوئی نہیں ہوتی۔ ان کے لباس بے داغ ہوتے ہیں۔ جیسے ہی وہ نظر آئیں دیکھنے والا کہے:
خوش آمدید! الوہی رحمت کے نامہ برو! ہم بھی تمہاری طرح خداوند عظیم کی عبادت کرنے والے ہیں' اس خداوند کے جو ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا' آمین۔ پھر اس کا نام دریافت کرو۔ اگر وہ چپ رہے تو دوبارہ اس کا نام پوچھو۔ اب وہ روح آگے بڑھے گی اور اپنا نام بتائے گی۔ اب تم اس سے اپنے سوال دریافت کرو۔"
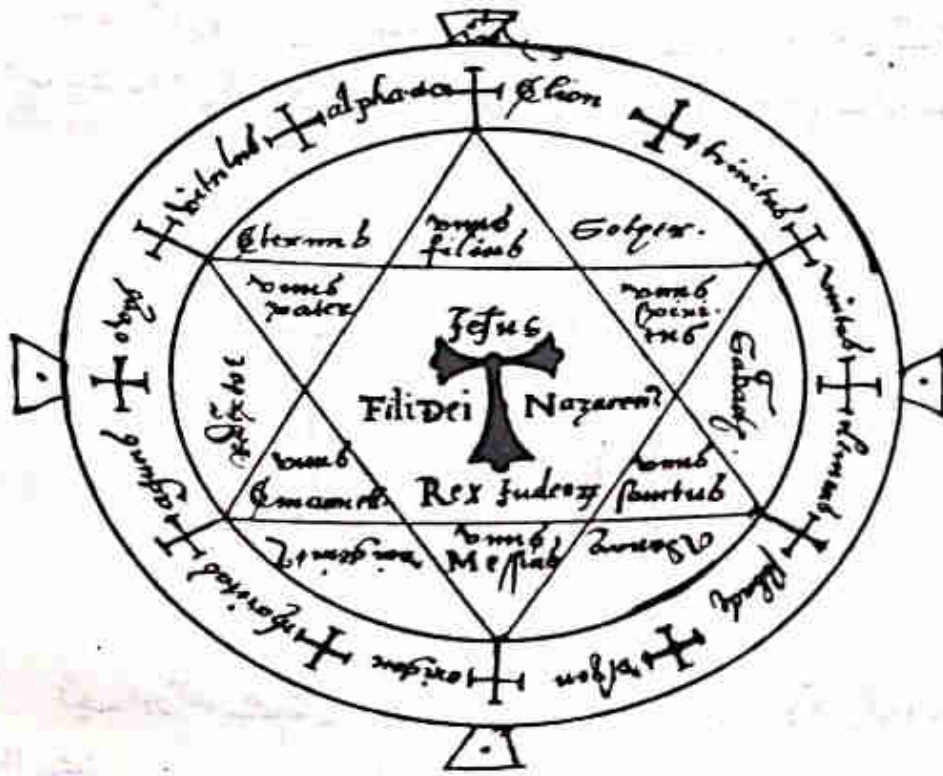
آئینہ بینی کے لیے استعمال ہونے والا جادوئی دائرہ۔

مخطوطوں میں بتایا گیا ہے کہ بعض اوقات بلائی جانے والی روح خاموش رہتی ہے۔ اس کو بولنے پر آمادہ کرنے کے لیے مختلف منتر بھی درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جادوگر روح کو اپنی مرضی کے مطابق آئینے یا پتھر میں محدود رکھنے کے لیے بھی منتر پڑھا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں درج ذیل جملے ادا کیے جاتے تھے:

''اے روح! میں تجھے اس پتھر یا آئینے میں بند کرتا ہوں۔ تم میرے
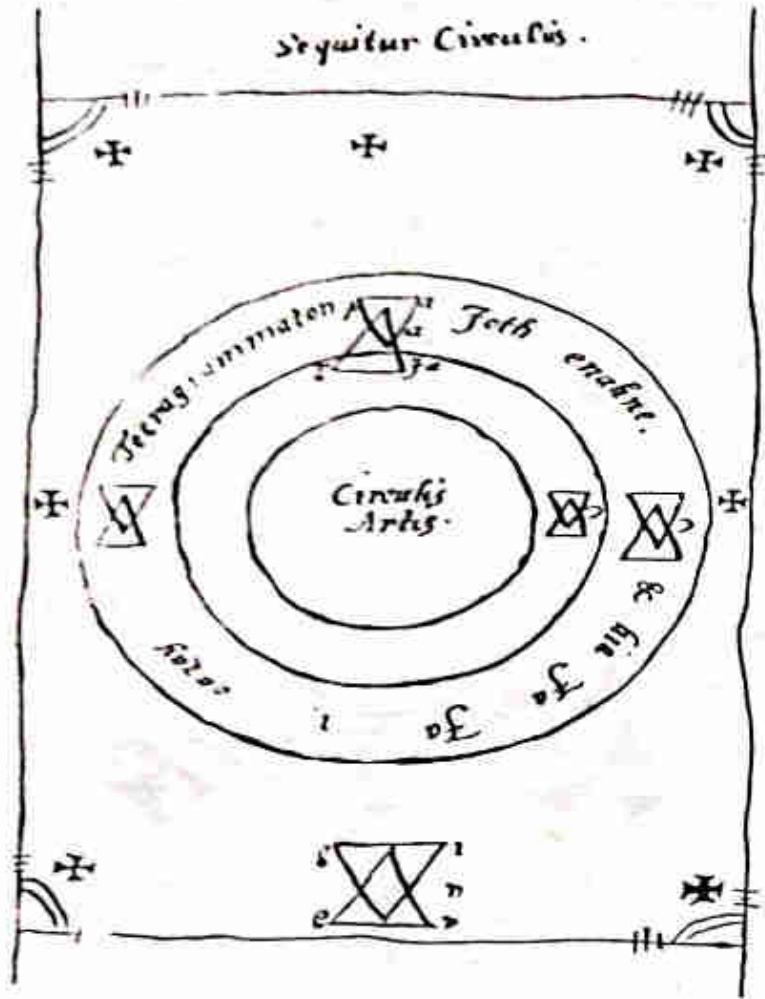
سولہویں صدی کے ایک جادوگر کا بنایا ہوا جادوئی دائرہ۔

قدیم ہندو جادوگر بدروحوں سے بچنے کے لیے اپنے اردگرد سرخ سیسے یا سیاہ کنکریوں کا دائرہ بنایا کرتے تھے۔ ہندوستان میں رواج تھا کہ جب کوئی عورت بچے کو جنم دیتی تو اس کے بستر کے اردگرد سیاہ کنکریوں کا دائرہ بنا دیا جاتا تھا تاکہ وہ اور نومولود بچہ بدروحوں سے محفوظ رہیں۔

ہنری نے قدیم ہندوستان میں پانچ کونوں والے ستارے کو بھی دریافت کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے دکھائی نہ دینے والے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ہندوؤں کا سامی جادو سے بھی ربط تھا۔

سیلس ہیکاٹی کے دائرے کے حوالے سے لکھتا ہے کہ یہ سنہرے رنگ سے بنا ہوتا

تیرہواں باب

جادو اور اس کے لوازمات

جادوئی دائرے اور ستارے

جادوئی رسومات میں جادوئی دائرے بہت اہم کردار ادا کرتے تھے۔ انہیں روحوں سے تحفظ کے لیے بنایا جاتا تھا۔ ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ جادوگر عمل کے دوران بری روحوں سے محفوظ رہے۔ سولہویں صدی کا ایک مصنف لکھتا ہے: ''تحفظ کے لیے جادوئی دائرہ بنائے بغیر خوفناک قوتوں کی مالک روحوں مثلاً ایمائمون' ایگن اور بیلزیبب کو بلانے کے نتیجے میں جادوگر موقع پر ہی موت کے منہ میں جا سکتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوگا جیسے اس کی موت مرگی' سکتے یا دم گھٹنے سے واقع ہوئی ہے۔ اگر جادوئی دائرہ بنا دیا جائے گا تو کوئی روح جادوگر کو گزند نہیں پہنچا سکے گی۔''

جادوئی دائرے کی تاریخ 5000 سال پرانی ہے اور امکان یہی ہے کہ اسے اس سے بھی پرانے زمانوں سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کی ابتدا کے زمانے کا کسی کو علم نہیں ہے' تاہم اس کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ اسے اپنی دم کو پکڑے ہوئے سانپ کی قدیم علامت سے اخذ کیا گیا تھا۔

شامی جادوگر اپنے اردگرد چونا چھڑکتے تھے اور دیوتا کے سامنے سات پروں والی شبیہیں بناتے تھے' جیسا کہ درج ذیل قدیم عبارت سے عیاں ہے:

''میں نے اپنے اردگرد چونا چھڑک کر اُسرتو (جادوئی دائرہ) بنا لیا ہے۔ میں نسابا (مکئی کا دیوتا) کی شبیہہ زمین پر اپنے اردگرد بنا چکا ہوں۔ میں نے سات شبیہوں کے اوپر زنگل کی شبیہہ بنالی ہے۔''

اسی خلا سے دائرے سے نکلتا تھا اور نکلنے کے بعد دوبارہ تعویذوں سے ''مقفل'' کر دیتا تھا۔

اہم عملوں کے لیے بچے کو ذبح کر کے اس کی کھال کو زمین پر بچھا کر اس میں میخیں گاڑ دی جاتی تھیں۔ پھر جادوگر اس کھال پر بیٹھ کر عمل کیا کرتے تھے۔ اس کے گرد یکے بعد دیگرے پانچ دائرے بنائے جاتے تھے۔

چمڑے پر بنائے گئے جادوئی دائرے بعض اوقات نجوم کے علم کے حساب سے بنائے جاتے تھے۔

عمل پورا کرنے کے بعد جادوگر کو لازماً ہر نشان ختم کرنا ہوتا تھا۔ یہ رسم قدیم جادوئی رسومات کے زمانوں سے چلی آ رہی ہے۔

جادوگر کو دائرے سے نکلنے سے پہلے اس کی اجازت لازمی حاصل کرنا پڑتی تھی وگرنہ وہ فوراً موت کے گھاٹ اتر سکتا تھا۔

پندرہویں صدی میں پیٹر ڈی ایبانو نے لکھا:

''جادوئی دائرہ بلائی جانے والی روحوں' مقامات اور اوقات کے حوالے سے مختلف انداز سے تیار کیے جاتے ہیں۔ جادوگر کو چاہیے کہ جس روح کو بلانا ہو' اس کی مناسبت سے نیز ستاروں کا حساب کر کے دائرے بنائے۔

اسے ایک ایک بالشت کے فاصلے سے نو فٹ قطر کے دائرے بنانے چاہئیں اور درمیان میں وہ وقت لکھنا چاہیے جب اسے عمل کرنا ہو۔

اس کے بعد اس ساعت کے فرشتوں کے نام لکھے' فرشتے کی مہر بنائے' اس کے بعد اس دن کے فرشتے اور اس کا معاونوں کے نام لکھے' موجودہ زمانہ کے فرشتے کا نام لکھے' اس زمانے کی روحوں کے نام لکھے' اس وقت کی رو سے زمین کے فرشتے کا نام لکھے' موسم کی مناسبت سے چاند اور سورج کے نام لکھے۔

بیرونی دائرے میں چاروں کونوں میں ہوا پر حکمران فرشتوں کے نام لکھے۔ اگر بیرونی دائرہ نہ ہو تو چاروں کونوں میں چھ کونوں والا ستارہ بنائے۔ اندرونی دائرے کے مشرق میں ایلفا لکھے' مغرب میں اومیگا اور درمیان میں صلیب بنائے۔''

تھا۔ جس کے وسط میں ایک نیلم رکھا ہوتا تھا۔ اس دائرے کے گرد بیل کی انتڑیاں پھیلائی گئی ہوتی تھیں۔ سارے دائرے میں نقش ونگار بنائے گئے ہوتے تھے۔ اسے بنانے کے دوران منتر پڑھے جاتے ہیں۔

سولہویں صدی کے ایک جادوگر کا بنایا ہوا جادوئی دائرہ۔

قدیم زمانوں میں استعمال ہونے والے جادوئی دائرے کو ازمنہ وسطی میں دوبارہ رواج ملا۔ جادوگر اس میں مختلف قسم کی روحوں کی شبیہیں بنا دیا کرتے تھے۔

جادوئی دائرہ عموی طور پر جادوئی تلوار یا چاقو سے بنایا جاتا تھا اور اس کا قطر عموماً 9 فٹ ہوتا تھا۔ تاہم بعض اوقات اسے کپڑے یا چمڑے کے ٹکڑوں اور دھاتی تعویذوں اور طلسموں پر بھی بنایا جاتا تھا۔ ان دائروں میں فاختہ کے خون سے منتر یا جادوئی الفاظ لکھے جاتے تھے۔

جادوگر اس دائرے کو ''قلعہ'' کہا کرتے تھے کیونکہ یہ انہیں بدروحوں کے حملوں سے محفوظ رکھتا تھا۔ اس میں حقیقی قلعے کے مانند ایک پھاٹک بھی بنایا جاتا تھا یعنی دائرے کی لکیروں کو ملانے کی بجائے کچھ خلا چھوڑ دیا جاتا تھا' جسے جادوگر تعویذ رکھ کر بند کر دیتا تھا۔ وہ

اسی خلا سے دائرے سے نکلتا تھا اور نکلنے کے بعد دوبارہ تعویذوں سے ''مقفل'' کر دیتا تھا۔

اہم عملوں کے لیے بچے کو ذبح کر کے اس کی کھال کو زمین پر بچھا کر اس میں میخیں گاڑ دی جاتی تھیں۔ پھر جادوگر اس کھال پر بیٹھ کر عمل کیا کرتے تھے۔ اس کے گرد یکے بعد دیگرے پانچ دائرے بنائے جاتے تھے۔

چمڑے پر بنائے گئے جادوئی دائرے بعض اوقات نجوم کے علم کے حساب سے بنائے جاتے تھے۔

عمل پورا کرنے کے بعد جادوگر کو لازماً ہر نشان ختم کرنا ہوتا تھا۔ یہ رسم قدیم جادوئی رسومات کے زمانوں سے چلی آ رہی ہے۔

جادوگر کو دائرے سے نکلنے سے پہلے اس کی اجازت لازمی حاصل کرنا پڑتی تھی وگرنہ وہ فوراً موت کے گھاٹ اتر سکتا تھا۔

پندرھویں صدی میں پیٹر ڈی ایبانو نے لکھا:

''جادوئی دائرہ بلائی جانے والی روحوں' مقامات اور اوقات کے حوالے سے مختلف انداز سے تیار کیے جاتے ہیں۔ جادوگر کو چاہیے کہ جس روح کو بلانا ہو' اس کی مناسبت سے نیز ستاروں کا حساب کر کے دائرے بنائے۔

اسے ایک ایک بالشت کے فاصلے سے نوفٹ قطر کے دائرے بنانے چاہئیں اور درمیان میں وہ وقت لکھنا چاہیے جب اسے عمل کرنا ہو۔

اس کے بعد اس ساعت کے فرشتوں کے نام لکھے' فرشتے کی مہر بنائے' اس کے بعد اس دن کے فرشتے اور اس کا معاونوں کے نام لکھے' موجودہ زمانہ کے فرشتے کا نام لکھے' اس زمانے کی روحوں کے نام لکھے' اس وقت کی رو سے زمین کے فرشتے کا نام لکھے' موسم کی مناسبت سے چاند اور سورج کے نام لکھے۔

بیرونی دائرے میں چاروں کونوں میں ہوا پر حکمران فرشتوں کے نام لکھے۔ اگر بیرونی دائرہ نہ ہو تو چاروں کونوں میں چھ کونوں والا ستارہ بنائے۔ اندرونی دائرے کے مشرق میں ایلفا لکھے' مغرب میں اومیگا اور درمیان میں صلیب بنائے۔''

تھا: جس کے وسط میں ایک نیلم رکھا ہوتا تھا۔ اس دائرے کے گرد بیل کی انتڑیاں پھیلائی گئی ہوتی تھیں۔ سارے دائرے میں نقش و نگار بنائے گئے ہوتے تھے۔ اسے بنانے کے دوران منتر پڑھے جاتے ہیں۔

سولہویں صدی کے ایک جادوگر کا بنایا ہوا جادوئی دائرہ۔

قدیم زمانوں میں استعمال ہونے والے جادوئی دائرے کو ازمنہ وسطیٰ میں دوبارہ رواج ملا۔ جادوگر اس میں مختلف قسم کی روحوں کی شبیہیں بنا دیا کرتے تھے۔

جادوئی دائرہ عمومی طور پر جادوئی تلوار یا چاقو سے بنایا جاتا تھا اور اس کا قطر عموماً 9 فٹ ہوتا تھا۔ تاہم بعض اوقات اسے کپڑے یا چمڑے کے ٹکڑوں اور دھاتی تعویذوں اور طلسموں پر بھی بنایا جاتا تھا۔ ان دائروں میں فاختہ کے خون سے منتر یا جادوئی الفاظ لکھے جاتے تھے۔

جادوگر اس دائرے کو ''قلعہ'' کہا کرتے تھے کیونکہ یہ انہیں بدروحوں کے حملوں سے محفوظ رکھتا تھا۔ اس میں حقیقی قلعے کے مانند ایک پھاٹک بھی بنایا جاتا تھا یعنی دائرے کی لکیروں کو ملانے کی بجائے کچھ خلا چھوڑ دیا جاتا تھا' جسے جادوگر تعویذ رکھ کر بند کر دیتا تھا۔ وہ

مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔

یہ دو باہم مربوط مثلثوں پر مشتمل ہوتا ہے اور بغیر وقفے کے بنایا جا سکتا ہے۔ موکسن اس کی تعریف یوں کرتا ہے "ایک جیومیٹری کی شکل' جو پانچ زاویوں کی حامل ہوتی ہے اور جادوئی علامت کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے۔"

اسے ڈرونڈک کے کھنڈرات میں پایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں کچھ قدیم پتھروں پر بھی موجود پایا گیا ہے۔ تیرہویں صدی کے ایک مخطوطے میں مصنف لکھتا ہے "خالص سونے کا ستارہ' سلیمانؑ کا بنایا ہوا نشان۔"

یہ جادوئی دائرے کا اندرونی حصہ تشکیل دیا کرتا تھا۔ اس کی طاقت نہ صرف اس کی شکل میں ہوتی تھی بلکہ اس میں درج حروف میں بھی ہوتی تھی۔ اگرپا لکھتا ہے "پانچ کونوں والے ستارے نیک روحوں کے ناموں اور نقش و نگار سے مزین ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں برے حالات سے محفوظ رکھتے ہیں اور ہمیں بری روحوں کو باندھنے اور بھگانے میں مدد دیتے ہیں۔"
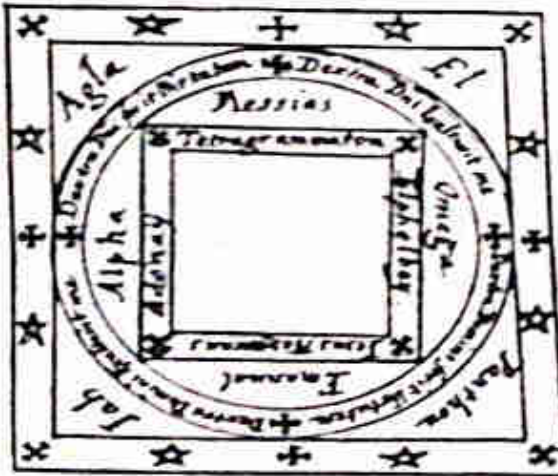
تعویذ کے طور پر پہنا جانے والا جادوئی دائرہ اور ستارے۔

انہیں بعض اوقات کپڑے یا چمڑے کے ٹکڑوں پر بھی بنایا جاتا تھا۔ بعض اوقات جادوگر اپنی عبا پر بھی ستارے بنا لیا کرتا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ لباس پر جادوئی ستارہ بنانے سے مخالف جادوگروں کے جادوئی وار سے تحفظ مل جاتا ہے' اس کے علاوہ بدروحیں بھی اس
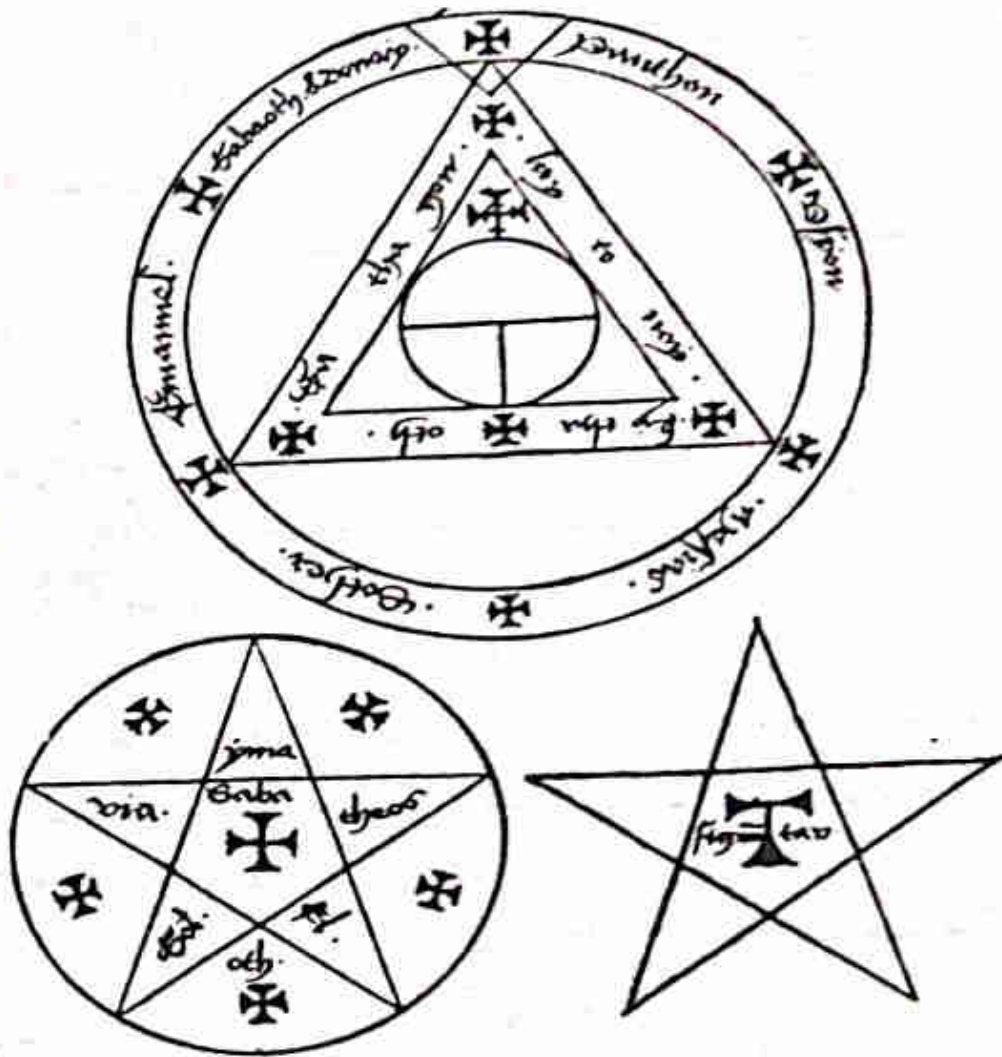
جادوئی دائرے اور ستارے۔

اس کے بعد اگلا مرحلہ دائرے کو مقدس بنانے کی تقریب ہوتی تھی اور اس پر مقدس پانی چھڑکا جاتا تھا۔

پانچ کونوں والا ستارہ جادوگر کا اہم ترین ہتھیار ہوتا تھا اور جادوگروں کا عقیدہ تھا کہ ان کی سائنس کا انحصار اس پر ہے۔ اس امر کا علم نہیں ہو سکا کہ پانچ کونے والے ستارے کب جادو کا حصہ بنے تاہم اس کی تاریخ بہت قدیم ہے اور شاید حضرت سلیمانؑ سے بھی پہلے اسے استعمال کیا جاتا تھا' جن سے کہ اسے موسوم کیا جاتا ہے۔ قدیم مخطوطوں میں اسے

کہا جاتا تھا کہ جادوئی ستارے کے پہننے والے شخص پر کوئی زہر اثر نہیں کرتا' جنگ کے دوران کوئی اسے شکست نہیں دے سکتا اور اس کا جسم اور روح ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔

جادو اور خوشبویات

جادو سے وابستہ بیشتر رسوم میں خوشبویات یا بخورات کا اہم کردار ہوا کرتا تھا۔ دستیاب ریکارڈ کی رو سے یہ سلسلہ بہت قدیم ادوار سے چلا آ رہا ہے۔ امکان یہی ہے کہ خوشبویات کے استعمال کا آغاز اس تصور کے تحت ہوا تھا کہ ان کے ذریعے دیوی' دیوتاؤں کو خوش کر کے ان کو اپنی تمنائیں پوری کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ تاہم جادو کے ارتقا کے ساتھ ساتھ خوشبویات و بخورات دیگر مقاصد کے تحت بھی استعمال ہونے لگیں۔

فرشتے اور نیک روحیں خوش گوار مہک کو پسند کرتے تھے جبکہ بری روحوں کو بھگانے کے لیے بدبو پیدا کی جاتی تھی۔ آج بھی غیر مہذب نسلوں کے لوگ اس تصور کو مانتے ہیں اور بری روحوں کو بھگانے کے لیے گندی بو چھوڑنے والی اشیاء کو جلانا ان کا معمول ہے۔

جادو کی کتابوں میں مختلف خوشبوؤں سے مختلف طرح کی قوتیں منسوب کی گئی ہیں کہ فلاں خوشبو کے تحت روحیں نمودار ہوسکتی ہیں' فلاں کے تحت انہیں قابو کیا جاسکتا ہے وغیرہ۔ خوشبو پیدا کرنے کے لیے یا خوشبودار دھواں پھیلانے کے لیے جو اشیاء استعمال کی جاتی تھیں' ان میں سے بیشتر نشہ آور اثرات کی حامل ہوتی تھیں۔ چنانچہ جب انہیں بند جگہوں میں لوگ سونگھتے تو ان پر غنودگی سی طاری ہوجاتی نیز جاگتی آنکھوں خواب دکھائی دینے لگتے تھے۔ جادوگر ان کے اثرات سے خوب آگاہ ہوتے تھے' جیسا کہ ایک جادوگر لکھتا ہے: ''بعض ایسی خوشبوئیں اور بخورات بھی ہوتے ہیں جن کے اثر سے لوگ نیند میں بولنے اور چلنے لگتے ہیں نیز ایسے کام کرتے ہیں جیسے کام لوگ جاگتے میں کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایسے کام بھی کر گزرتے ہیں کہ جاگتے میں کبھی انہیں جرأت نہ ہوتی۔ بعض خوشبوؤں اور بخورات کے اثر سے لوگوں کو خوفناک یا سریلی آوازیں اور شور وغیرہ سنائی دیتا ہے۔''

سولہویں صدی میں جادو پر لکھے گئے ایک مخطوطے میں مصنف نے جڑی بوٹیوں کے علم کے حوالے سے ایک عجیب وغریب روایت لکھی ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ ''آدمؑ کے بیٹے بائیل نے ایک ایسی کتاب لکھی جس میں اس نے تمام پودوں کے خواص درج کیے تھے۔ اسے علم تھا کہ دنیا نوحؑ کے سیلاب میں غرق ہوجائے گی لہٰذا اس نے مذکورہ کتاب کو ایک

جادوگر کو گزند نہیں پہنچا سکتیں۔

جادوئی ستارے بنانے کے لیے جادو پر لکھی گئیں قدیم کتابوں میں، جو مخطوطوں کی صورت میں دستیاب ہوئی ہیں، بہت سی ہدایت دی گئی ہیں۔

''انہیں لازماً بدھ کے دن بنانا چاہیے، جو کہ عطارد کا دن ہے۔ اسے چاند کے طلوع کے وقت بنانا چاہیے۔ پہلے مقدس آگ میں بخورات سلگاؤ، مقدس پانی چھڑکو، پھر پاک کاغذ پر ستارہ بناؤ۔ پھر ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اسے لپیٹ دو۔ بائبل کی آیات پڑھو۔ تین دن تک یہ عمل جاری رکھو۔ تمہارا ستارہ تیار ہے۔ اب اسے پاک جگہ پر سنبھال دو اور جب ضرورت ہو استعمال کرو۔''
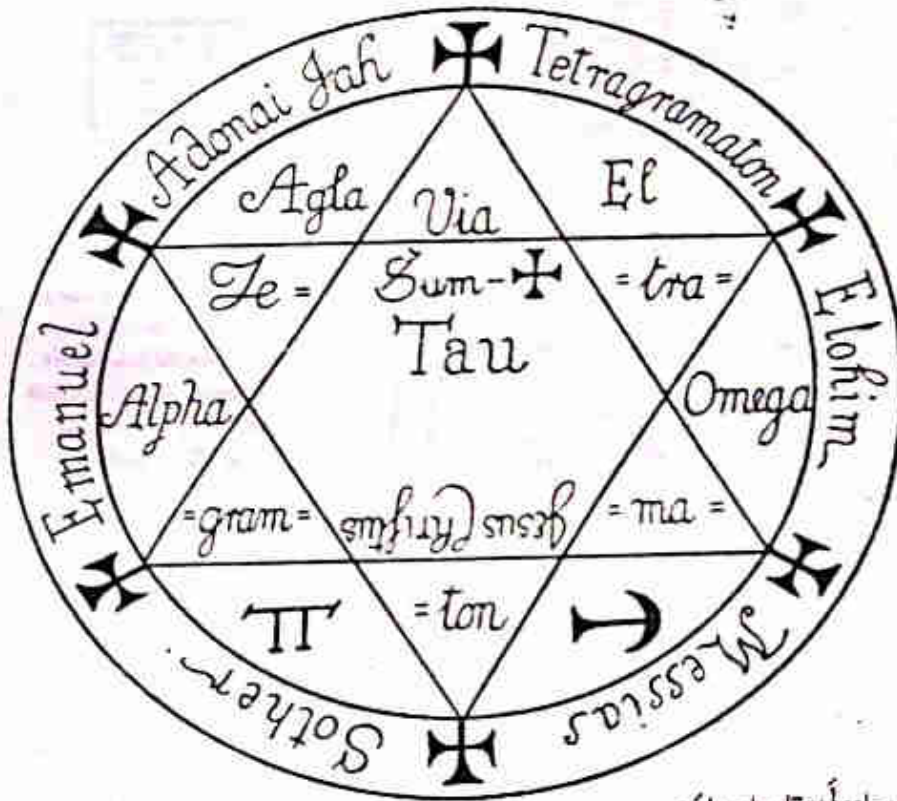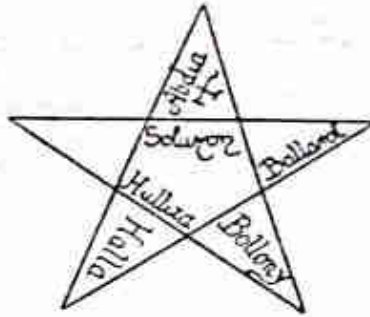
ہر مشکل کا حل جادوئی ستارہ اور دائرہ۔

منگل کے لیے صندل، مصبر، صنوبر اور بلسان۔
بدھ کے لیے ہر قسمی خوشبودار بوٹیاں۔
جمعرات کے لیے لونگ، سنگترے کے چھلکے، جائفل۔
جمعے کے لیے گلاب، بنفشہ اور ہر طرح کے خوشبودار پھول اور جڑیں۔
ہفتے کے لیے ہر طرح کی خوشبوئیں۔

اس مخطوطے کا مصنف مزید لکھتا ہے کہ سلیمانؑ نے دنوں اور سیاروں سے خوشبوؤں کو منسوب کیا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ روحوں کو بلانے کے لیے عنبر، مجمر اور مشک سے زیادہ بہتر کوئی شے نہیں ہے۔ دھتورے اور حشیش سے زیادہ کوئی شے اتنی مؤثر نہیں کہ انسان کو غیر مرئی مخلوق دکھا سکے۔ غیر مرئی مخلوقات دیکھنے کے لیے ایک اور فارمولا بھی دیا گیا ہے۔ ''عنبر اور مشک کو انار کے چھلکے سے ملا کر استعمال کیا جائے تو غیر مرئی مخلوقات نظر آنے لگتی ہیں۔''

ایک اور مصنف لکھتا ہے کہ ''ہرمیز کے بقول روحوں کو بلانے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہے کہ مشک، مصبر، زعفران، عنبر اور مصطگی کو فاختہ کے خون میں استعمال کیا جائے۔ ضروری ہے کہ انہیں قبرستان میں سلگایا جائے۔''

دھتورے، پوست اور عنبر کو ''روحوں کی بوٹیاں'' کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کا عقیدہ تھا ان کے اثر سے روحیں فوری طور پر نمودار ہو جاتی ہیں۔

جڑی بوٹیوں کے علاوہ حیوانات سے متعلقہ اشیاء کو بھی جادو کی رسوم میں استعمال کیا جاتا تھا۔ خوشبو پیدا کرنے کے لیے جو جو اشیاء استعمال کی جاتی تھیں ان میں پانچ ایسی بوٹیوں کے نام بھی ملتے ہیں کہ جن کا دھواں سونگھا جائے تو سونگھنے والوں کو زبردست نشہ ہو سکتا ہے۔ یقیناً انہی نشہ آور اشیاء کی وجہ سے لوگوں کو غیر مرئی مخلوق نظر آتی ہوگی۔ ان نشہ آور بوٹیوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ اکھاڑا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے باقاعدہ تقریبات منعقد ہوا کرتی تھیں۔

جادوئی اعداد

یہ عقیدہ قدیم زمانوں سے چلا آ رہا ہے کہ اعداد جادوئی خواص و اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ عہد نامۂ قدیم میں عدد سات (7) کے ساتھ پراسرار خواص منسوب کیے گئے ہیں۔ عدد تیرہ (13) سے جو توہمات منسوب ہیں بعض لوگ آج بھی ان پر یقین رکھتے ہیں۔

پتھر کے اندر بند کردیا تاکہ سیلاب کا پانی اسے نقصان نہ پہنچا سکے، یہ کتاب محفوظ رہے اور آئندہ انسانوں کے کام آئے۔ یہ پتھر ہرمیز ٹرمیگسٹس کے ہاتھ لگا۔ اس نے اسے توڑا تو اندر کتاب ملی۔ اس نے اس کے مندرجات سے خوب استفادہ کیا۔ بعدازاں یہ کتاب سینٹ تھامس کے قبضے میں آگئی تھی۔''

پندرہویں اور سولہویں صدی میں جادو پر لکھے گئے مخطوطات کے مطالعے سے خوشبوئیں پیدا کرنے والی اشیاء اور ان کے استعمال کے مقاصد کے بارے میں بڑی دلچسپ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ بعض خوشبوؤں کو سیاروں سے بھی منسوب کیا گیا تھا۔ سولہویں صدی کے مخطوطے سے اقتباسات:

سورج کو موافق بنانے کے لیے جو بخورات استعمال ہوتے تھے ان کی ترکیب اس طرح سے لکھی گئی ہے: ''زرد عنبر، مشک، مصبر، بلسان کا روغن، لارل کا پھل، مر، لونگ کو سفید مرغ کے خون میں ملا کر گولیاں بنالیں اور سورج دیوتا کی پوجا کے دوران سلگائیں۔''

چاند کے لیے بخورات استعمال کرنے کی ترکیب یوں درج کی گئی ہے: ''خشخاش، کافور اور لوبان کو بطخ کے خون میں ملا کر گولیاں بنا لو اور وقتِ ضرورت استعمال کرو۔'' اس کے علاوہ ''ہرمیز ٹرمیگسٹس کا کہنا ہے کہ مصبر کا استعمال بھی مفید رہتا ہے۔''

''زحل کے لیے خوشبو: خشخاش، حشیش، مینڈرک کی جڑیں اور مر کو چمگادڑ کے خون یا مغز میں ملا کر استعمال کیا جائے۔'' اس کے علاوہ لوبان، عنبر اور مر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔''

''عطارد کے لیے خوشبو: دیودار کے بیج، مصبر، خوشبودار گوند، مور کے پر ابابیل کے خون یا مغز یا دل میں ملا کر استعمال کریں۔

''مریخ کے لیے خوشبو: گوگل، مر، عنبر کو بلی کے مغز میں ملا کر استعمال کریں۔''

''زہرہ ستارے کے لیے خوشبو: مشک، عنبر، مصبر، سرخ گلاب کے پھول، سرخ مونگا، انہیں چڑیا کے مغز اور فاختہ کے خون میں ملا کر استعمال کریں۔''

''مشتری کے لیے خوشبو: مصطگی، لوبان، عنبر۔ ان اشیاء کو لومڑی کے مغز اور مینا کے خون میں ملا کر استعمال کریں۔''

ہفتے کے ہر دن کے لیے بھی خوشبوئیں مخصوص تھیں۔ اتوار کے لیے مشک، مصطگی، چنبیلی اور عنبر۔

پیر کے لیے لارل کے پتے نیز اچھی خوشبو والے پھول اور جڑیں۔

اورخوش حالی کا عدد ہے۔

عدد دو ذہانت کا عدد ہے اور تمام اعداد کی ماں ہے۔ عمومی عقیدہ ہے کہ یہ نحس عدد ہے اور مشکلات اور مایوسیوں کا باعث بنتا ہے۔ بادشاہوں کے لیے یہ عدد منحوس ہے۔

عدد تین ایک مقدس عدد ہے۔ یہ تثلیث کا عدد ہے۔ یہ خوشحالی، فراوانی اور مسرت کا عدد ہے۔

عدد چار فیثا غورث کے پیروکاروں کے نزدیک مقدس ہوتا تھا اور وہ اس کی قسم کھایا کرتے تھے۔ یہ ایک مربع عدد ہے اور نجوم کے علم میں مربع عدد نحس ہوتا ہے۔ یہ پختگی، استقامت اور قوتِ ارادی کا عدد ہے۔

عدد پانچ کو یونانی اور رومن مقدس مانتے تھے اور اسے تعویز کے طور پر پہنتے تھے تاکہ بری روحوں سے محفوظ رہیں۔ پانچ کونے والے ستارے کو تحفظ اور صحت کا طاقتور طلسم مانا جاتا تھا۔ ہندوستان میں یہ شیو اور برہما کا امتیازی نشان ہے۔ یہ آگ، انصاف اور عقیدے کا عدد ہے۔

عدد چھ کو اعداد کی تکمیل تسلیم کیا جاتا تھا۔ اسے زہرہ ستارے سے منسوب کیا جاتا ہے اور محبت کے لیے مثالی عدد تصور کیا جاتا تھا۔ بعض لوگ اسے مصیبت اور ابتلا کا عدد بھی مانتے ہیں نیز شادی میں پیچیدگیوں اور غیر یقینی پن کا باعث تصور کرتے ہیں۔

عدد سات مقدس عدد ہے اور قدیم زمانوں میں لوگ اسے مذہبی حوالے سے بے حد تقدیس دیتے تھے۔ یہ شہنشاہی، فتح، شہرت اور عزت کا عدد ہے۔

عدد آٹھ کو قدیم یونانی عظیم قوتوں کا حامل تسلیم کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ تمام اشیاء آٹھ ہیں۔ فیثا غورث اسے انصاف اور تکمیل کا عدد کہتا تھا۔ یہ کشش کے علاوہ رد کرنے والا عدد بھی ہے۔ یہ زندگی اور خوف اور ہر طرح کی مصیبتوں کا عدد ہے۔

عدد نو کو فیثا غورث کے پیروکار ذہانت اور روحانیت سے منسوب کرتے تھے۔ عدد نو اور سات انسانوں کی زندگی میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ نو دانش کا عدد ہے، اسرار کا عدد ہے، حکومت اور تحفظ کا عدد ہے۔

عدد دس مقدس اور الوہی عدد ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق یہ کرم کا عدد ہے۔

عدد گیارہ نحس ہوتا ہے۔ یہ تشدد اور طاقت کا عدد ہے۔

عدد بارہ کو عزت اور تحفظ کا عدد مانا جاتا تھا۔ یہ وقت، تجربے اور علم کا عدد ہے۔

سولھویں صدی کا ایک مصنف عدد سات کے حوالے سے لکھتا ہے: ''عدد سات حیرت انگیز اثرات کا حامل ہے۔ ساتواں بیٹا مستقبل بینی کی صلاحیت کا حامل ہوتا ہے۔'' فیثا غورث عدد چار کو تمام دوسرے اعداد کی بنیاد تسلیم کرتا تھا۔ چار فرشتے کائنات کے نگران ہیں۔ عناصر بھی چار ہیں: ہوا، آگ، پانی، مٹی...... موسم چار ہیں: بہار، خزاں، گرما، سرما۔ عدد پانچ کو بھی مقدس اثرات کا حامل مانا جاتا تھا۔ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہ بری روحوں کو بھگا سکتا ہے اور زہر کا اثر ختم کر سکتا ہے۔ حواس پانچ ہوتے ہیں: دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، چھونا اور سننا۔

فیثا غورث کے مقلدین عدد سات کو شان و عظمت سے معمور عدد تسلیم کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ انسانی زندگی کی اساس ہے۔ اسے رحمت اور سکون کا عدد مانا جاتا تھا۔ ہفتے کے دن سات ہوتے ہیں، سیارے سات ہیں، رنگ سات ہیں اور دھاتیں سات اور سات ہی انسان کے جنم ہوتے ہیں۔

''عدد چھ فطرت میں کامل ترین عدد ہے۔ دنیا چھ دن میں بنائی گئی تھی۔ چھٹے دن کو انسان کا دن کہا جاتا ہے کیونکہ انسان کو چھٹے دن تخلیق کیا گیا تھا۔ قانون میں کام کے لیے چھ دن، من و سلویٰ جمع کرنے کے لیے چھ دن، چھ دن زراعت کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں۔ کروبی کے چھ پر ہوتے ہیں۔''

عدد آٹھ کو انصاف اور تحفظ کا عدد تسلیم کیا جاتا تھا۔

عدد نو دیویوں کے لیے مقدس تھا۔ یسوع ؑ نے نو بجے جان جانِ آفریں کے سپرد کی تھی اور قدیم زمانے کے لوگ مردے کو نو دن بعد دفناتے تھے۔

عدد دس مصریوں کے ہاں بہت مقدس تھا۔ آئسس کی اطاعت قبول کرنے والے کو دس دن فاقے کرنے پڑتے تھے۔ اسے اکائی کا عدد مانا جاتا تھا۔

عدد 12 کو الوہی نمبر مانا جاتا تھا کہ جس سے آسمانی اشیاء کو شمار کیا جاتا تھا۔ منطقۃ البروج میں بارہ برج ہوتے ہیں، سال میں بارہ مہینے، روح کے بارہ ضابطے، بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اور انسانی جسم کے بارہ اہم اعضاء ہوتے ہیں۔

عدد 40 کو قدیم زمانوں میں نہایت مقدس تصور کیا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل 40 دن صحرا میں رہے تھے۔ یسوع ؑ کی زندگی میں بھی 40 کے عدد کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

ایک اور قدیم مصنف نے اعداد کی پراسراریت کے حوالے سے یوں لکھا ہے:

''عدد ایک تمام اعداد کا باپ ہے اور کامل ہم آہنگی کی علامت ہے۔ یہ خوش قسمتی

سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں دس دیوتاؤں کے نام دیے گئے ہیں، جنہیں اس مقصد کے لیے مؤثر تصور کیا جاتا تھا۔ اس مخطوطے میں بتایا گیا ہے کہ "قدیم عربوں کے پاس بچھو کے نشان والے طلسم ہوتے تھے۔ وہ ان کی مدد سے زہریلے کیڑوں کے کاٹنے کا علاج کرتے تھے۔ اپولونیئس نے سارس کا طلسم بنوایا تھا تاکہ قسطنطنیہ نقصان دہ پرندوں سے محفوظ رہے۔ اسی طرح اس نے اینٹی اوک کے باہر ایک طلسم بنوایا تھا جس کا مقصد زہریلی مکھیوں مچھروں کو شہر سے دور رکھنا تھا۔"

"برج حوت کے تحت بنائے گئے طلسموں کو لاطینی اپنے بحری جہازوں میں تحفظ کے لیے رکھتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اس کی وجہ سے ان کے بحری جہاز طوفانوں سے محفوظ رہیں گے۔ یونانی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

1- سر درد دور کرنے والا طلسم۔ 2- جریان اور نزلہ زکام دور کرنے والا طلسم۔ 3- دل کا اختلاج دور کرنے والا طلسم۔

طلسموں پر انسانی نہیں بلکہ افلاکی شبیہیں ہوا کرتی تھیں۔ بحری جہاز راں اپنے جہازوں میں دیوتا مریخ، اپالو یا مشتری کے مجسمے بھی رکھا کرتے تھے۔ وہ انہیں اپنے جہازوں کے اگلے اور پچھلے حصوں میں رکھا کرتے تھے۔

ایک قدیم مصنف لکھتا ہے کہ جہاز راں قدیم زمانوں سے ان شبیہوں اور مجسموں کو استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں تاکہ ان کے جہاز حادثوں سے محفوظ رہیں۔ اسکندریہ کا جو بحری جہاز پال چلاتا تھا، اس میں کیسٹر اور پولکس کی شبیہیں ہوتی تھیں۔

طلسم صرف حادثوں کو ٹالنے ہی کے لیے استعمال نہیں ہوتے بلکہ انہیں خوش قسمتی کے حصول کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک جدید مصنف لکھتا ہے کہ "عیسائیوں نے انہی قدیم روایات کی نقل کرتے ہوئے اپنے ظروف پر اولیاء (Saints) کی شبیہیں نقش کرنی شروع کی تھیں۔"

عدد تیرہ تبدیلی اور بدقسمتی کا عدد ہے۔ یہ موت اور تباہی کی علامت ہے۔ تاہم محبت میں یہ عدد نحس نہیں ہوتا بلکہ ہم آہنگی اور ملاپ کا عدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ قدیم میکسیکی اسے مقدس مانتے تھے۔ رومن اسے نحس تصور کرتے تھے اور کسی جگہ لوگ اکٹھے ہوتے تو تیرہویں نمبر پر بیٹھنے کو برا شگون مانتے تھے۔ ہندو بھی اسی روایت کو مانتے ہیں۔

عدد چودہ جہالت اور بھولنے کا عدد ہے۔ یہ آزمائشوں اور خطرات کی نشانی ہے۔

عدد پندرہ کو جادو میں عموماً برا سمجھا جاتا تھا۔ جادوگرنیاں مہینے کی پندرہ تاریخ ہی کو شیطان کی پوجا کیا کرتی تھیں۔

عدد سولہ کمزوری' حادثات' شکست اور خطرے کا عدد ہے۔

عدد سترہ ایک سعد عدد ہے۔ قدیم مصر میں اسے نحس تسلیم کیا جاتا تھا۔ یہ لافانیت اور وجدان کی علامت ہے۔

عدد اٹھارہ نحس عدد ہے۔ یہ دغا اور فریب کا نشان ہے۔ عدد 19 سعد عدد ہے۔ اسے خوشی' کامیابی اور خوش قسمتی کا عدد مانا جاتا تھا۔

عدد بیس سعد عدد ہے۔ یہ زندگی اور اچھے محرکات کا عدد ہے۔

عدد اکیس سعد عدد ہے۔ یہ صداقت' عزت' عظمت اور کامیابی کا عدد ہے۔ عدد بائیس غلطی اور خطا کا عدد ہے۔ اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

عدد تیئس سعد عدد ہے۔ یہ کامیابی اور حصول کا نشان ہے۔

اعداد چھبیس اور اٹھائیس نحس ہیں۔ یہ تباہی' لالچ اور مشکل زندگی کی علامت ہیں۔

عدد سینتیس سعد عدد ہے اور خوش قسمتی اور کامیابی کی علامت ہے۔

عدد تینتالیس نہایت منحوس عدد ہے۔ یہ موت' ناکامی اور تباہی کا عدد ہے۔

فیثاغورث کا ایقان تھا کہ اعداد تمام اشیاء کی بنیاد ہیں۔ قدیم لوگ جفت اعداد کے مقابلے میں طاق اعداد کو زیادہ سعد تصور کرتے تھے۔ انہوں نے طاق اعداد کو اپنے طاقتور ترین اور عظیم ترین دیوی' دیوتاؤں سے منسوب کیا ہوا تھا۔

طلسم

مخصوص حروف اور نشانات پر مبنی طلسم چمڑے یا دھات کے ٹکڑوں پر بنائے جاتے تھے۔ لوگ خطرات اور بری روحوں کے حملے سے بچنے کے لیے انہیں پاس رکھا کرتے تھے۔

سورج کا فرشتہ۔

ایک قدیم مخطوطے کے اقتباسات:

''سونے پر بنا سورج کا نشان پہننے والے کو کامیابی عطا کرتا ہے اور اسے محبوب بنا دیتا ہے۔اسے بادشاہوں کے پاس ہونا چاہیے۔''

''چاندی پر زہرہ ستارہ بنا ہو تو اس کا پہننے والا عورتوں کی محبت جیت لیتا ہے اور خوش قسمت ہوتا ہے۔ یہ پہننے والے کو طاقت ور بناتا ہے اور جادو کے اثرات کو ختم کرتا ہے۔ یہ شوہر اور بیوی میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔''

''چاندی پر مشتری کا نشان بنا ہو تو پہننے والے کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ یہ یادداشت کو مضبوط کرتا ہے' نفع دلواتا ہے اور خوابوں میں پوشیدہ اشیاء سے آگاہ کرواتا ہے۔''

قدیم شہروں اور قلعوں کو تعمیر کرنے سے پہلے نجوم کے ماہروں کو بلوایا جاتا تھا اور ان سے دریافت کیا جاتا تھا کہ اس مقصد کے لیے موزوں علاقہ کون سا ہے۔ وہ بنیاد رکھنے کی سعد ساعت بھی بتایا کرتے تھے۔
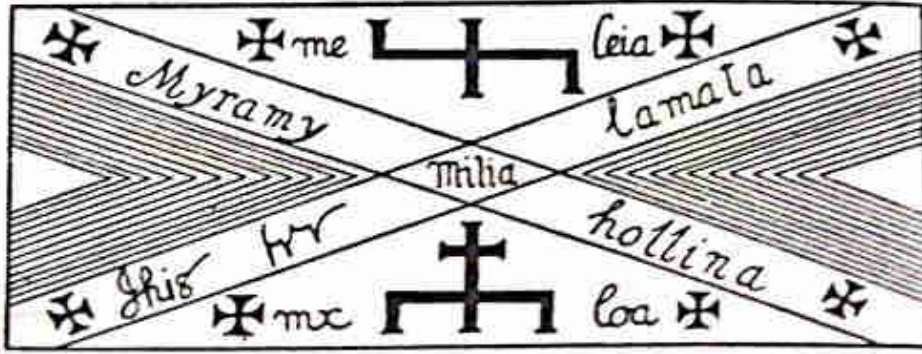
''اس طلسم کے مالک کی صحت ہمیشہ درست رہے گی۔''

طلسموں کی تیاری کے جو طریقے بتائے گئے ہیں' ان سے پتا چلتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں جادوگری پر نجوم کے علم کا اثر کتنا گہرا تھا۔

ہر سیارے کی مخصوص لوح ہوا کرتی تھی۔ ان الواح سے مختلف اثرات منسوب کیے جاتے تھے۔

زحل کی لوح پر ایک مربع بنا ہوتا تھا۔ اس مربع کے نو خانے ہوتے تھے جن میں یہ اعداد لکھے ہوتے تھے: 4'9'2'3'5'7'8'1'6۔

یہ لوح سیسے کی بنی ہوتی تھی۔ اس لوح کو گلے میں ڈالنے والے یقین رکھتے تھے کہ ان کی قسمت اچھی ہوگی اور ''مردانہ قوت میں اضافہ ہوگا۔''

عطارد کی لوح کو چاندی سے بنایا جاتا تھا۔ اسے پہننے والے یقین رکھتے تھے کہ اس کے اثر سے وہ محبت میں کامیاب ہو جائیں گے نیز ان کا عقیدہ تھا کہ یہ جادو کے اثرات کو ختم کر دے گی۔

مریخ کی لوح کو لوہے پر بنایا جاتا تھا یا تلواروں پر۔ کہا جاتا تھا کہ ایسی تلواروں کا مالک جنگوں میں بہادری کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنے دشمنوں پر قہر بن کے ٹوٹتا ہے۔ عقیق پر بنی ہوئی مریخ کی لوح خون کو بہنے سے روکتی تھی۔

قدیم لوگوں نے شاید نجوم کے علم کے زیر اثر سیاروں' سمتوں اور چار ہواؤں سے فرشتوں کو منسوب کیا ہوا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ چار فرشتے زحل کے تحت' چار عطارد کے تحت' چار مریخ کے تحت' چار سورج کے تحت' تین زہرہ کے تحت' تین مشتری کے تحت اور چار چاند کے تحت کام کرتے ہیں۔

الوہی مہر

(برٹش میوزیم میں موجود ایک مخطوطے سے)

سیاروں کے ساتھ رنگوں کو بھی منسوب کیا جاتا تھا۔ سیاہ رنگ زحل سے' سرخ یا زعفرانی مریخ سے' بنفشی زہرہ سے' زرد مشتری سے' زعفرانی یا ماشی سورج سے اور سفید رنگ چاند سے منسوب کیا جاتا تھا۔

جادوئی انگوٹھیاں

جادوئی انگوٹھیاں بھی' جادوئی دائروں کی طرح' اتنے قدیم زمانوں سے استعمال ہوتی چلی آرہی ہیں کہ ان کے زمانہ استعمال کے آغاز کا کچھ پتا نہیں ہے۔ امکان یہی ہے کہ انہیں بھی اسی تصور کے تحت استعمال میں لانا شروع کیا گیا تھا' جس تصور کے تحت جادوئی دائروں کا استعمال شروع ہوا تھا۔ دائرہ اور انگوٹھی تحفظ کے نشان ہیں اور اگر انگوٹھی میں بعض خاص پتھر جڑے ہوئے ہوں یا ان پر خاص شکلیں بنی ہوئی ہوں تو لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہ جادوئی خواص کی حامل ہوگئی ہیں۔ ایک قدیم عبرانی مخطوطے کے مطابق لوہے اور تانبے کو ملا کر بنائی گئی انگوٹھی پر کچھ خاص جادوئی اشکال بنا دی جائیں تو اسے پہننے والا لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

''اگر چاندی پر چاند بنا ہو تو اسے پہننے والے کو خوشیاں ملتی ہیں' قوت ارادی مضبوط ہوتی ہے' سفر میں تحفظ رہتا ہے اور دشمن اور بری روحیں دور رہتی ہیں۔ اسے سیسے پر بنا کر زمین میں دبا دیا جائے تو اس شہر کے لوگوں پر نحوستیں آئیں گی اور جہاز اور کارخانے برباد ہو جائیں گے۔''

پندرہویں صدی کا ایک مصنف لکھتا ہے:

درج ذیل نشان والا طلسم پہنا جائے تو انسان جادو سے محفوظ رہتا ہے اور دلیر بن جاتا ہے:
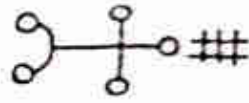
درج ذیل نشان کو پہننے والا عزت اور پسندیدگی حاصل کرتا ہے:
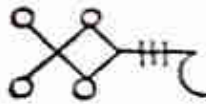
درج ذیل نشان کو پہننے والے کا غصہ قابو میں رہتا ہے اور اسے لوگوں کی پسندیدگی حاصل ہوتی ہے:

درج ذیل نشان کو پہننے والے کی یادداشت اچھی ہوجاتی ہے او وہ بری روحوں سے محفوظ رہتا ہے:
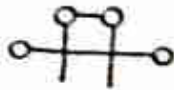
کسی جگہ سے مکھیوں کو بھگانے کے لیے درج ذیل نشان استعمال ہوتے تھے۔

سیاروں سے تعلق رکھنے والی مہریں۔

جادوئی انگوٹھی تیار کرنے کا دوسرا طریقہ

"سونے سے ایک انگوٹھی بناؤ اور اس پر سورج اور سورج کے فرشتے کی شبیہ بناؤ۔ پھر اسے مشک' لوبان اور عنبر کی دھونی دو یا تازہ شراب اور عرق گلاب سے دھوؤ' اس مرکب میں زعفران ضرور ملانا چاہیے۔ اس کے نگینے کے نیچے گیندے کے پھول کی کلی ضرور رکھنی ہے۔ شاہین کے گھونسلے میں ملنے والا پتھر نگینے کے طور پر جڑو۔ انگوٹھی تیار ہے' اب اسے پہن لو۔"

سیاروں اور ستاروں کے بعض مخصوص دھاتوں سے تعلق پر ایقان رکھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ قیمتی پتھر اور بوٹیاں بھی سیاروں' ستاروں سے منسوب مانی جاتی تھیں۔ جان گوور نے ایک کتاب لکھی تھی' جس کا نام "Confessione Amantis" تھا۔ اس نے اس کا انتساب بادشاہ ہنری ہشتم سے کیا تھا۔ اس کتاب میں مختلف پتھروں اور بوٹیوں سے موافق

قدیم زمانے میں یونان کے باسی ایسی انگوٹھیاں پہنتے تھے' جن میں پتھر جڑے ہوتے تھے۔ بعض اوقات ان پر ایسا، دیوی' دیوتاؤں کی شبیہیں نقش ہوتی تھیں' جن کے حوالے سے ان کا عقیدہ تھا کہ وہ شر کو ٹالنے کی قوت رکھتے ہیں۔ پلوٹس اپنی ایک کتاب میں اس رواج کو ''منصف آدمی'' کی زبانی یوں پیش کرتا ہے: ''میں ایک ایسی جادوئی انگوٹھی پہنے ہوئے ہوں' جو بری روحوں کو بھگانے پر قادر ہے۔''

پہلی صدی عیسوی سے ہی انگوٹھیوں کو بیماریاں رفع کرنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ مارسیلس پہلو میں ہونے والے درد کو دور کرنے کے لیے انہیں استعمال کرنے کا مشورہ دیتا تھا۔ اس کے علاوہ ٹریلس کا الیگزینڈر مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے بھی انگوٹھیاں پہننے کا مشورہ دیا کرتا تھا۔ برطانیہ عظمٰی (Great Britain) میں ایڈورڈ دی کنفیسر (Edward The Confessor) کے زمانے سے بعض خاص بیماریوں کے علاج کے لیے انگوٹھیوں کا استعمال شروع ہوگیا تھا۔ وسطی زمانوں میں ''آ نکڑا انگوٹھی'' درد سے نجات دلانے کے حوالے سے مشہور تھی۔ اس پر وقت کا بادشاہ دعا کیا کرتا تھا اور لوگ ان کی تلاش میں دیوانہ ہوئے پھرتے تھے۔

انگوٹھی جادوگروں کے آلات کا ایک اہم حصہ ہوتی تھی۔ جادوگروں کی انگوٹھیاں سیسے یا پیتل کی بنی ہوتی تھیں۔ جادوئی انگوٹھی تین انچ چوڑی ہوتی تھی اور اس پر لفظ Tetragrammaton ضرور کندہ ہوتا تھا۔ اس کے درمیان میں ایک سوراخ ہوا کرتا تھا۔ جادوگر اسے پہننے سے پہلے اس پر منتر پھونک کر انگوٹھی کو ساحرانہ خصوصیات و اثرات سے مالا مال کرتا تھا۔ منتر پھونکنے کے بعد اسے مقدس تیل میں ڈبویا جاتا۔ پھر اس پر مقدس پانی چھڑکا جاتا اور پھر گھٹنوں کے بل جھکتے ہوئے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لیا جاتا تھا۔

سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں جادوئی انگوٹھی تیار کرنے کا فارمولا دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق یہ انگوٹھی زحل کی دھات سیسے سے بنائی جاتی تھی۔ پھر اس پر فرشتے کیزائیل کا نام کندہ کیا جاتا تھا اور دھونی دی جاتی تھی۔ ہدایت دی گئی ہے کہ اس انگوٹھی کی تیاری کے بعد سونے سے پہلے پہنو اور کسی سے کوئی بات مت کرو بلکہ مراقبہ کرو۔ ''اس انگوٹھی کا نگینہ سنگ سلیمانی کا ہونا چاہیے اور اس نگینے کے نیچے زحل سے تعلق رکھنے والی کسی بوٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا ضرور رکھا جائے۔''

ضیاع کے امکانات زیادہ ہوتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے سوچا ہوگا کہ انہیں دھاتوں پر کندہ کروا کر انگوٹھی کی صورت میں پہن لیا جائے۔

ارل آف پیٹر برو کے پاس ایک جادوئی مہر ہوا کرتی تھی جو کہ چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کی مٹھ لوہے کی تھی۔ اس کی ایک موئی شبیہ آج بھی موجود ہے۔ اس کا مرکزی حصہ مربع شکل کا ہے جس کے اندر ہیرے کی شکل کی ایک شبیہ بنی ہوئی ہے۔ اس شبیہ کے اردگرد ستارے اور صلیبیں بنی ہوئی ہیں۔ دائرے کے باہر جادوئی نام تین صفوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس پر 2 دسمبر 1671ء کی تاریخ بھی کندہ ہے۔

Here is the Impression of a Sigill, graved
in Silver plate & found [illegible]
[illegible] the Earl of [illegible] hand
2 Dec: 1670.

1 + AGLA + BARACHIEL + ON + ASTASIEEL
+ ALPHATTO +·+ -+· + RAPHAEL ++ +
ALGAR + VRIEL.

2. + MICHAEL + IEHOVA + GABRIEL.
+ ADONAI + HAKA + IAH + TETRAGRAMATON

3. + VVSIO + YALACTRA + IENITRA + MENA
+ IANA + IDAM + JEMITRA.

MEDCHAET + MELPHAM +

ارل آف پیٹر برو کی جادوئی مہر۔

سیاروں، ستاروں کے نام دیے گئے ہیں۔ انگوٹھیوں کے حوالے سے وہ لکھتا ہے: ''سیسے کی انگوٹھی میں سیاہ سنگ سلیمانی جڑوانا چاہیے اور اس کے نگینے کے نیچے صنوبر کی جڑ رکھی جانی چاہیے۔ پیتل کی انگوٹھی میں زبرجد کا نگینہ ہو اور اس کے نیچے زیتون کی جڑ رکھی جائے۔ چاندی کی انگوٹھی کا نگینہ سرخ عقیق کا ہونا چاہیے اور اس کے نیچے شاہ بلوط کی جڑ رکھی جائے۔''

سولہویں صدی میں گنٹھیا کے علاج کے لیے انگوٹھیوں کا استعمال عام تھا۔ بیسویں صدی تک زنک اور پیتل سے بنائی گئیں ''گنٹھیا کی انگوٹھیاں'' عام استعمال کی جاتی تھیں۔ برٹش میوزیم کے تاریخی مخطوطوں میں ایک دلچسپ خط موجود ہے، جس میں ارل آف لارڈ رذیل سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ڈیوک آف ہیملٹن کو ''گنٹھیا کی انگوٹھی'' بھیجے۔

محبت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے بھی جادوئی انگوٹھیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں محبت میں کامیابی کے لیے درج ذیل طریقہ لکھا گیا ہے: ''سونے یا چاندی کی دو آ ٹکڑا انگوٹھیوں کو ابابیل کے گھونسلے میں رکھ دو۔ انہیں نو دن تک وہیں پڑا رہنے دو۔ نو دن بعد انہیں نکال کر ایک اس عورت کو بھجوا دو جس سے تمہیں محبت ہے اور دوسری انگوٹھی خود پہن لو۔'' کہا جاتا ہے کہ پوپ انوسینٹ نے بادشاہ جان کو چار انگوٹھیاں بھیجی تھیں، جن میں جادوئی نگینے جڑے ہوئے تھے۔ پوپ انوسینٹ نے اس تحفے کے ساتھ درج ذیل خط بھی بادشاہ کو بھجوایا تھا:

> ''اگرچہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ بادشاہ سلامت ایسی چیزوں کو نہیں مانتے، تاہم ہمارے نزدیک یہ مناسب ہے کہ اپنی نیک تمناؤں کے اظہار کے لیے آپ کی خدمت میں پتھر جڑی چار انگوٹھیاں پیش کی جائیں۔ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ ان کی مخفی طاقتوں پر یقین کیجیے۔ ان کی گولائی ابدیت کی غماز ہے۔ عدد چار، جو کہ ایک مربع ہے، ذہنی پختگی کی علامت ہے۔ سونا دانش کی علامت ہے، کیونکہ سونا سب سے قیمتی دھات ہے۔ دانش بھی تمام اوصاف میں سب سے عمدہ وصف ہے۔ سبز زمرد ایمان کا مظہر ہے، نیلم کی شفافیت امید کی آئینہ دار ہے، یاقوت کی سرخی فیاضی کی عکاس ہے اور اوپل کا دودھیا رنگ نیک اعمال کا ترجمان ہے۔''

انگوٹھیوں پر حروف اور شبیہیں کندہ کرنے کے رواج کا آغاز شاید جادوئی مہروں اور طلسموں کے زیر اثر ہوا تھا۔ چونکہ انہیں چمڑے کے ٹکڑوں پر بنایا جاتا تھا، اس لیے ان کے

قدیم لوگوں کا عقیدہ تھا کہ نیک روحیں ان پتھروں میں مقیم ہوتی ہیں۔ ان پتھروں کو سیاروں سے بھی منسوب کیا جاتا تھا اور لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہ ہر طرح کے جسمانی اور اخلاقی مرض سے نجات دلانے کی قوت رکھتے ہیں۔ چونکہ پرانے زمانوں میں یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ بیماریاں انسانی جسم میں بری روحوں کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں' اس لیے امکان یہی ہے کہ قیمتی اور کمیاب پتھروں کو پہلے پہل بیماریوں سے بچاؤ کے لیے استعمال کیا گیا ہوگا یا اس خیال سے استعمال کیا گیا ہوگا کہ ان پتھروں میں مقیم مہربان روحیں بری روحوں کو نکال دیں گی۔ ہیرے کو' جو کہ چمک اور خوبصورتی میں سب سے نمایاں ہے' جادوئی اثرات کے حوالے سے سب سے زیادہ کارگر تسلیم کیا جاتا تھا۔ یہ واحد ایسا قدرتی مظہر تھا' جو کہ ناقابل تغیر تھا اور حد تو یہ ہے کہ آگ بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ اسے جادو' بری روحوں اور ڈراؤنے خوابوں سے بچاؤ کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ ہیرا پہننے والے کو اس کے طفیل ذہنی قوت اور جرأت حاصل ہوتی ہے۔ ہیرا غصے کو بھی ٹھنڈا کرتا تھا اور اسے مصالحت کرانے والا پتھر مانا جاتا تھا۔

روڈولف دوم کے معالج اینسلیم ڈی بوٹ نے سترہویں صدی میں لکھا کہ ''قیمتی پتھر اچھے اور برے' حق اور باطل میں تمیز کی اہلیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان پتھروں میں نیک روحیں مقیم ہوتی ہیں' تاہم بعض اوقات کوئی بری روح نیک روح کا بہروپ دھار کر ان میں مقیم ہو جاتی ہے اور پہننے والے کو خداوند کے راستے سے بھٹکا دیتی ہے۔ اس لیے انہیں منتخب کرنے میں بے حد احتیاط سے کام لینا چاہیے۔''

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے گلے میں ایک قیمتی پتھر لٹکا ہوتا تھا۔ جو بیمار اسے دیکھتا' صحت یاب ہو جاتا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو خداوند نے اس پتھر کو سورج میں رکھ دیا۔ چنانچہ یہودیوں کے ہاں ایک ضرب المثل مشہور ہے: ''جب سورج نکلتا ہے تو بیماری رفع ہو جاتی ہے۔''

630 قبل از مسیح کے مصری بادشاہ نیکیپسس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے گلے میں اژدھے کی شکل میں ترشا ہوا زبرجد لٹکا رہتا تھا۔ اسے پیٹ پر پھیرا جاتا تو ہاضمے کا عمل حیرت انگیز حد تک فعال ہو جاتا تھا۔

یاقوت پہننے والے کے بارے میں یقین کیا جاتا تھا کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اس کے حوالے سے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہ اداسی کو دور کرنے' برے خیالات سے نجات

ایک اور جادوئی مہر' جس کا ایک ٹھپا اور خاکہ محفوظ رہ گیا ہے' سولہویں صدی کے بدنام جادوگر' علم نجوم کے ماہر اور کیمیا گر ڈاکٹر سائمن فورمین کی ہے۔ ڈاکٹر فورمین کی یہ مہر انگوٹھی کی صورت میں تھی' جو کہ چاندی سے بنی ہوئی تھی۔ اسکے دائرے کی اندرونی جانب Ariel اور Anael کے الفاظ کندہ تھے' جبکہ دائرے کی بیرونی جانب Die Et Hora کے الفاظ اور 1598ء کندہ تھے۔ سائمن فورمین 1552ء میں پیدا ہوا تھا۔ وہ میگڈالیئن کالج آکسفورڈ میں ایک غریب سکالر کی حیثیت سے آیا تھا۔ 1579ء میں اسے جادوگری کے الزام میں ساٹھ ہفتوں کے لیے زندان میں ڈال دیا گیا۔ رہائی کے بعد وہ ایک عطائی ڈاکٹر کی حیثیت سے چند سال پورے ملک میں پھرتا رہا اور آخر 1583ء میں نیوسٹریٹ لندن میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوگیا۔

پانچ سال بعد اس نے کھلم کھلا مستقبل بینی اور روحوں کو بلانے کا عمل شروع کردیا۔ 1593ء میں کالج آف فزیشن نے اسے سمن بھیجا کہ وہ بلالائسنس ادویات کا استعمال بند کردے۔ اس کے بدنام ہوجانے کے بعد بعض امیر لوگ اس کے سرپرست بن گئے' جن میں لارڈ ہرٹفورڈ بھی شامل تھا۔ ڈاکٹر فورمین پر غیرقانونی طور پر ادویات استعمال کرنے کے الزام میں متعدد بار مقدمات قائم ہوئے لیکن آخرکار اسے کیمبرج یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف میڈیسن کی ڈگری حاصل ہوگئی۔

1615ء میں اسے سرتھامس اوور بری کے قتل میں ملوث قرار دیا گیا۔ عدالت میں پیش کیے گئے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاؤنٹیس آف ایسیکس نے اپنے شوہر کو مارنے کے لیے اس سے تعویذ مانگا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ایک تعویز ارل آف سمرسیٹ کی محبت حاصل کرنے کے لیے بھی مانگا تھا۔ اس مقدمے کے دوران متعلقہ افراد کے جادوئی عمل میں استعمال ہونے والے موی پتلے بھی عدالت میں پیش کیے گئے تھے۔

فورمین نے اپنے بھانجے رچرڈ نیپیئر کو بے شمار مخطوطے دیئے تھے۔ اس کے بیٹے تھامس نے وہ مخطوطے ایلیاس ایشمول کو دے دیئے' جس نے انہیں بوڈلیئن لائبریری میں رکھوا دیا اور وہ وہاں آج بھی موجود ہیں۔

جادوئی جواہرات

قدیم زمانوں سے کمیاب اور قیمتی پتھروں کے ساتھ جادوئی خواص منسوب ہیں۔

اس سے یہ شگون لیا گیا کہ امر یکہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لوگ زمرد اس عقیدے کے ساتھ بچوں کے گلے میں پہناتے تھے کہ وہ مرگی' بری روحوں' دماغ کی رگوں کے پھٹنے اور ڈراؤنے خوابوں سے محفوظ رہیں گے۔

پکھراج کے حوالے سے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اگر اسے بائیں ہاتھ میں پہنا جائے تو یہ غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے' اداسی کو دور کرتا ہے' مزاح اور شگفتگی میں اضافہ کرتا ہے اور جرأت عطا کرتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ اگر اسے بائیں بازو پر باندھا جائے تو پہننے والے پر سے جادو کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ پکھراج ذہنی بیماریوں سے نجات دلاتا ہے اور نیند میں چلنے والوں کی اس بیماری کو رفع کرتا ہے۔

لوگوں کا عقیدہ تھا کہ نیلم بے اعتدالی اور شراب زیادہ پینے کی عادت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس حوالے سے کیمیلس لیونارڈس لکھتا ہے کہ "اگر اسے ناف پر باندھا جائے تو یہ شراب کے نشے میں دھت ہونے سے بچاتا ہے۔ یہ شگفتگی میں بھی اضافہ کرتا ہے' برے خیالات کو رفع کرتا ہے اور خوابوں میں مستقبل سے آگاہ کراتا ہے۔ اس پر باخوس کی شبیہہ کندہ کی جاتی تھی اور رومن عورتوں کا پسندیدہ ترین پتھر تھا۔"

اوپل کو منحوس پتھر تسلیم کیا جاتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ اس کو پہننے والوں کو بدقسمتی گھیر لیتی ہے۔ تاہم بعض قدیم مصنفوں نے اسے سعد پتھر قرار دیا ہے اور اس سے تمام اچھے خواص منسوب کیے ہیں۔ انہوں نے اسے بینائی کے لیے اچھا قرار دیا ہے' اداسی دور کرنے والا اور پہننے والوں کو متعدی امراض سے محفوظ رکھنے والا بیان کیا ہے۔

رومن اوپل کو بہت زیادہ وقعت دیتے تھے۔ پلینی کہتا ہے: "مارک انٹونی نے سینیٹر مونئس سے ایک شاندار اوپل حاصل کرنے کے لیے اسے ملک بدر کر دیا تھا۔"

کہا جاتا تھا کہ فیروزہ پہننے والے پر کوئی بدقسمتی نازل ہونے والی ہوتی تھی تو اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا۔ ڈن لکھتا ہے:

"مہربان فیروزے کا رنگ زرد ہو گیا
یہ اس امر کا غماز تھا کہ پہننے والا خیریت سے نہیں ہے۔"

فیروزے کے حوالے سے لوگوں کا اعتقاد تھا کہ یہ سردرد رفع کرتا ہے' نفرت ختم کرتا ہے اور محبت کرنے والوں میں ہونے والے جھگڑے ختم کرتا ہے۔ فیروزے کو ہسٹیریا' یرقان اور منہ اور گلے کی بیماریاں دور کرنے کے خواص کا حامل مانا جاتا تھا۔ قدیم لوگوں کا

پانے، خوفناک خوابوں سے محفوظ رہنے اور شہوت پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی مانا جاتا تھا کہ یاقوت پہننے والے کے خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے اور اس شخص کو غصہ بہت آتا ہے۔ پرانے زمانے میں ایک عجیب وغریب عقیدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص پر بدقسمتی نازل ہوتی ہے تو یاقوت کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور جب بدقسمتی ٹل جاتی ہے تو اس کا اصل رنگ بحال ہو جاتا ہے۔

گیبل شوویرس اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنا واقعہ بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ''میں ایک مرتبہ اپنی محبوب بیوی کیتھرینا کے ساتھ سٹٹ گارٹ سے کیلیونا جا رہا تھا۔ میں نے انگلی میں اپنی بیوی کی دی ہوئی انگوٹھی پہن رکھی تھی، جس میں ایک یاقوت جڑا ہوا تھا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ یاقوت اپنا اصل دلکش رنگ کھو چکا ہے اور سیاہی مائل رنگ کا ہو چکا ہے۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ بدقسمتی اس کا یا میرا پیچھا کر رہی ہے۔ ایسا ہی ہوا اور چار پانچ دن بعد میری بیوی سخت بیمار ہو کر مر گئی۔ اس کے مرنے کے بعد یاقوت کا اصل چمک دار رنگ بحال ہو گیا۔''

میڈم ڈی پومپاڈور نے خوش قسمتی کے لیے یاقوت کو سؤر کی شکل میں ترشوا کر پہنا ہوا تھا۔ یہ یاقوت اب لوور میوزیم میں موجود ہے۔

نیلم کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ یہ متعدد خواص کا حامل پتھر ہے۔ کہا جاتا تھا کہ اسے دیر تک تکتے رہنے سے بینائی بہتر ہو جاتی ہے اور اگر اسے سینے پر دل کے قریب رکھا جائے تو اس کے اثر سے بخار ختم ہو جاتا ہے اور یہ طاقت و توانائی عطا کرتا ہے۔

ایک قدیم مصنف نیلم کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ''یہ پتھر نیک خیالات پیدا کرنے کی خاصیت رکھتا ہے، اسی لیے مذہبی لوگ اسے پہنتے ہیں۔'' سینٹ جیروم نے لکھا ہے کہ ''نیلم پہننے والے کو بادشاہوں کی پسندیدگی حاصل ہوتی ہے، دشمنوں سے تحفظ ملتا ہے، یہ جادو کا اثر رفع کرتا ہے، قیدیوں کو رہائی کرتا ہے اور خداوند کی رحمتوں کا باعث بنتا ہے۔''

زمرد کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ یہ بری روحوں کو بھگاتا ہے، رازوں سے آگاہ کراتا ہے، مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا پیشگی علم دیتا ہے اور پہننے والے کو فصاحت عطا کرتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ وفاداری بھی پیدا کرتا ہے۔ زمرد کے حوالے سے

اس سے یہ شگون لیا گیا کہ امریکہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لوگ زمرد اس عقیدے کے ساتھ بچوں کے گلے میں پہناتے تھے کہ وہ مرگی، بری روحوں، دماغ کی رگوں کے پھٹنے اور ڈراؤنے خوابوں سے محفوظ رہیں گے۔

پکھراج کے حوالے سے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اگر اسے بائیں ہاتھ میں پہنا جائے تو یہ غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے، اداسی کو دور کرتا ہے، مزاح اور شگفتگی میں اضافہ کرتا ہے اور جرأت عطا کرتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ اگر اسے بائیں بازو پر باندھا جائے تو پہننے والے پر سے جادو کے اثرات ختم ہوجاتے ہیں۔ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ پکھراج ذہنی بیماریوں سے نجات دلاتا ہے اور نیند میں چلنے والوں کی اس بیماری کو رفع کرتا ہے۔

لوگوں کا عقیدہ تھا کہ نیلم بے اعتدالی اور شراب زیادہ پینے کی عادت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس حوالے سے کیمیلس لیونارڈس لکھتا ہے کہ ''اگر اسے ناف پر باندھا جائے تو یہ شراب کے نشے میں دھت ہونے سے بچاتا ہے۔ یہ شگفتگی میں بھی اضافہ کرتا ہے، برے خیالات کو رفع کرتا ہے اور خوابوں میں مستقبل سے آگاہ کراتا ہے۔ اس پر باخوس کی شبیہہ کندہ کی جاتی تھی اور رومن عورتوں کا پسندیدہ ترین پتھر تھا۔''

اوپل کو منحوس پتھر تسلیم کیا جاتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ اس کو پہننے والوں کو بدقسمتی گھیر لیتی ہے۔ تاہم بعض قدیم مصنفوں نے اسے سعد پتھر قرار دیا ہے اور اس سے تمام اچھے خواص منسوب کیے ہیں۔ انہوں نے اسے بینائی کے لیے اچھا قرار دیا ہے، اداسی دور کرنے والا اور پہننے والوں کو متعدی امراض سے محفوظ رکھنے والا بیان کیا ہے۔

رومن اوپل کو بہت زیادہ وقعت دیتے تھے۔ پلینی کہتا ہے: ''مارک انٹونی نے سینیٹر موئنس سے ایک شاندار اوپل حاصل کرنے کے لیے اسے ملک بدر کردیا تھا۔''

کہا جاتا تھا کہ فیروزہ پہننے والے پر کوئی بدقسمتی نازل ہونے والی ہوتی تھی تو اس کا رنگ تبدیل ہوجاتا تھا۔ ڈن لکھتا ہے:

''مہربان فیروزے کا رنگ زرد ہوگیا
یہ اس امر کا غماز تھا کہ پہننے والا خیریت سے نہیں ہے۔''

فیروزے کے حوالے سے لوگوں کا اعتقاد تھا کہ یہ سردرد رفع کرتا ہے، نفرت ختم کرتا ہے اور محبت کرنے والوں میں ہونے والے جھگڑے ختم کرتا ہے۔ فیروزے کو ہسٹیریا، یرقان اور منہ اور گلے کی بیماریاں دور کرنے کے خواص کا حامل مانا جاتا تھا۔ قدیم لوگوں کا

پانے' خوفناک خوابوں سے محفوظ رہنے اور شہوت پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی مانا جاتا تھا کہ یاقوت پہننے والے کے خون کی گردش تیز ہوجاتی ہے اور اس شخص کو غصہ بہت آتا ہے۔ پرانے زمانے میں ایک عجیب وغریب عقیدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص پر بدقسمتی نازل ہوتی ہے تو یاقوت کا رنگ سیاہ ہوجاتا ہے اور جب بدقسمتی ٹل جاتی ہے تو اس کا اصل رنگ بحال ہوجاتا ہے۔

کیبل شوورس اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنا واقعہ بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ''میں ایک مرتبہ اپنی محبوب بیوی کیتھرینا کے ساتھ سنٹ گارٹ سے کیلیونا جارہا تھا۔ میں نے انگلی میں اپنی بیوی کی دی ہوئی انگوٹھی پہن رکھی تھی' جس میں ایک یاقوت جڑا ہوا تھا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ یاقوت اپنا اصل دلکش رنگ کھوچکا ہے اور سیاہی مائل رنگ کا ہوچکا ہے۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ بدقسمتی اس کا یا میرا پیچھا کررہی ہے۔ ایسا ہی ہوا اور چار پانچ دن بعد میری بیوی سخت بیمار ہوکر مرگئی۔ اس کے مرنے کے بعد یاقوت کا اصل چمک دار رنگ بحال ہوگیا۔''

میڈم ڈی پومپاڈور نے خوش قسمتی کے لیے یاقوت کو سؤر کی شکل میں ترشوا کر پہنا ہوا تھا۔ یہ یاقوت اب لوور میوزیم میں موجود ہے۔

نیلم کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ یہ متعدد خواص کا حامل پتھر ہے۔ کہا جاتا تھا کہ اسے دیر تک تکتے رہنے سے بینائی بہتر ہوجاتی ہے اور اگر اسے سینے پر دل کے قریب رکھا جائے تو اس کے اثر سے بخار ختم ہوجاتا ہے اور یہ طاقت وتوانائی عطا کرتا ہے۔

ایک قدیم مصنف نیلم کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ''یہ پتھر نیک خیالات پیدا کرنے کی خاصیت رکھتا ہے' اسی لیے مذہبی لوگ اسے پہنتے ہیں۔'' سینٹ جیروم نے لکھا ہے کہ ''نیلم پہننے والے کو بادشاہوں کی پسندیدگی حاصل ہوتی ہے' دشمنوں سے تحفظ ملتا ہے' یہ جادو کا اثر رفع کرتا ہے' قیدیوں کو رہائی کرتا ہے اور خداوند کی رحمتوں کا باعث بنتا ہے۔''

زمرد کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ یہ بری روحوں کو بھگاتا ہے' رازوں سے آگاہ کراتا ہے' مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا پیشگی علم دیتا ہے اور پہننے والے کو فصاحت عطا کرتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ یہ وفاداری بھی پیدا کرتا ہے۔ زمرد کے حوالے سے یہ عقیدہ موجود تھا کہ اگر بدقسمتی رونما ہونے والی ہوتو یہ اپنے سانچے سے نکل کر گر جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جارج سوم کی تخت نشینی کے وقت اس کے تاج میں سے ایک بڑا سا زمرد گر گیا۔

عنبر کو قدیم زمانوں سے معالجاتی اثرات کا حامل مانا جاتا ہے' خصوصاً گلے کی بیماریوں کے حوالے سے۔ اعتقاد تھا کہ گلے میں لٹکایا جائے تو سینے کے امراض' گلے کے درد اور کالی کھانسی سے نجات مل جاتی ہے۔ آج بھی عنبر کے تیل کو مذکورہ بیماریوں سے نجات کے لیے سینے پر ملا جاتا ہے۔

بہت سے دیگر پتھروں سے بھی جادوئی اور باطنی خواص منسوب کیے جاتے تھے۔ ان میں سے چند ایک کے خواص اختصار کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں:

سنگ یمانی کے بارے میں اعتقاد تھا کہ یہ خوش قسمتی کا باعث بنتا ہے اور بری روحوں سے بچاتا ہے۔

سنگ یشب کے بارے میں عقیدہ تھا کہ یہ ڈراؤنے خوابوں اور مرگی سے بچاتا ہے۔

سنگ موسیٰ کے حوالے سے پلینی لکھتا ہے: ''جادوگر سنگ موسیٰ کو جادوگری کے کاموں میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس کے حوالے سے مانتے ہیں کہ یہ پتھر ہر خواہش پوری کرنے کی خاصیت رکھتا ہے۔''

جادوئی بوٹیاں اور جادوگرنیوں کا جھاڑو

قدیم زمانوں میں بعض درختوں اور بوٹیوں کو شیطانی پودے کہا جاتا تھا۔ ان میں وہ درخت اور بوٹیاں شامل تھیں جنہیں ہیکاٹی اور اس کی بیٹیاں میڈیا اور سرسے استعمال کرتی تھیں۔ سرسے زہریلی جڑی بوٹیوں کا علم رکھتی تھی۔ اس نے جن جڑی بوٹیوں کو استعمال کیا تھا بعد کے زمانوں کی جادوگرنیاں اور جادوگر انہیں استعمال کرتے رہے جن پودوں سے بری خصوصیات منسوب ہوتی تھیں انہیں عجیب وغریب نام بھی دے دیے جاتے تھے۔ ایک پودے کو ''شیطان کی لید'' کا نام دیا گیا تھا۔ بلاذربہ کے پھل کو ''شیطان کا بیر'' کہا جاتا تھا۔ خود بلاذربہ کو ''موت کی بوٹی'' کہا جاتا تھا۔ ایک زہریلے پودے کو ''شیطان کی شمع'' کا نام دیا گیا تھا۔ بعض پودوں کے حوالے سے عقیدہ تھا کہ وہ انسانی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ یوپاس درخت کے حوالے سے مشہور تھا کہ اس کے نیچے کوئی سبزہ پھل پھول نہیں سکتا اور جو پرندہ اس کے اوپر سے گزرتا ہے' وہ مر جاتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ جہاں اس کا شیطانی اثر ہوگا' وہاں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکے گا۔ اسی وہم کی وجہ سے لوگ اس کے سائے تلے نہیں

عقیدہ تھا کہ اسے پہننے والا مستعد ہوجاتا ہے۔ تاہم اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ اسے جادوئی تصورات کے وسیلے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اورروحوں کو دیکھنے کے لیے اس سے زیادہ کسی پتھر کوموزوں نہیں مانا جاتا تھا۔

سنگ سلیمانی بھی جادوئی رسومات میں بہت اہمیت رکھتا تھا۔ اس سے زبردست جادوئی خواص واثرات منسوب تھے۔ کہا جاتا تھا کہ اسے گلے میں پہننے والے لوگوں کی شگفتگی میں اضافہ ہوجاتا ہے اوری دور اور دوسری ذہنی پریشانیاں رفع ہوجاتی ہیں۔ اسے زہریلے جانوروں کے ڈسے جانے کے خلاف بطور علاج بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ درد سے نجات پانے کے لیے اسے گردن میں لٹکایا جاتا تھا۔

سلیمانی عقیق کے حوالے سے اعتقاد تھا کہ بچھو کے کاٹے کا علاج ہے۔

مرجان کوقدیم زمانے سے بہت وقعت دی جاتی ہے اسے باطنی قوتوں کے ساتھ ساتھ بیماریوں سے نجات دینے کے حوالے سے اہم گردانا جاتا تھا۔ پلینی لکھتا ہے: ''اسے قدیم زمانے سے زہروں کا تریاق مانا جاتا ہے۔'' ایک اور مصنف لکھتا ہے:

''جادوگرنیاں کہتی ہیں۔ یہ پتھر آسمانی بجلی سے بچاتا ہے' بحری جہازوں اور مکانوں کوطوفانوں سے محفوظ رکھتا ہے۔''

کہا جاتا تھا کہ اگر پہننے والے کی صحت خراب ہونے کا خدشہ ہوتو اس پتھر کا رنگ تبدیل ہوجاتا ہے۔ لوگ کہتے تھے اگر کوئی بیمار شخص اسے پہنے اور اس کی موت واقع ہونے والی ہوتو مرجان کا رنگ زرد ہوجائے گا۔ 1594ء میں لکھی گئی نظم "Three Ladies of London" میں کہا گیا ہے:

''جب تم بیمار رہو گے تو مرجان زرد ہوجائے گا۔''

لوگ جادو اور مرگی سے بچنے کے لیے اسے پہنا کرتے تھے۔ وہ اسے ''شیطان کے حملوں''، طوفانوں اور زمین کی بربادی سے محفوظ رہنے کے لیے بھی پہنتے تھے۔ آج بھی لوگ نومولود بچوں کے گلے میں مرجان لٹکاتے ہیں تاکہ وہ بیماریوں سے محفوظ رہیں نیز بری روحیں ان سے دور رہیں۔ ایک قدیم مصنف لکھتا ہے کہ: ''مرجان خون کے جریان کو روکتا ہے' مکانوں کو آسمانی بجلی سے محفوظ رکھتا ہے اور بچوں کو بری روحوں اور جادو سے تحفظ دیتا ہے۔'' اگر اسے کھا لیا جائے تو' کہا جاتا تھا' یہ بدہضمی دور کرتا ہے اور مرگی کے دوروں سے بچاتا ہے۔

آئرس کے نواح میں اگتا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی جھاڑی ہے' جس کے پودے گہرے ہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس میں سفید پھول لگتے ہیں جن سے نشہ آور تیز بو خارج ہوتی ہے۔ انگلینڈ کی روایات کے مطابق آک کے پودے کے دودھ کو جادوگرنیاں اپنے جادوئی عمل میں استعمال کرتی تھیں۔ فرائز لینڈ کے کسانوں میں ایک روایت تھی کہ جمعے کے دن کسی عورت کو گھر نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ اس روز جادوگرنیاں اجلاس منعقد کرتی ہیں اور ویرانوں میں رقص کرتی ہیں۔ نیاپولیٹن کی جادگرنیاں بینیوینٹو کے نزدیک اخروٹ کے ایک درخت کے نیچے اپنے اجلاس منعقد کرتی تھیں۔ بولوگنا کے نزدیک رہنے والے کسان کہتے ہیں کہ ان کی جادوگرنیاں سینٹ جان کی شام کو اخروٹ کے درختوں کے نیچے اجلاس منعقد کرتی تھیں۔ ایک مصنف لکھتا ہے کہ ''مشرقی جادوگرنیوں کی طرح یورپی جادوگرنیاں آدھی رات کو جادوئی عمل کرتی ہیں اور اپنے جھاڑوؤں کو جادوئی عمل میں استعمال کرتی ہیں۔'' پرانے زمانوں میں ایک عجیب وغریب خیال پایاجاتا تھا کہ جادوگرنیاں اپنے جھاڑو پر اڑتی ہیں۔ تاہم اس ضعیف الاعتقادی کے باوجود جرمنی کے بعض علاقوں میں لوگ اپنی دہلیز کے ساتھ جھاڑو رکھتے ہیں تاکہ کوئی بری روح گھر میں داخل نہ ہوسکے۔ آئرلینڈ میں جھاڑو کو ''پریوں کا گھوڑا'' کہتے تھے۔ اس کے حوالے سے تصور تھا کہ جادوگرنیاں آدھی رات کو جھاڑو پر بیٹھ کر اڑتی ہیں۔

کہا جاتا تھا کہ بھنگ کا پودا جادوگرنیوں کا پسندیدہ ترین پودا ہے اور وہ اسے اپنے جادوئی عملوں میں استعمال کرتی تھیں۔ لوگوں کا عقیدہ تھا کہ Rowan کا درخت جادوگرنیوں پر بہت اثر رکھتا ہے اور وہ اس سے خوف زدہ رہتی ہیں۔ لوگوں کا عقیدہ تھا اس درخت کی چھوٹی سی ٹہنی جیب میں رکھنے سے جادوگرنیاں دور رہتی ہیں۔ جرمنی' ناروے اور ڈنمارک میں لوگ اپنے اصطبل کے دروازوں پر اس کی ٹہنیاں لٹکاتے تھے تاکہ جادوگرنیاں اندر نہ جاسکیں۔

بہت سے پودوں کے حوالے سے لوگوں کا یقین تھا کہ وہ ''بری نظر'' سے محفوظ رکھتے ہیں چنانچہ اس مقصد کے لیے روس میں صنوبر کے درخت کے تنے سے سرخ کپڑا باندھ دیا جاتا تھا۔ جرمنی میں اس مقصد کے لیے مولی استعمال ہوتی تھی جبکہ چین کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ لہسن بری نظر سے محفوظ رکھتا ہے۔

جاتے تھے۔ منچنیل درخت کے نیچے کوئی نہیں سوتا تھا کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کے نیچے سونے والا انسان لازماً مر جائے گا۔

لینیئس بیان کرتا ہے کہ جنگلی زیتون کی خوشبو کو مہلک مانا جاتا تھا۔ ہندوستان میں اسے ''گھوڑا مار'' کہتے تھے۔ اٹلی میں بھی اسے زہریلی بوٹی تصور کیا جاتا تھا۔ کونین کے درخت کو بھی قدیم زمانوں میں شیطانی درخت قرار دیا جاتا تھا۔ پلینی لکھتا ہے کہ ''اس کے پتوں میں سے اژدھے اڑتے ہیں۔'' روس میں بھی اسے شیطانی درخت مانا جاتا ہے۔ انگلینڈ میں اسے ہمیشہ جادوگرنیوں سے منسوب کیا گیا ہے۔ بھنگ کے پودے سے بھی برے شگون منسوب تھے۔ اسے جنازوں میں استعمال کیا جاتا تھا اور قبروں پر بکھیرا جاتا تھا۔ ایک پرانی روایت کے مطابق اگر خرگوش پر اس کا رس چھڑک دیا جائے تو اس علاقے کے سارے خرگوش وہاں سے بھاگ جائیں گے۔ اس زمانے کا ایک مقولہ تھا کہ ''کتا پاگل ہوکر مر جائے تو جان لو اس نے بھنگ کھالی ہوگی۔'' جرمن کسان اسے ''شیطان کی آنکھ'' کہا کرتے تھے۔

دھتورے کو شیطانی خصوصیات کا حامل پودا تسلیم کیا جاتا تھا۔ جرمنی میں کائی کو ''شیطان کا پنجہ''، تخم سفید کو ''شیطان کا سر'' اور Orchid کو ''شیطان کا ہاتھ'' کہا جاتا تھا۔ کھمبی کو ''شیطان کی ڈوری'' کہا جاتا تھا۔ Clematise کو ''شیطان کا دھاگا'' کہتے تھے۔ تھوہر کو ''شیطان کی سوئیاں'' کہا جاتا تھا۔ سویڈن میں لگرمتے کو ''شیطان کا مکھن'' کہا جاتا تھا۔ Spurge کو ''شیطان کا دودھ'' کہتے تھے۔ Convolvulus کو ''شیطان کا ایپرن'' کہتے تھے۔ آئرلینڈ میں Nettle کو ''شیطان کی روٹی'' کہا جاتا تھا۔ اجوائن کو ''شیطان کا موزہ'' کہا جاتا تھا۔ Lycopodium کو ''شیطان کی نسوار کی ڈبی'' کہا جاتا تھا۔ بعض علاقوں میں خودرو جڑی بوٹیوں کو ''شیطان کی ڈاڑھی'' کہا جاتا ہے۔

برازیل میں ایک پودا جیٹروفا یوریز اگتا ہے۔ اس کے پتوں میں زہر ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان انہیں کھالے تو پہلے اسے اونگھ آتی ہے، پھر ہونٹ سوج جاتے ہیں اور آخر دل کی حرکت رک جاتی ہے۔ ہندوستان میں Pouchkine کو بہت مہلک پودا تصور کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے قریب سے شیر بھی راستہ بدل جاتا ہے اور اس کے اردگرد پرندے گھونسلہ نہیں بناتے۔ سرحدی قبائل اس کے عرق سے اپنے تیروں کو زہریلا بناتے تھے۔ بری خصوصیات والے ایک اور پودے کو ''ڈراؤنا خواب پھول'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ پودا بیونس

اس کی ہو جائے گی۔ مصنف بڑی معصومیت سے لکھتا ہے "تم اس منتر کو کسی کتے پر آزما سکتے ہو۔"

ایک دوسرا منتر تھا: H.L.N.P.M.Q.U.M۔ اس منتر کو سورج طلوع ہونے سے بائیں ہاتھ پر لکھنا پڑتا تھا۔ یہ منتر عورتوں کے لیے تھا۔ عورتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اسے بائیں ہاتھ پر لکھنے کے بعد اس مرد کی گردن کو چھوئیں جس کی محبت کے حصول کی آرزو ہو۔

ایک اور منتر دائیں ہاتھ پر اپنے خون سے لکھنا ہوتا تھا۔ وہ منتر یہ تھا:
O.C.L.P.E.A.N.A.P.A.R.A.B.۔ اسے سورج طلوع ہونے سے پہلے لکھنا ہوتا تھا۔ جس شخص کی محبت مطلوب ہو اسے چھوتے ہوئے درج ذیل جملہ ادا کرتا ہوتا تھا:

"Ei signere me et stat in vaniet tilei."

محبت کے حصول کا ایک پیچیدہ جادوئی طریقہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے: "محبوبہ کے سر کے تین بال لو اور ایک ایسا دھاگا لو جسے کسی کنواری لڑکی نے جمعے کے دن کاتا ہو۔ تازہ موم سے موم بتی بناؤ۔ چڑے کے خون سے زمین پر مطلوبہ عورت کا نام لکھو اور موم بتی کو روشن کرو، موم کے قطرے عورت کے نام پر گرنے چاہئیں۔"

ایک اور جادوئی طریقہ بہت زیادہ مؤثر مانا جاتا تھا' جو کہ یہ ہے: "نوزائیدہ لڑکے کی آنول لے کر اسے سکھاؤ اور پھر اس کا سفوف بنا کر جس عورت یا مرد کی محبت مطلوب ہے اسے کسی مشروب میں ملا کر پلا دو۔"

محبت کے حصول کے لیے "زہرہ کی مہر" بھی استعمال کی جاتی تھی۔ اس کی تیاری کے لیے موزوں وقت وہ ہوتا تھا' جب زہرہ ستارہ چاند کے نزدیک ہوتا اور دیگر سیارے ستارے بھی موافق مقامات پر ہوتے۔ سولہویں صدی کا مصنف "زہرہ کی مہر" کے استعمال کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "پہلے تو عورت کو بتا دو کہ تم اس سے محبت کرتے ہو۔ اس کے بعد جب زہرہ ستارے کا دن اور وقت ہو' اسے "زہرہ کی مہر" کے سفوف سے تیار کیا ہوا شربت پلا دو۔ حیرت انگیز طور پر وہ تم سے محبت کرنے لگے گی۔"

محبت کے حصول کا ایک اور عجیب و غریب طریقہ یہ تھا: "چڑیا کی زبان کو تازہ موم کے اندر رکھ کر اپنے لباس کے اندر چار دن تک چھپائے رکھو۔ پھر اسے نکال کر اپنی زبان کے نیچے رکھو اور اس عورت کا بوسہ لو جس سے تم محبت کرتے ہو۔"

چودھواں باب

محبت اور جادو

انسان اپنی تخلیق کے بعد سے محبت کی ''بیماری'' کے علاج کے لیے جادوگروں سے مدد لیتا آیا ہے۔ جادوگروں کی مدد دونوں اصناف نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے لی ہے۔ دیومالاؤں میں اس غرض سے مختلف جادوئی رسوم ادا کی جاتی تھی' تعویذ باندھے جاتے تھے اور جادوئی جڑی بوٹیاں استعمال کی جاتی تھیں۔

گیارہویں صدی میں لکھے گئے ایک شامی مخطوطے میں ایک مصری کی کہانی موجود ہے' جو کسی دوسرے شخص کی بیوی سے محبت کرنے لگا تھا۔ اس نے ایک جادوگر کی خدمات حاصل کیں اور اسے کہا کہ وہ عورت کے دل میں اس کی محبت جگا دے نیز دوسرے شخص کے دل میں اس کی بیوی کے لیے نفرت پیدا کردے۔ جادوگر نے عورت کو گھوڑی دیا' تاہم ایک نیک آدمی میگاریئس نے اسے دوبارہ انسان بنا دیا تھا۔ اس نے مقدس پانی اس کے سر پر ڈالا تو وہ دوبارہ انسان بن گئی تھی۔

وسطی زمانوں میں محبت کے حصول کے لیے جادوئی طاقت والی مہریں' چمڑے کے ٹکڑوں پر الفاظ یا حروف' مومی پتلے' جادوئی جڑی بوٹیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ ان کے علاوہ لوگ تعویذ پیا بھی کرتے تھے۔

موصل سے دریافت ہونے والے ایک قدیم عبرانی مخطوطے میں محبت کے جادو بھی لکھے گئے ہیں۔ ایک ترکیب کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی محبوبہ کا نام نشاستے اور زعفران سے لکھ کر اسے چھودے تو وہ اس سے محبت کرنے لگے گی۔

محبت کا ایک منتر سولہویں صدی کے ایک مخطوطے میں درج ہے۔ اگر محبت کرنے والا مرد اپنے بائیں ہاتھ پر H.L.D.P.N.A.G.U لکھ کر محبوبہ کو اس ہاتھ سے چھوئے تو وہ

محبت کے منتروں کے ساتھ سیبوں کا تعلق بہت پرانا ہے۔ ذیل میں پندرہویں صدی کے ایک مخطوطے سے اس کی پانچ مثالیں درج ہیں:

سولہویں صدی کے ایک سیب پر "Guel+Bsatirell+Gliaell+ لکھ کر اس عورت کو کھلا دو جس کی محبت کا حصول مطلوب ہو۔"

"ایک سیب پر Raguell, Lucifer, Sathnus لکھ کر کہو کہ اے سیب! میں تجھ پر جو نام لکھے ہیں ان کے واسطے جو تجھے کھائے اسے میری محبت میں مبتلا کر دے۔"

"سیب کے درخت سے ایک سیب توڑو اور اس پر +Deleo+Delato+ لکھو اور کہو کہ اے سیب! تجھے ان ناموں کا واسطہ! جو عورت یا کنواری لڑکی تجھے کھائے اسے میری محبت میں یوں مبتلا کر دے جیسے آگ موم کو پگھلا دیتی ہے۔"

"ایک سیب پر اپنا نام اور +Heupide+Cosmer+Synadyg+ لکھو۔ اس سیب کو کھانے والا وہی کرے گا جو تم چاہو گے۔"

"ایک سیب کے پانچ ٹکڑے کرو اور ہر ٹکڑے پر +Obing+Sathiel+Sathid+Siagestard لکھو اور سیب کو خداوند کا اور مقدس حواریوں کا اور سیموئیل اور مریم کا واسطہ دے کر کہو کہ تجھے کھانے والی عورت کو اس وقت تک چین نہ آئے جب تک وہ میری محبت کا جواب محبت سے نہ دے۔"

طلسماتی سیب جس پر جادوئی حروف لکھے ہوئے ہیں۔

سولہویں صدی میں محبت کے حصول کے لیے کیے جانے والے جادوئی عملوں میں موی پتلوں کا استعمال عام تھا۔ ایک مخطوطے میں اس حوالے سے ایک طریقہ ملتا ہے: ''اس عورت کا موی مجسمہ بناؤ' جس سے تمہیں محبت ہے۔ اس پر مقدس پانی چھڑکو۔ اس پتلے کی پیشانی پر عورت کا نام اور اپنا نام اس کی چھاتیوں پر لکھو۔ اس کے بعد ایک نئی سوئی پتلے کی کمر میں کھبو دو' ایک اس کے دائیں اور دوسری اس کے بائیں پہلو میں کھبو دو۔ اس کے بعد اس کے نام کی آگ جلاؤ اور راکھ پر اس عورت کا نام لکھو۔ پھر پتلے پر رائی کے بیج اور تھوڑا سا نمک ڈال دو۔ اب پتلے کو آگ میں ڈال دو جوں جوں آگ تیز ہوتی جائے گی اور پتلا پگھلتا جائے گا' اس عورت کے دل میں محبت بڑھتی جائے گی۔''

محبت کے حصول کا ایک اور طریقہ تھا: ''عورت کے سر کے بال لو اور آنے والے جمعے تک اپنے پاس رکھو۔ پھر اس روز سورج طلوع ہونے سے پہلے اپنے خون سے اپنا اور اس کا نام موم یا چمڑے کے ٹکڑے پر لکھو اور بالوں سمیت آگ میں جلا کر راکھ کر دو۔ پھر اس راکھ کو گوشت اور شراب میں ملا کر مطلوبہ عورت کو کھلا پلا دو۔ اس کے بعد جب تک وہ تم سے نہیں ملتی اسے قرار نہیں ملے گا۔''

سولہویں صدی میں محبت کے حصول کے لیے ایک طریقہ مروج تھا' جو آج بھی باقی ہے۔ یہ طریقہ یوں بیان کیا گیا ہے: ''مکڑی کو جالے سمیت ایک اخروٹ کے اندر بند کر دو۔ خیال رہے کہ جالا نہ ٹوٹے۔ جب تک مکڑی اخروٹ کے اندر موجود رہے گی مطلوبہ عورت تم سے محبت کرتی رہے گی۔''

کسی عورت کی محبت کے حصول کا ایک اور عجیب وغریب طریقہ یوں بیان کیا گیا ہے: '' بالشت بھر نئے چمڑے سے اپنی اور اس عورت کی شبیہیں بناؤ' جس سے تم محبت کرتے ہو۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خون نکال کر اپنے پتلے پر اپنا نام اور عورت کے پتلے پر اس کا نام لکھو۔ پھر چمڑے کے ٹکڑے کو یوں تہہ کرو کہ شبیہیں ایک دوسرے کے اوپر ہوں۔ یہ سارا عمل اس طرح کرنا ہے کہ زہرہ کے دن یعنی جمعے کو اپنی شبیہہ بناؤ اور اس سے اگلے جمعے عورت کی شبیہہ بناؤ۔

یہ سب کرنے کے بعد اس چمڑے کے ٹکڑے کو دن میں تین مرتبہ اپنے پاؤں تلے روندو۔ ساتھ ہی عورت کا نام لے کر شیطان سے استدعا کرو کہ اسے تب تک چین نہ آئے جب تک وہ تم سے محبت نہ کرنے لگے۔''

محبت کے حصول کے ایک جادوئی طریقے میں مینڈک بھی نمودار ہوتے ہیں۔ شاید یہ شامیوں سے مستعار لیا گیا تھا: "مارچ کے مہینے میں' کہ جب مینڈک کثرت سے پائے جاتے ہیں' دو مینڈکوں کو پکڑ کر ہلاک کرو اور ایک سوراخ دار ڈبے میں ڈال کر چیونٹیوں کے بلوں کے پاس رکھ دو۔ جب صرف ہڈیاں بچ جائیں تو انہیں نکال کر بہتے پانی میں ڈال دو۔ تم دیکھو گے کہ ایک ہڈی بہاؤ کی مخالف سمت بہنے لگے گی۔ ایک ہڈی بالکل سیدھی کھڑی ہو جائے گی اور ایک ڈوب جائے گی۔ ان تینوں کو نکال لو۔ جو ہڈی بہاؤ کی مخالف سمت بہنے لگی تھی اسے ایک انگوٹھی میں جڑوا لو۔ جو عورت تمہارے ہاتھ سے اسے قبول کرے گی' وہ تم سے محبت کرنے لگے گی۔ جو ہڈی پانی میں سیدھی کھڑی ہو گئی تھی' اسے بھی ایک انگوٹھی میں جڑوا لو۔ تم یہ انگوٹھی جس عورت کو بھی دو گے وہ تمہاری خواہش کے مطابق عمل کرے گی۔ جو ہڈی ڈوب گئی تھی' اسے پیس کر سفوف بنا لو۔ جس عورت کو یہ سفوف شربت میں گھول کر پلا دو گے' وہ تم سے نفرت کرنے لگے گی۔"

جادوئی مخطوطوں میں درج ہے کہ محبت کے حصول کے لیے بال' پر' سانپ کی کینچلی اور "پراسرار آنکھ کا خون" استعمال کیا جاتا تھا۔ انہیں حفاظتی مقاصد کے علاوہ تباہی کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ قیاس ہے کہ "پراسرار آنکھ کا خون" سے مراد "اژدھے کا خون" ہے جو کہ صدیوں تک محبت کے حصول کا ایک مؤثر ٹوٹکا مانا جاتا رہا ہے۔ دراصل یہ ایسٹ انڈیز میں اگنے والے ایک درخت کی گوند ہوتی ہے' جسے یہ نام دیا گیا تھا۔ آج کل اسے وارنش میں رنگ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ تین سو سال پہلے اسے سنار اور رنگساز بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ تاہم اسے آج بھی جادوئی ٹوٹکے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ آج بھی لندن کے کچھ حصوں اور شمالی انگلستان میں اسے محبت کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس کے استعمال کا طریقہ اسرار کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ بڑی دشواری اور تلاش کے بعد تھوڑی سی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اس عام سی تجارتی شے کے جادوئی ٹوٹکے کے طور پر استعمال کے کئی طریقے ہیں۔ ایک طریقہ لڑکیاں بہت استعمال کرتی ہیں۔ تھوڑا سا اژدھے کا خون ایک کاغذ میں لپیٹ کر آگ میں ڈال دیا جاتا تھا اور بے وفائی کر جانے والے محبوب کو واپس لانے کے لیے لڑکیاں یہ شعر پڑھتی تھیں۔

"اے خداوند! اسے کہیں سکھ چین نہ ملے

کیے جاتے تھے۔ مختلف بیماریوں کے لیے بے شمار منتر درج کیے گئے ہیں۔ گنجے شخص کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اخروٹ کے تیل پر منتر پڑھ کر سر پر اس تیل سے مالش کرے۔ کسی امیر آدمی کو اس کی دولت وثروت سے محروم کرنے کے لیے چیونٹی کے بل کی مٹی پر منتر پڑھ کر اس امیر آدمی کے چہرے پر پھینک دیا جاتا تھا۔ کسی بیمار کے جینے مرنے کا جاننے کے لیے: ''مریض پر منتر پڑھ کر پھونکو' اگر وہ تمہاری طرف رخ کرے تو جان لو کہ وہ زندہ رہے گا اور اگر دوسری طرف رخ کرے تو مر جائے گا۔'' کسی عورت کے حصول کے لیے: ''اپنے ہاتھ سے خون نکال کر اس عورت کا نام اپنے دروازے پر لکھو۔ ہرن کی کھال پر اپنے خون سے اپنا نام لکھ کر ''تلوار'' میں درج منتر پڑھو۔ وہ عورت خود چل کر تمہارے گھر آ جائے گی۔'' اس کتاب میں دشمنوں کو زیر کرنے کے لیے بھی منتر دیئے گئے ہیں۔

گیسٹر نے ایک اور قدیم عبرانی مخطوطے کا ترجمہ کیا ہے' جس کا نام "Secretum Secretorum" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسے ارسطو نے سکندر اعظم کے لیے لکھا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مخطوطہ سورج دیوتا کے مندر سے دریافت ہوا تھا۔ اسے سونے کے پانی سے لکھا گیا تھا اور یونانی سے شامی میں اور شامی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ اس کے تیرہ ابواب ہیں۔ آخری باب فطری اسرار' قیمتی پتھروں کے خواص وغیرہ پر مشتمل ہے۔ پتھروں میں Bezoar کا ذکر کیا گیا ہے' جسے ازمنہ وسطیٰ میں طاعون اور دیگر بیماریوں کا علاج تصور کیا جاتا تھا۔ یہ ایک صفراوی پتھر ہوتا تھا' جو کہ ہرن جیسے چھوٹے جانوروں کے معدوں میں پایا جاتا تھا اور اس سے پراسرار خواص منسوب کیے گئے تھے۔ مذکورہ بالا کتاب کا مصنف لکھتا ہے: ''اگر اسے بچوں کے گلے میں پہنایا جائے تو یہ انہیں مرگی اور حادثات سے محفوظ رکھتا ہے۔''

کتاب میں مزید درج ہے کہ ''یاقوت تین قسم کا ہوتا ہے: ''سرخ' زرد اور سیاہ۔ سرخ یاقوت بیماری سے محفوظ رکھتا ہے' جرأت بخشتا ہے اور عزت وتوقیر میں اضافہ کرتا ہے۔ زمرد کو انگوٹھی میں جڑوا کر پہنا جائے تو معدے کے درد میں آرام دیتا ہے نیز اگر اسے گھول کر پی لیا جائے تو کوڑھ کے لیے مفید ہوتا ہے۔ Firzag ایسا پتھر ہے جو بادشاہوں کو بہت پسند ہے اور اس کی اہم ترین خاصیت یہ ہے کہ اسے پہننے والے کو کوئی قتل نہیں کر سکتا۔''

''اتوار کے دن' جب اسد اور سول کا ملاپ ہو اور سورج اس میں موجود ہو نیز چاند دس درجے بلندی پر ہو تو چاندی اور سونے کی انگوٹھی میں فیروزے کا نگینہ جڑو۔ اس پر ایک

پندرھواں باب

جادو پر لکھی گئیں قدیم کتابیں

پہلی سے لے کر چوتھی صدی کے درمیان جادو پر لکھی گئی بہت کم کتابیں موجود ہیں۔ تاہم برٹش میوزیم آکسفورڈ اور میونخ میں موجود قدیم عبرانی سے ترجمہ شدہ مخطوطوں کی مدد سے اس موضوع پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک مخطوطہ ''موسیٰ کی تلوار'' کہلاتا ہے۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ عیسوی سن کی ابتدائی چار صدیوں کے دوران لکھا گیا تھا۔ یہ اس لیے بھی خصوصاً دلچسپی کا حامل ہے کہ اس میں موجود نام کئی صدیوں بعد لکھے گئے مخطوطوں میں بھی بیان کیے گئے ہیں اور ان کا تعلق جادو اور طب سے ہے۔ اس مخطوطے میں لکھا گیا ہے کہ خداوند کی عطا کردہ تلوار پر چار فرشتے نگرانی کے لیے متعین ہیں۔ ان فرشتوں کے نام ہیں:

SKD HUZI, MARGIOIAL, VHDRZIOLO, and TOTRIST

جو شخص اس ''تلوار'' پر منتر پڑھے گا' اس کی مراد پوری ہوگی۔ ''جو شخص اس تلوار کو استعمال کرنے کا خواہاں ہو' وہ تین دن پہلے دنیا کی آلودگیوں سے دور ہو جائے۔ سارا دن فاقہ کرے اور صرف شام کو کھائے پیے اور لازماً پاک صاف شخص کا تیار کردہ کھانا کھائے' کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ نمک سے دھوئے اور صرف پانی پیئے۔ جادو کا عمل چھپ کر کیا جانا چاہیے۔

اس کے بعد طول طویل اور پیچیدہ ہدایات دی گئی ہیں۔ ''تلوار'' نامی کتاب میں خداوند یا فرشتوں کے پراسرار سے نام درج ہیں۔ اس میں وہ نام اور منتر درج ہیں جنہیں ظروف پر لکھا جاتا تھا یا تعویذ کی صورت میں گلے میں لٹکایا جاتا تھا۔ بعض منتر ایسے تھے کہ انہیں سرگوشی کی صورت میں لوگوں کے کانوں میں پھونکا جاتا تھا۔ بعض کے ساتھ تیل استعمال

راستے پر ڈالا اور اسی نے مجھے مقدس اسرار سے آگاہ کروایا۔
ابرامیلین نے مجھے بری روحوں پر غلبہ پانا سکھایا۔''

ابراہام لکھتا ہے کہ وہ 13 رفروری 1397ء کو مصر روانہ ہوا تھا۔ وہ دو برس قسطنطنیہ میں مقیم رہا۔ ابرامیلین نے اسے دو مخطوطے دیئے' جن میں مقدس راز لکھے ہوئے تھے۔ اس نے ہدایت دی کہ وہ انہیں اپنے ہاتھ سے نقل کر لے۔ اس کے بعد وہ مصر سے روانہ ہوا اور اپنے وطن واپس آ گیا۔ وہ راستے میں آنے والے ہر شہر کے جادوگروں سے ملا۔ ارجنٹائن میں وہ جیمز نامی عیسائی سے ملا۔ ''تاہم وہ جادوگر نہیں محض ایک شعبدہ باز تھا۔'' وہ بیان کرتا ہے کہ پراگ میں ''مجھے ایک شریر انسان انٹونی ملا' جس نے حقیقتاً مجھے مافوق الفطرت اور حیران کن کام کر کے دکھائے۔ اس نے شیطان سے معاہدہ کر کے اپنی روح اسے دی ہوئی تھی۔ شیطان نے اسے چالیس سالہ زندگی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ تاہم ایک دن وہ نالی میں یوں مرا ہوا پایا گیا کہ اس کی زبان کٹی ہوئی تھی۔'' اس کے بعد وہ ہنگری سے گزرا تاہم یہاں اسے وحشی جانوروں سے بھی بدتر لوگ ملے۔ یہاں سے گزر کر وہ یونان پہنچا جہاں اسے بہت سے دانا لوگ ملے۔ ان میں سے تین دانا انسان ویرانے میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسے حیران کن عمل کر کے دکھائے۔ قسطنطنیہ کے قریب ایک شہر میں اسے ایک شخص ملا' جو زمین پر مخصوص اعداد لکھ کر دہشت ناک منظر دکھایا کرتا تھا۔ لنز میں اسے ایک جوان عورت ملی' جس نے اسے ایک ایسا مرہم دیا جسے ہاتھوں اور پیروں پر ملنے سے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ بعدازاں اس لڑکی نے اعتراف کیا کہ یہ مرہم اسے شیطان نے دیا تھا۔

مخطوطے کے دوسرے حصے میں اس نے اپنے جادوگری کے واقعات لکھے ہیں' جنہیں وہ ایک چھ' سات یا آٹھ سالہ بچے کی مدد سے انجام دیتا تھا۔ وہ لکھتا ہے: ''اس عمر کے بچے کا انتخاب' اس لیے کیا جاتا ہے کیونکہ وہ معصوم اور خارجی اثرات سے محفوظ ہوتا ہے۔ بچے کو سفید لباس پہنایا جاتا ہے اور آنکھوں پر سفید ریشمی پٹی باندھی جاتی ہے۔ اس پٹی پر لفظ ''یورائیل'' لازماً لکھنا چاہیے۔ عامل کو بھی آنکھوں پر پٹی باندھنی چاہیے لیکن وہ سیاہ ریشم کی ہو اور اس پر لفظ آدم لکھا ہونا چاہیے۔ عوددان میں بخورات سلگاؤ اور قربان گاہ کے سامنے جھک جاؤ۔ وہاں چاندی کی ایک پلیٹ موجود ہونی چاہیے جس پر فرشتہ غیب کی باتیں لکھے گا۔''

دراز قامت عریاں حسینہ کی تصویر نقش ہونی چاہیے جو کہ شیر پر سوار ہو اور چھ مرد اس کی پرستش کر رہے ہوں۔ اس انگوٹھی کو پہننے والے کو عزت اور توقیر حاصل ہوگی۔ لوگ اس شخص کی اطاعت کریں گے اور اس کی ہر خواہش پوری کریں گے۔"

فوجی سالار سے مخاطب ہو کر لکھا گیا ہے کہ وہ اپنے پاس زہر رکھے، جو ناگہانی حالات میں اسے دشمن کے ہاتھوں میں جانے سے بچائے گا۔ زہر کو "جنگ کا خفیہ ہتھیار" لکھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولین زمانوں میں زہر کو جنگوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ شاید زہر کو کنوؤں کے پانی میں ملایا جاتا ہو۔

فرانس میں ببلیوتھیک ڈی لار آرسینل، پیرس میں ایک قدیم عبرانی مخطوطے کا فرانسیسی ترجمہ موجود ہے، جسے میتھرز نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسے سرخ اور سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے "جادو کی عظیم کتاب" اور اس پر اشاعت کا سن 1458ء درج ہے۔ اس کا مصنف ابراہام نامی یہودی تھا۔ ابراہام نے اس کتاب میں درج جادوئی عبارتوں کو حضرت موسیٰ و سلیمانؑ سے منسوب کیا ہے۔ مصنف لکھتا ہے کہ اس نے اپنے باپ اور دیگر داناؤں سے تعلیم پائی۔

> "میرے باپ نے موت سے تھوڑا پہلے مجھے مقدس کبالہ کے اسرار بتائے تھے۔ اپنے باپ کی موت کے بعد جب میری عمر بیس برس ہوئی تو مجھے الوہی اسرار جاننے کا بے حد اشتیاق ہوا۔ میں نے سنا کہ مینس میں موسیٰ نامی ایک ربی رہتا ہے، جو بہت مشہور جادوگر ہے۔ میں اس سے جادو سیکھنے پہنچا لیکن مجھے علم ہوا کہ اس کے پاس الوہی جادو نہیں ہے بلکہ اس نے مصریوں سے کچھ خاص شعبدے سیکھے ہوئے ہیں نیز ایرانیوں اور بت پرستوں کے توہمات کو اپنائے ہوئے ہے۔ اس نے عربوں سے جڑی بوٹیوں اور ستاروں کا علم بھی حاصل کیا ہوا تھا۔ حد تو یہ ہے کہ اس نے عیسائیوں سے بھی کچھ شیطانی فن سیکھے ہوئے تھے۔"
>
> "میں نے دس برس یونہی ضائع کر دیے، تاوقتیکہ مصر میں ایک بوڑھے حکیم کے گھر پہنچ گیا، جس کا نام ابرامیلین تھا۔ اس نے مجھے سچے

مقدس تیل کی تیاری کا فارمولا درج ذیل ہے:
''مُر ایک حصہ' عمدہ دار چینی دو حصے' پان کی جڑ نصف حصہ اور ان سب کے وزن کے نصف وزن کے برابر زیتون کا تیل لے کر سب اشیاء کو شیشے کی بوتل میں ڈال دو۔''
خوشبو بنانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے:
''ایلوا 1/4 حصہ' لوبان ایک حصہ' صنوبر' گلاب' گگل کی لکڑی لے کر باریک پیس لو۔ اس سفوف کو ایک ڈبے میں رکھنا ہے۔''
''جادوگر کے پاس بادام کے درخت کی چھڑی لازماً ہونی چاہیے۔ یہ ہموار اور سیدھی ہو اور چھ فٹ لمبی ہو۔''
''غیب گوئی سے قبل جادوگر کو مخصوص لباس پہننا چاہیے۔ اسے جوتے نہیں پہننے چاہیں۔ مناجات کے بعد جادوگر کو مقدس تیل سے اپنی مالش کرنی چاہیے اور اپنی تمام اشیاء پر بھی تیل ملنا چاہیے۔ پھر اسے منتر پڑھنے چاہئیں اور انتظار کرنا چاہیے کہ فرشتہ چاندی کی پلیٹ پر لکھے۔ یہ پلیٹ بچے کے قریب قربان گاہ پر رکھی ہونی چاہیے۔ یہ سلسلہ سات دن تک جاری رہنا چاہیے۔ ساتویں دن روحیں رونما ہوجاتی ہیں۔ پہلے تین دن مختلف مطالبے کیے جاسکتے ہیں۔ اگر روحیں بے چین سی دکھائی دیں تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ انہیں مقدس چھڑی دکھائی جائے۔ اگر وہ شرارت کرتی رہیں تو قربان گاہ پر دو تین ضربیں لگاؤ' وہ پرسکون ہوجائیں گی۔''
ابراہام نے ان روحوں کے نام بھی لکھے ہیں جنہیں بلوایا جاسکتا تھا۔ ان میں چار اعلیٰ ترین روحوں لوسی فر' لیویاتھن' شیطان (Satan) اور بیلیئل کے علاوہ تین سو کے لگ بھگ ماتحت روحیں شامل ہیں۔ وہ سختی سے کہتا ہے کہ برے مقاصد کے لیے جادو نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح وہ تاکید کرتا ہے کہ جادوگر کو ایسی جگہ عمل نہیں کرنا چاہیے' جہاں لوگ اسے دیکھ سکتے ہوں۔ جادوگر کی اجرت دس سنہرے فلورین یا ان کی قدر کے برابر ہوگی۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنی اجرت غریبوں میں بانٹ دے۔ ابراہام نے جادوگروں کو ہوا میں اڑنے کا طریقہ بھی بتایا ہے' تاہم ان کے رات کے وقت اڑنے پر پابندی لگائی ہے۔
مقدس جادو کی تیسری کتاب میں ابراہیلین نے وہ تمام علامات دی ہیں' جن کے ذریعے وہ سب حیران کن کام کیا کرتا تھا۔ اس نے انہیں درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا ہے:

اس کے بعد مخطوطے میں جادوگری کی تربیت کے حوالے سے تفصیلات درج ہیں۔ جادو سیکھنے والے کی عمر ''25 سال سے کم اور 50 سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔'' صرف کنواری عورت ہی جادو کی تربیت لے سکتی ہے۔ تاہم اس حوالے سے سختی سے ہدایت دی گئی ہے کہ عورتوں کو اہم معاملات کی ہوا بھی نہیں لگنے دی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی جنس اور باتونی پن کی وجہ سے حوادث کا باعث بن سکتی ہیں۔

''جادوگر کی خواب گاہ معبد کے نزدیک ہونی چاہیے۔ اور بستروں کی چادریں اور پردے ہر سبت کی شام تبدیل کرنے چاہئیں۔ اس کمرے میں کتا، بلی یا کوئی اور جانور داخل نہیں ہونا چاہیے۔ جادوگر کو کھانے پینے اور سونے میں اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ اسے نمائش پسند نہیں ہونا چاہیے۔ اسے شراب نوشی اور عوامی عشائیوں سے بالخصوص دور رہنا چاہیے۔''

جادوگر کو لباس کے حوالے سے بھی ہدایات دی گئی ہیں:

''نمود ونمائش سے پرہیز کرو۔ تمہارے پاس دو جوڑے ہوں گے تم سبت کی شام لباس تبدیل کیا کرو۔ پہننے سے پہلے لباس کو دھونی دے لیا کرو۔''

جادوگری کی تربیت چھ ماہ جاری رہتی اور اس کے بعد اس کا کمرہ تیار کیا جاتا۔ ''اگر شہر میں رہائش گاہ منتخب کی جا رہی ہو تو ایسا کمرہ لیا جائے جس کی کھڑکی کے ساتھ بالکونی ہو۔ کمرے کے فرش پر ریت کی دو انگلی موٹی تہہ بچھائی جائے۔ جادو کی رسوم ادا کرنے کے بعد اس ریت کو کسی خفیہ جگہ چھپا دیا جائے۔''

''تاہم کسی چھوٹے جنگل میں رہائش کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ جنگل کے درمیان درختوں کی عمدہ شاخوں سے جھونپڑا بناؤ اور اس کے درمیان میں ایک قربان گاہ بناؤ۔ قربان گاہ لازماً لکڑی سے بنائی جائے اور اسے اندر سے الماری کی طرح کھوکھلا ہونا چاہیے۔ اس کے اندر دو جوڑے لباس کے، جادو کی چھڑی، تاج، مقدس تیل، ایک پیٹی اور خوشبو رکھیں۔''

اس کے بعد جادوگر کے لباس کے بارے میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ جادوگر کی عبا لینن کی ہو اور کھلی ڈلی ہو۔ دوسری عبا قرمزی رنگ کی ہو اور ریشمی ہو، جس پر سونے کی تاروں سے کڑھائی کی گئی ہو۔ عبا کو گھٹنوں سے زیادہ نیچے لمبی نہیں ہونی چاہیے۔ عبا کی پیٹی بھی ریشمی ہونی چاہیے۔ سر پر خوبصورت ریشمی ٹوپی پہننی چاہیے، جس پر سونے کی تاروں سے کڑھائی ہونی چاہیے۔

قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ اس نوع کے قدیم ترین نقش ہیں۔

اسی لائبریری میں تقریباً 1450ء کا لکھا ہوا ایک اور مخطوطہ موجود ہے۔ اس مخطوطے میں تین ایسی جادوئی مہریں دی گئی ہیں جن کے ذریعے پانچ روحوں کو بلایا جا سکتا تھا۔
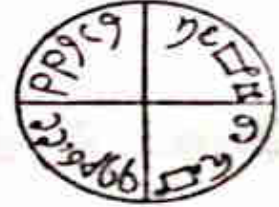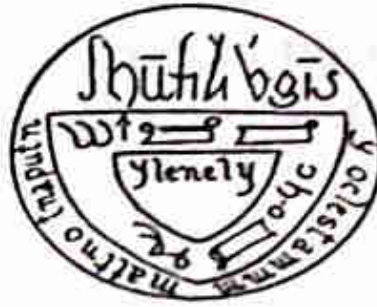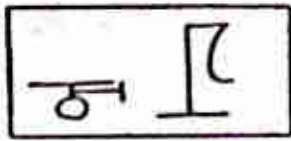
روحوں کو بلانے والی جادوئی مہریں۔

ان روحوں کے نام یہ ہیں: فیتیگن' گاگا گن' بیگان' ڈیگان اور اساگان۔

جادو پر لکھی گئی کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب ''سلیمان کی چابی'' ہے' جس کے مخطوطے پورے یورپ کی عظیم لائبریریوں میں پائے گئے ہیں۔ انہیں انگریزی' فرانسی' جرمن اور اطالوی زبان میں لکھا گیا ہے۔ ان کے متن میں اختلاف ہے اور سب سے پرانا نسخہ سولہویں صدی سے تعلق رکھتا ہے۔ برٹش میوزیم میں اس کے سات نسخے موجود ہیں' جو سولہویں اور سترہویں صدیوں کے درمیان لکھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ پیرس میں بھی اس کے کچھ نسخے موجود ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ چودھویں صدی میں ربیوں نے ان کتابوں کو لکھا تھا۔ بہت سے نسخوں کے تعارف میں بیان کیا گیا ہے کہ انہیں ایک قدیم عبرانی مخطوطے کو سامنے رکھ کر لکھا گیا تھا' جو کہ اب گم ہو چکا ہے۔ تاہم اس قسم کے کسی مخطوطے کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس کتاب میں جادوئی رسومات کی تفصیلات موجود ہیں' جو کہ بلاشبہ بہت دلچسپ ہے۔ لکھا گیا ہے کہ جادو کا عمل کرنے کے لیے موزوں دن اور وقت کا انتخاب انتہائی ضروری ہے۔ ''پھر تلوار سے زمین پر دائرہ اور ہوا میں صلیب بناؤ۔ پھر اپنا تلوار والا ہاتھ زمین پر رکھ دو۔ ضروری ہے کہ تم نے گلے میں تعویذ لٹکائے ہوئے ہوں۔ روحوں کو بلانے کا منتر پڑھنے سے پہلے دائرے کے اندر بخورات سلگاؤ اور پھر منتر پڑھنا شروع کر دو۔''

اس تقریب کا آغاز عبادت سے ہوتا تھا' جو لاطینی زبان میں ادا کی جاتی تھی۔

''جنگ میں بہادری دکھانے کے لیے۔''

''ماضی اور مستقبل کے حالات جاننے کے لیے۔''

''روحیں بلانے کے لیے۔''

''بیماروں کا علاج کرنے کے لیے۔''

''انسانوں کو گدھا بنانے کے لیے۔''

''مردے کو زندہ کرنے کے لیے۔''

ابراہام لکھتا ہے: ''جادو کی بہت سی قدیم کتابیں گم ہو چکی ہیں۔ ان علامات کے ذریعے تم بہت سے حیران کن کام کر سکتے ہو' تاہم میں نے کبھی ان پر عمل نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جونہی میں انہیں نقل کرتا' تحریر مٹ جاتی تھی۔''

ابراہام نے علامات کو استعمال کرنے والوں کو انتباہ دیا ہے کہ اگر نیک عزائم و مقاصد کے علاوہ انہیں استعمال کیا گیا تو بہت برے نتائج برآمد ہوں گے۔ روحوں کو دیکھنے کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جادوئی علامت کو بچے اور جادوگر کی پیشانی پر رکھا جائے۔

بوڈلین لائبریری میں جادو پر لکھا گیا ایک ایسا مخطوطہ موجود ہے جو کہ چودھویں صدی عیسوی میں تحریر کیا گیا تھا۔ اس میں دو نقش دیئے گئے ہیں۔ ایک نقش خفیہ علوم سے آگاہ ہونے کے لیے ہے جبکہ دوسرا نقش روحوں کو بلانے کے لیے ہے۔
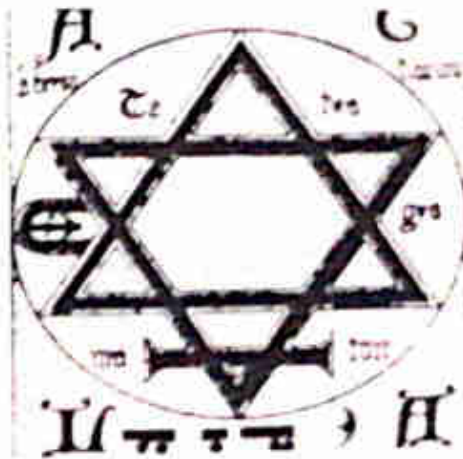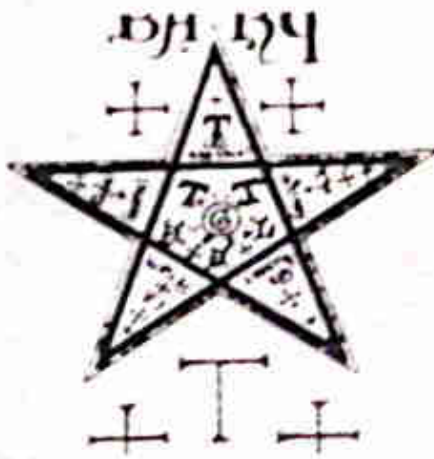
خفیہ علوم سے آگاہ کروانے والا نقش۔

روحوں کو بلانے کے لیے استعمال ہونے والا نقش۔

وقت آ جائے تو خوب ہے اور وہ اگر نہیں آئے تو اس کے پتلے کو اپنے سرہانے تلے رکھ دو۔ تین دن بعد تمہیں معجزے دکھائی دیں گے۔"

"یہی عمل سیب کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے۔ سیب کے درخت سے ایک سیب توڑو اور خفیہ جگہ پر پانی سے دھولو۔ اس کے بعد اسے سر پر اس طرح رکھو کہ یہ نیچے تمہارے پیروں میں گر پڑے۔ اس دوران "Domine Jesu" پڑھتے رہو۔ اس کے بعد غسل کرو اور تین دن تک پاک صاف رہو اور عبادت کرتے رہو۔ یاد رکھو کہ اس عمل سے پہلے نو دن تک کھانے پینے میں زبردست احتیاط کرنا ہوگی۔"

جادوگر کا لباس بھی مخصوص ہوتا تھا' جس کا احوال یوں لکھا گیا ہے:

"جادوگر کو چاہیے کہ سفید اونی لبادہ پہنے۔ گلے میں لٹکائے ہوئے تعویذ لبادے کے اوپر رہنے چاہئیں۔ لبادے پر سینے والے مقام پر درج ذیل نقوش ہونے چاہییں:

"تمہارے جوتے سفید رنگ کے ہونے چاہئیں۔ ان پر بھی ایسے ہی نقوش کندہ ہونے چاہئیں۔ ان دونوں چیزوں کو نو دنوں کے اندر اندر تیار کرنا چاہیے۔ جادوگر کے پاس کاغذ کا تاج ہونا چاہیے' جس پر یہ چار نام درج ہونے چاہئیں:

AGLA, AGLAY, AGLATHA, AULAOTH

انہیں بڑے حروف میں لکھنا ہوگا۔ ان کے علاوہ درج ذیل نقوش کندہ کرنے چاہییں:

"یہ سب کرنے کے بعد لباس اور جوتوں کو دھونی دو اور ان پر مقدس پانی چھڑکو۔"

جادوئی عمل کے مقامات کے حوالے سے ہدایت دی گئی ہیں کہ انہیں "لازماً پوشیدہ اور خفیہ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے صحرا یا جنگل زیادہ موزوں ہیں۔"

جادوئی عمل کا احوال یوں بیان کیا گیا ہے:

عبادت کے بعد منتر پڑھے جاتے تھے' پہلے مشرق کی طرف رخ کر کے' پھر جنوب' شمال اور مغرب کی طرف رخ کر کے۔ اس کے بعد جس روح کو بلانا ہوتا تھا' اس کا نام لے کر اسے پکارا جاتا تھا۔

''اگر روحیں نمودار نہ ہوں تو اپنی پیشانی پر مقدس صلیب بناؤ اور مغرب اور شمال کی طرف منہ کر کے عبادت کرو۔ زمین کو صلیب کا نشان بنا کر مقدس کرو' ہوا میں ہاتھ لہراؤ' سسکیاں بھرو' اس طرح روحیں لوہے کی زنجیروں میں بندھ جائیں گی اور تمہارے سامنے حاضر ہو جائیں گی۔
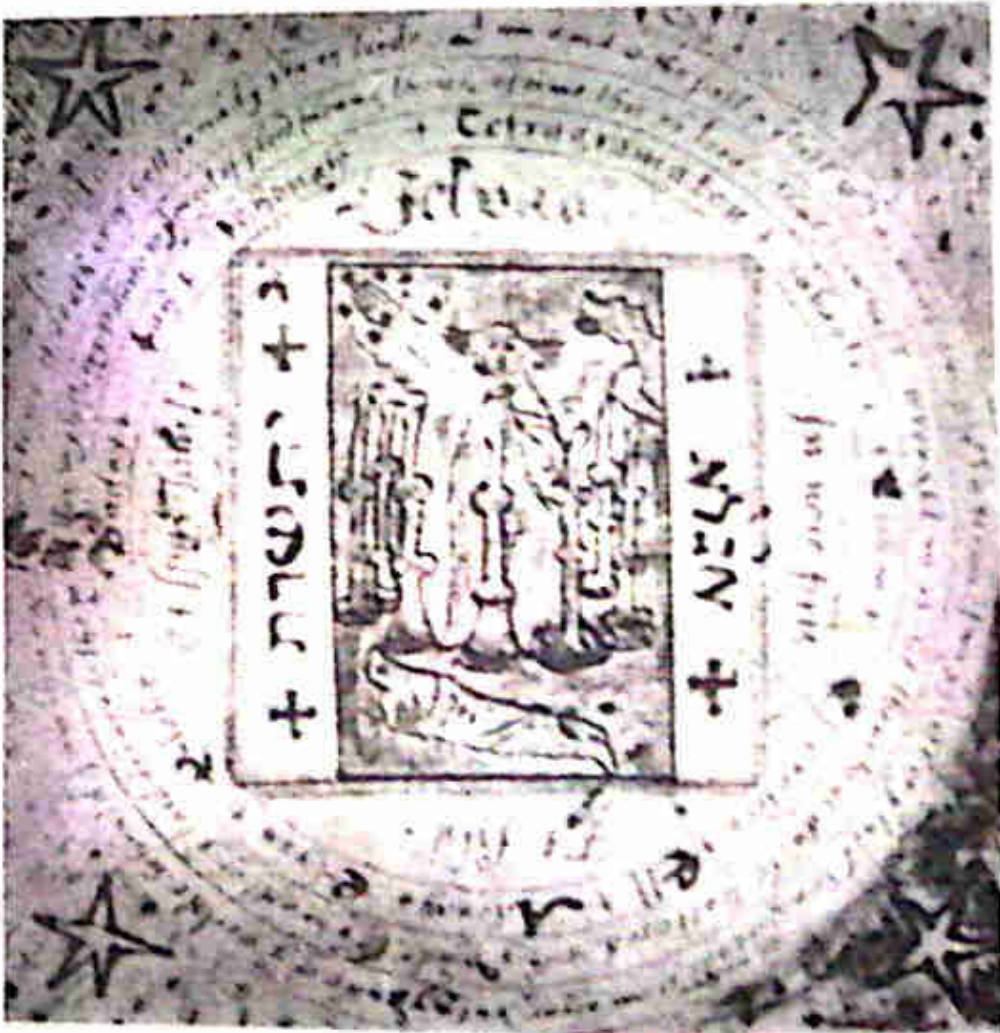
جادوئی دائرہ' جس میں ایک جادوگر کو روحیں بلاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

''سلاخوں کو بھی اسی طرح تیار کرنا چاہیے اور ان پر درج ذیل نشانات کندہ کرنے چاہئیں۔

''اگر تلواروں کو استعمال کرنا ہو تو ان کو پہلے دن سے صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ انہیں دھونی دو اور ریشمی غلاف میں رکھو۔

تلواریں ایسی ہونی چاہئیں:
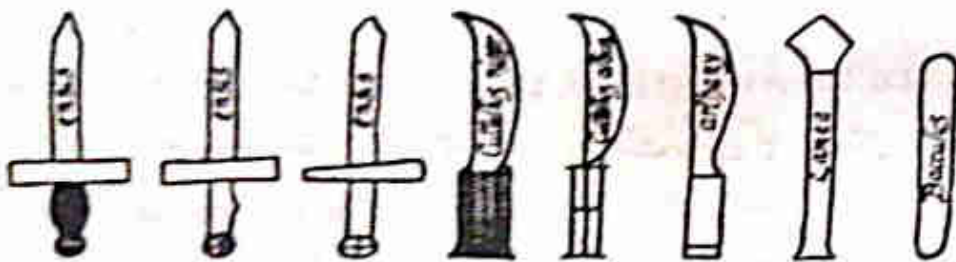
انہیں غیر استعمال شدہ لوہے سے بنانا چاہیے۔''

جادوئی دائرہ کیسے بنانا چاہیے

''تم نے جس جگہ دائرہ بنانا ہو، وہاں مضبوطی سے کھڑے ہو کر چاقو ہاتھ میں لے لو۔ ایک نو فٹ لمبی رسی سے چاروں طرف نشان لگا لو اور پھر ان نشانات کے مطابق دائرہ بناؤ۔ اس کے باہر ایک فٹ کے فاصلے پر ایک اور دائرہ بناؤ۔ دونوں دائروں میں آنے جانے کے لیے ''دروازہ'' ضرور رکھو۔ دائروں کے اندر مقدس عبارتیں لکھو اور دونوں دائروں کے گرد ایک چوکور بناؤ۔ دائرے کے چاروں کونوں میں سلگتے ہوئے کوئلوں سے بھرے عود دان رکھو۔ ان میں وقفے وقفے سے بخورات ڈالتے رہو۔ جادوگر اپنے سامنے ایک فٹ کے فاصلے پر زمین میں تلوار گاڑ دے۔ اس کے بعد جادوگر اپنے شاگردوں سمیت دائرے کے اندر اپنی مخصوص جگہ پر آ جائے گا۔ سب شاگردوں نے تلواریں تھامی ہوئی چاہئیں۔ اس کے

''ایک جادوگر نے عود دان اٹھایا ہوا ہو۔ دوسرے نے کاغذ اور کتابیں اور روشنائی اور بخورات اٹھائے ہوئے ہوں۔ تیسرے کے پاس چاقو ہونا چاہیے۔ چوتھے کے پاس بخورات سلگانے کے لیے کوئلوں والے برتن ہوں۔ استاد جادوگر چاقو سے دائرہ بنائے گا۔ دائرہ بنانے کے بعد وہ دھونی دے گا اور منتر پڑھنے سے پہلے دائرے کے اندر مقدس پانی سے صلیب کا نشان بنائے گا۔ استاد جادوگر کے پاس گھنٹی ہوگی جسے وہ چاروں سمتوں سے ایک ایک مرتبہ بجائے گا۔ اس گھنٹی پر A.V.O.B.Y لکھا ہونا چاہیے نیز درج ذیل نشانات کندہ ہونے چاہئیں:
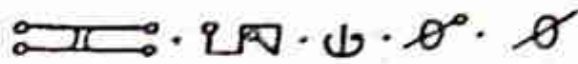
تلواروں اور چاقوؤں کا بیان

''جادوئی عمل میں تلواروں اور چاقوؤں کا ہونا ضروری ہے کہ جن سے دائرے بنائے جائیں نیز دوسرے ضروری کام کیے جائیں۔ چاقو کا دستہ سفید ہاتھی دانت کا ہونا چاہیے۔ اسے ہنس کے خون میں ڈبویا گیا ہو اور اسے ایک خاص دن اور وقت میں بنایا گیا ہو۔ اس کے دستے پر درج ذیل نقوش کندہ ہونے چاہیں:
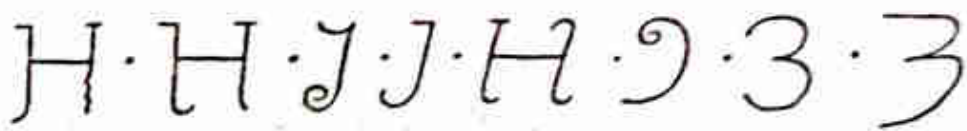
اسے دھونی دو اور اس پر مقدس پانی چھڑکو۔ اس پر منتر پڑھنے کے بعد ریشمی غلاف میں رکھو۔''

بالکل نیا ہونا چاہیے۔"
"شمعیں یا پتلے بنانے کے لیے موم بھی بالکل تازہ استعمال کرنا چاہیے۔ اگر پتلے مٹی سے بنانے ہوں تو دریا کے کنارے والی مٹی استعمال کرنی چاہیے۔"

جادوئی نشانات۔

قربانی

"بعض اوقات سیاہ یا سفید جانوروں کو قربان کیا جاتا ہے اور بعض اوقات سیاہ یا سفید پرندوں کو۔"

ریشمی کپڑے کی اہمیت: جادوئی عمل میں ریشمی کپڑے کی بہت اہمیت ہوتی تھی۔ اس مخطوطے میں لکھا گیا ہے کہ "سب اشیاء کو پاک کرکے لازماً ریشمی کپڑے میں رکھنا چاہیے اور اس پر درج ذیل عبارت لکھنی چاہیے۔

یہ تھیں سولہویں صدی کے جادوگروں کی رسومات وغیرہ کی تفصیلات بمطابق "سلیمان کی چابی"۔ یہ سب جادو اور مذہب کا ایک انوکھا امتزاج ہے۔ باور کیا جا سکتا ہے کہ جادوگر زیادہ تر مرد ہی ہوتے تھے۔ اس کتاب کے دوسرے نسخوں میں بہت سے منتروں اور تجربات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ لینسڈاؤن کلیکشن میں موجود ایک نسخے میں "جادوئی موزے" بنانے کا طریقہ درج ہے۔ جادوئی موزے ہرن کی کھال سے بنانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بعد جادوگر دائرے سے باہر جا کر تمام برتنوں میں کوئلے دہکا کر ان میں بخورات ڈال دے گا۔ وہ ایک شمع جلا کر شمع دان میں رکھے گا۔ اس کے بعد وہ بیرونی دائرے کا ''دروازہ'' بند کردے گا اور گھنٹی بجائے گا اور خود کو اور اپنے شاگردوں کو دھونی دے گا۔ پھر مقدس پانی چھڑکے گا۔ اس کے بعد جادوگر دائرے کے وسط میں پاؤں سے ایک چاقو کو مضبوطی سے تھامے کھڑا ہوگا اور منتر پڑھے گا جبکہ اس کے شاگرد مشرق کی طرف رخ کرکے گھنٹیاں بجاتے رہیں گے۔''

بخورات کا استعمال

''جادو کے عمل میں مختلف طرح کے بخورات استعمال ہوتے ہیں ــــ کچھ خوشبو پھیلانے والے اور کچھ بدبو۔ اگر خوشبو پھیلانی ہو تو مُرمُشک' عود' لوبان وغیرہ استعمال کرو اور ان پر یہ الفاظ پڑھ کر پھونکو:

"DEUS ABRAHAM, DEUS ISSAAK, DEUS JACOB."

اس کے بعد ان پر مقدس پانی چھڑکو اور اس وقت ریشمی کپڑے میں رکھو جب تک جادوئی عمل کے لیے ان کی ضرورت نہ پڑے۔''

''اگر بدبو پھیلانے کی ضرورت ہو تو گندی اشیاء استعمال کرو اور ان پر یہ الفاظ پڑھو:

"ADONAYDALMAY, SALMAY SADAY."

جادوگر کا قلم اور روشنائی

''جب تمہیں جادوئی عمل کے لیے ضروری عبارتیں لکھنا ہوں تو زندہ ہنس کے دائیں پروں میں سے ایک پر توڑو اور توڑتے وقت یہ الفاظ پڑھو:

ARBOG, NARBOG, NAZAY, TAMARAY ۔ اس کے بعد جادوئی چاقو سے پر کو سنوارو' دھونی دو اور مقدس پانی چھڑکو۔ اسے ریشمی کپڑے میں رکھ دو اور اس پر سوئی سے یہ عبارت لکھو:

"Joth, Heth He, Van, Anosbios, Ja, Ja, Ja Antroneton, Salaoth."

اس کو زعفران سے یا زندہ بطخ کو سوئی چبھو کر اس کے خون سے لکھنا چاہیے۔ کاغذ

ستر ہویں صدی کے اوائل میں کسی نامعلوم مصنف کا لکھا ہوا ایک دلچسپ مخطوطہ دریافت ہوا ہے۔ اس نے "جادو کی نو کتابیں" کے عنوان سے درجہ بندی کی ہے' جو درج ذیل ہے:

"پہلی کو Hagage یا جادو کے اداروں کی پہلی کتاب کہا جاتا ہے۔"

"دوسری کتاب ہے: کائنات اصغر کا جادو۔"

"تیسری کتاب کا نام ہے: اولمپائی جادو۔"

"چوتھی کتاب کا نام ہے: ہیسیڈ اور ہومر کا جادو۔ اسے انہوں نے کیسوڈول نامی روحوں کی معاونت سے لکھا تھا' گویا وہ نوع انسان کی دشمن نہیں تھیں۔"

"پانچویں کتاب کا نام ہے: رومن یا سبلین جادو۔ یہ روحوں سے تحفظ کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔"

"چھٹی کتاب کا نام ہے: فیثا غورث اور اس کا جادو۔ اس میں طبعیات' ریاضی' کیمیاگری اور ایسے ہی دوسرے فنون شامل ہیں۔"

"ساتویں کتاب کا نام ہے: اپولونیئس کا جادو۔"

"آٹھویں کتاب کا نام ہے: ہرمیز کا جادو۔ یہ مصری جادو کے موضوع پر ہے جو کہ الوہی جادو ہے۔"

"نویں کتاب کا نام ہے: حکمت' جو کہ سراسر خداوند کے کلام پر منحصر ہے۔"

مصنف لکھتا ہے: "جس شخص کو پیدائشی طور پر جادو کی صلاحیت عطا کی گئی ہو وہی سچا جادوگر ہوتا ہے۔ جو لوگ اس علم کو حاصل کرتے ہیں' وہ ناخوش رہتے ہیں۔" اس کے بعد وہ "جادو کے سات اسرار" کو منکشف کرتا ہے' جو درج ذیل ہیں:

1- نقوش یا فطری اشیاء یا اعلیٰ ترین روحوں کے ذریعے بیماریوں کا علاج کرنا۔
2- زندگی کو خوشیوں سے بھر دینا۔
3- عناصر میں موجود روحوں کو قابو کرنا۔
4- تمام مرئی اور غیر مرئی اشیاء سے گفتگو کرنا۔
5- خداوند کے متعین کردہ آخری وقت تک اپنی زندگی پر قابو رکھنا۔
6- خداوند اور یسوع اور اس کی مقدس روح کو جاننا۔
7- دوبارہ جنم لینا۔

ان موزوں پر ہرن کے خون ہی سے جادوئی نقوش لکھنے ہوتے تھے۔ اس ہرن کو جون کی پچیس تاریخ کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔ اس کے استعمال کے حوالے سے ہدایت دی گئی ہے کہ ''اسے استعمال کرنے سے پہلے سورج طلوع ہونے سے قبل اٹھو اور انہیں کسی ندی کے پانی سے دھوؤ اور باری باری پہن لو۔ اس کے بعد جون کی پچیس تاریخ کو توڑی گئی شاہ بلوط کے درخت کی ایک شاخ تھامو اور جس طرف جانے کا ارادہ ہو اس طرف چل پڑو۔ سفر شروع کرنے سے پہلے زمین پر منزل کا نام لکھو اور روانہ ہو جاؤ۔ تم چند ہی دن میں تھکے بغیر اپنی منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ جب تمہیں قیام کرنا ہو تو صرف "Amech" کہہ کر زمین پر چھڑی سے ضرب لگاؤ۔''

اس مخطوطے میں الف لیلہ والے جادوئی قالین کا بھی ذکر موجود ہے اور ''خزانہ دریافت کرنے کے لیے کسی متعینہ مقام پر جانے کے لیے استعمال کرنے'' کی ہدایت دی گئی ہے۔ ''اس کا قالین نئی سفید اون سے بنا چاہیے۔'' اس کے علاوہ ایک چھوٹے خنجر' ایک تلوار' ایک کلہاڑی' ایک کٹار اور ایک چاقو کا ذکر موجود ہے۔ اس چاقو کو ایناڈامکو کا نام دیا گیا ہے۔ ''اس چاقو کا پھل خمدار اور دستہ گلاب کی لکڑی کا ہونا چاہیے۔'' جادوگر کی چھڑی کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ یہ اخروٹ کی لکڑی کی ہونی چاہیے۔

اس مخطوطے میں مقدس پانی بنانے کا طریقہ بھی دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق چشمے کے صاف پانی کو پیتل یا سیسے کے برتن میں رکھ کر اس میں نمک ملایا جاتا تھا۔

سترہویں صدی میں ''سلیمان کی چھوٹی چابی'' کے عنوان سے لکھے گئے بہت سے مخطوطے دریافت ہو چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں بھی عبرانی سے ترجمہ کیا گیا تھا۔ ان مخطوطوں میں اچھی اور بری ہر طرح کی روحوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک مخطوطے میں لوسی فر' بیل اور دوسری بری روحوں کی رسومات درج ہیں۔ اس میں 72 مہا شیطانوں اور ان کے چیلوں کا بھی ذکر ہے۔ اس مخطوطے کے دوسرے حصے میں راتوں' دنوں اور ساعتوں کے فرشتوں اور ''روحوں کے دیگر طائفوں'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض عبادات اور رسومات میں یسوع ؑ اور مریم ؑ کے ناموں کے استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں عیسوی زمانوں میں متعارف کرایا گیا تھا۔

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جادوئی رسومات میں الوہی ہستی کے نام کی شمولیت کا مقصد بری روحوں سے محفوظ رہنا تھا۔

مر جائے گا؟'' اس مقصد کے لیے بھی پہلے روحوں کو بلانا پڑتا تھا اور پھر انہیں مریض کا نام' رہائشی قصبے کا نام' مقامی چرچ کا نام اور اس کی بیماری بتا کر پوچھا جاتا تھا کہ وہ صحت یاب ہوگا یا مر جائے گا۔

کسی چوری کے بارے میں جاننے کے لیے یہ چور کون ہے' ایک ایسا طریقہ بتایا گیا ہے جو کہ آج بھی برطانیہ کے بعض علاقوں میں رائج ہے۔ اس کتاب میں جادوگر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کاغذ پر تمام مشتبہ افراد کے نام لکھے۔ اس کے بعد انہیں پانی کے برتن میں ڈال دے۔ پھر عبادت کرے۔ جس مرد یا عورت نے چوری کی ہوگی اس کا نام باقی رہ جائے گا اور دیگر نام مٹ جائیں گے۔

اس مخطوطے کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کوئی پادری تھا۔
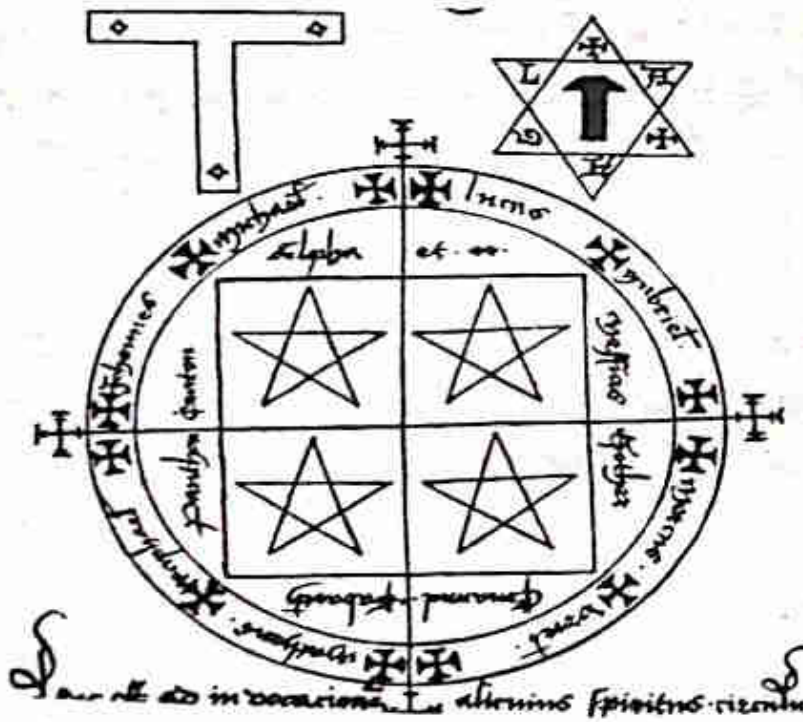
سولہویں صدی کے ایک کیمیا گر اور جادوگر کورنیلیئس اگر پانے ''خفیہ فلسفے کی کتاب یا جادوئی تقریبات'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ مصنف نے روحوں کی وضع قطع تفصیل سے بیان کی ہے اور ان سیاروں کے بارے میں بھی لکھا ہے' جن سے وہ متاثر

''جادو کی مہر'' بنانے کا طریقہ یوں لکھا گیا ہے:

''ایک دائرہ بناؤ۔ اس کے وسط میں حرف اے (A) لکھو۔ اس کی مشرقی سمت میں حروف بی اور سی لکھو۔ شمال میں جی اور بی لکھو۔ مغرب میں ڈی اور ای لکھو' جنوب میں ای اور بی لکھو۔ ہر حصے کو سات سات خانوں میں بانٹ دو' یوں تمام خانے 28 ہوں گے۔ اس کے بعد ہر خانے کو مزید چار خانے میں بانٹ دو' اس طرح کل 112 خانے ہو جائیں گے۔ تم پر بہت سے حقیقی راز فاش ہوں گے۔ یہ دائرہ دنیا کے تمام رازوں کی مہر ہے۔ اس کا مشرقی حصہ حکمت کا آئینہ دار ہے۔

مغربی حصہ قوت کا' جنوبی حصہ ثقافت کا اور شمالی حصہ مشکل زندگی کا عکاس ہے۔''

''جادو کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کا جادو خداوند نے روشنی کی مخلوقات کو دیا ہے۔ دوسری قسم کا جادو اندھیرے کا تحفہ ہے۔ اس جادو کی بھی دو مزید اقسام ہیں۔ ایک کا جھکاؤ مثبت مقاصد کی طرف ہوتا ہے' دوسرے کا برے مقاصد کی طرف۔''

مصنف نے آئینے میں روحوں کا بلانے کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ اس حوالے سے اس نے درج ذیل طریقہ لکھا ہے:

''پہلے اپنے آپ کو خداوند پدر' خداوند فرزند اور مقدس روح کے نام سے پاک کرو۔ پھر عبادت کرو۔ عبادت کے بعد روحوں کو پکارو کہ وہ اس آئینے میں جلد نمودار ہوں۔ روحوں کو تین مرتبہ پکارنا چاہیے۔ جب وہ نمودار ہو جائیں تب ان سے سوال کیے جائیں۔''

مصنف لکھتا ہے کہ ''تم انہیں ایک چھوٹے بچے کے ذریعے بھی بلا سکتے ہو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے عبادت کرو۔ اس کے بعد سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے سے بچے کے ماتھے پر صلیب بناؤ۔ اس کے بعد آئینے کے درمیان میں زیتون کے تیل سے لفظ ہرمیز لکھو۔ پھر بچے کو اپنی ٹانگوں کے درمیان کھڑا کر لو اور اسے کہو کہ وہ خداوند کی مناجات کرے۔ تم خداوند سے التجا کرو کہ وہ نیک روحوں کو بھیج دے۔ تین مرتبہ دعا کرو گے تو آئینے میں تین روحیں نمودار ہو جائیں گی۔ وہ تمہارے ہر سوال کا جواب دیں گی۔ آئینے میں نمودار ہونے کے بعد روحیں اس وقت تک غائب نہیں ہوں گی جب تک سورج غروب نہ ہو جائے یا پھر تم انہیں جانے کی اجازت نہ دے دو۔''

اس کے بعد مصنف مختلف کاموں کے لیے انوکھے فارمولے بیان کرتا ہے۔ پہلا فارمولا اس حوالے سے ہے کہ ''یہ کس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مریض صحت یاب ہو گا یا

"جب رات چھا جاتی اور ستارے جگمگانے لگتے تو وہ نمودار ہو جاتی۔" تاہم تیسرے دن "پہلے صاف شفاف چشمے میں نہانا چاہیے اور صاف ستھرا سفید رنگ کا لباس جادوگر کو لازماً پہننا چاہیے۔ اس کے پاس قلم اور روشنائی ہونی چاہیے اور وہ کسی خفیہ جگہ پر +Agla+ کا لفظ لکھے۔ اس نے شیر یا ہرن کی کھال سے بنی ہوئی پٹی کمر پر لازماً باندھنی چاہیے جس پر خداوند کے نام کندہ ہوں اور سروں پر مخصوص نشانات بنے ہوئے ہوں۔"

تصویر نمبر 1: روحیں بلانے کے لیے استعمال ہونے والا نقش۔

تصویر نمبر 2: جادوگر کا چاقو۔

"سات دنوں کے پتلوں کی کتاب" میں ہفتے کے سات ایام سے موسوم پتلوں کا احوال موجود ہے۔

اتوار کے دن کے لیے استعمال ہونے والا پتلا سونے، پیتل اور زرد موم سے بنایا جاتا تھا۔ اسے تیار کرنے کے بعد اس پر فرشتوں کے نام لکھ دیے جاتے تھے۔ اسے صرف اپریل یا اگست کے مہینے میں چاندنی راتوں میں ہی بنایا جاتا تھا۔

سوموار کے دن کے لیے پتلا چاندی اور سفید موم سے بنایا جاتا تھا۔

منگل کے دن کے لیے پتلا پیتل اور سرخ موم سے بنایا جاتا تھا۔

بدھ کے دن کے لیے پتلا سیسے سے بنایا جاتا تھا۔

ہوتی ہیں۔

''سول کی روح لمبی تڑنگی اور موٹی تازی ہوتی ہے۔ جب وہ نمودار ہوتی ہے تو اس کو بلانے والے کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ زہرہ کی روح درمیانی جسامت والی ہوتی ہے۔ اس کی وضع قطع نفیس ہوتی ہے۔ اس کا رنگ سفید یا سبز ہوتا ہے اور اوپر والا حصہ سنہرا ہوتا ہے۔''

جادوئی عمل کے لیے اگر پا درج ذیل ہدایات دیتا ہے:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک ایسی صاف جگہ منتخب کرو جہاں مکمل خاموشی ہو اور آبادی سے دور ہو۔ اس جگہ ایک میز یا قربان گاہ ہونی چاہیے جس کو سفید لینن سے ڈھانپا جائے اس میز پر قربان گاہ کا رخ مشرق کی طرف ہونا چاہیے۔ اس پر دو موی شمعیں جلائی جانی چاہئیں۔ قربان گاہ کے وسط میں دھات یا مقدس کاغذ کی پلیٹیں رکھو اور انہیں سفید لینن سے ڈھانپ دو۔ اس کے علاوہ قیمتی بخورات اور مقدس تیل بھی موجود ہونا چاہیے۔ قربان گاہ پر عوددان بھی رکھا جانا چاہیے' جسے ان سارے ایام میں سلگتا رہنا چاہیے' جن میں تم عبادت کر رہے ہو۔ تمہیں سفید لینن کا ایسا لبادہ پہننا چاہیے جو آگے اور پیچھے سے بند ہو اور اس میں کمر پر پٹی بندھی ہونی چاہیے۔ سر پر سفید لینن کا رومال باندھو اور اس پر سونے کی یا سونے کا پانی چڑھی ہوئیں پلیٹیں باندھ لو۔ جادوگر اور اس کے رفقا کو ننگے پاؤں مقدس جگہ داخل ہونا چاہیے نیز داخل ہوتے ہی مقدس پانی کا چھڑکاؤ کرنا چاہیے۔ پھر قربان گاہ پر خوشبو چھڑکی جائے اور اس کے بعد قربان گاہ کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک کر عبادت کرو۔ تم سورج طلوع ہونے کے وقت مقدس جگہ داخل ہو سکتے ہو۔ رسم ادا کرنے کے بعد خود پر خوشبو چھڑکو اور ماتھے اور آنکھوں پر مقدس تیل لگاؤ۔''

ایسا لگتا ہے کہ جادوگروں سے خفیہ خزانے کو دریافت کرنے کے بارے میں اکثر سوال کیا جاتا تھا اور اس مقصد کے لیے کچھ خاص روحوں کو بلایا جاتا تھا۔ ان روحوں میں سے ایک کا نام بیسفاو تھا' جس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ وہ ''خوبصورت مرد یا عورت کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔'' اگر پا لکھتا ہے کہ ''وہ تمہیں خفیہ خزانوں کے بارے میں بتائے گی۔ وہ تمہارے لیے سونا چاندی لائے گی۔ وہ تمہیں ایک ملک سے دوسرے ملک اس طرح لے جائے گی کہ تمہاری روح یا جسم کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔''

خزانے بتانے والی روح کو بلانے کی تقریبات تین دن تک جاری رہتی تھیں اور
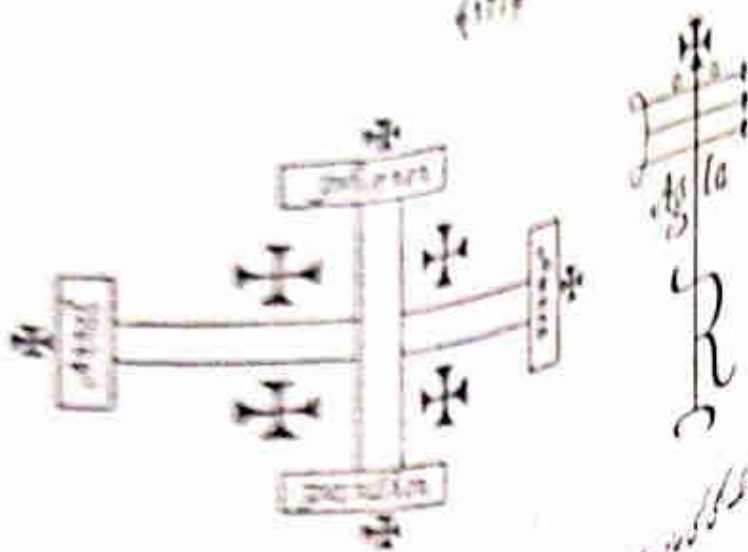
جمعرات کے دن کے لیے پتلا تانبے' زعفران اور زرد موم سے بنایا جاتا تھا۔
جمعہ کے دن کا پتلا سفید موم سے بنایا جاتا تھا۔
ہفتے کے دن کا پتلا صاف تارکول سے بنایا جاتا تھا۔
ان پتلوں کو محبت کے منتروں میں نیز شادی کے لیے جوڑوں کی موزونیت معلوم کرنے کے واسطے استعمال کیا جاتا تھا۔
اس کتاب میں سیتھن (Sathan) نامی اس روح کا ذکر بھی ہے' جس کے ذریعے رومن لوگ ماضی' حال اور مستقبل کے احوال سے آگاہ ہوا کرتے تھے۔
لوگوں کی نظروں سے غائب ہونے کا بھی ایک طریقہ درج کیا گیا ہے' جو یہ ہے:
''بلی کا دل نکال کر اسے بھون لو۔ پھر اس کے اندر ایک لوبیے کا بیج رکھ کر اسے گوبر میں دبا دو۔
جب لوبیا اُگ آئے تو اس کا ایک دانہ اپنے پاس رکھو' تم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ گے۔ اس کے علاوہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ سیسے کا ایک ٹکڑا لو اور اس پر یہ الفاظ لکھو: اسحانوس' سٹیوس' تھرن اور پینٹوکریٹن۔ پھر اس ٹکڑے کو اپنے بائیں پاؤں کے نیچے باندھ لو''
اگر کسی پری کو دیکھنا اور اس سے گفتگو کرنی ہو تو ''دوپہر کے وقت کسی پرانے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر تین مرتبہ میگرم' میگر ینو کہو۔
تم دیکھو گے کہ درخت پر سنہرے رنگ کا پھول کھل رہا ہے۔ اس پھول کو توڑ کر اپنے پاس رکھ لو یہ تمہاری ہر خواہش پوری کرے گا۔ اسی عمل کے ذریعے تمہیں ایک نہایت حسین عورت بھی دکھائی دے گی۔ تم اس سے جو خواہش کرو گی' وہ اسے پورا کرے گی۔''
چودھویں صدی کے ایک مخطوطے میں خرچ ہونے والی رقم کو واپس حاصل کرنے کا ایک طریقہ درج کیا گیا ہے' جو یہ ہے:
''چھچھوندر کی کھال کا بٹوہ بناؤ۔ اس پر ہیلز ہس اور زیئس کائیلس کے الفاظ چمگادڑ کے خون سے لکھو۔ ایک چاندی کا سکہ تین دن تک کسی راستے میں ڈال دو' پھر اسے بٹوے میں رکھ لو۔ جب تم اسے کسی کو دو تو کہو ویڈ ایٹ وائن۔ یہ سکہ تمہارے پاس خود بخود واپس آ جائے گا۔''

جادوگر کے جوتے اور ہیٹ سفید چمڑے کا ہونا چاہیے۔ ان پر جادوئی قلم سے جادوئی نقوش لکھے ہونے چاہئیں۔

جادو کی کتابوں میں کہا گیا ہے کہ جادو کی چھڑی مختلف درختوں کی شاخوں سے بنائی جائے۔ اس کی لمبائی ½19 انچ ہونی چاہیے۔

یہ لوہا قربانی کے چاقو کا ہونا چاہیے اور جب سرے چڑھائے جائیں تب انہیں مقناطیس سے مس کرنا ضروری ہے۔ جادو کی چھڑی کو ''روشنی کا انمول خزانہ'' قرار دیا گیا ہے۔

قربانی ہمیشہ کسی چھوٹے بچے' کتے' بلی یا مرغی کی دی جانی چاہیے۔ کسی معاہدے پر دستخط خون سے کرنے چاہئیں۔ جادوگر کے ساز وسامان کو ریشمی کپڑے سے ڈھانپنا چاہیے۔ اس کا رنگ بھورا یا سیاہ نہیں ہو' ان کے علاوہ ہر رنگ چلے گا۔

اس کپڑے پر کبوتر یا ٹرہنس کے خون سے نقوش بنانے چاہئیں۔ جہنمی مخلوقات کی شکل وصورت کا بیان بڑا دلچسپ ہے:

''لوسی فر ایک لڑکے کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ غصے میں بہت خوفناک ہو جاتی ہے' تاہم عمومی صورت میں اس کی وضع قطع خوفناک نہیں ہوتی۔''

بیلزی بب کی صورت بہت گھناؤنی ہوتی ہے۔ ''وہ کسی مسخ صورت والے بچھڑے یا لمبی دم والی بکری یا دیو پیکر مکھی کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ کسی بچھڑے کی طرح سے آوازیں نکالتا ہے۔''

''ایسٹیر وتھ سیاہ اور سفید رنگ والی ہوتی ہے۔ وہ انسانی صورت میں آتی ہے اور کبھی کبھار گدھے کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ اس کا سانس بدبودار ہوتا ہے۔''

''بیلیئل خوبصورت فرشتے کے روپ میں نمودار ہوتا ہے۔ وہ آگ کے رتھ پر سوار ہوتا ہے۔ اس کی آواز خوش گوار ہوتی ہے۔''

''بیلیتھ زرد رنگ والے ایک خوفناک گھوڑے پر سوار ہو کر نمودار ہوتا ہے۔ جب اسے پہلے پہل بلایا جاتا ہے تو وہ بہت غصے میں ہوتا ہے۔ جادوگر کو بائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہننی چاہیے اور اسے اپنے چہرے کے سامنے رکھنا چاہیے۔''

سولہواں باب

کالا جادو

سترہویں اور اٹھارہویں صدیوں کے دوران فرانس اور اٹلی میں ایسی متعدد کتابیں شائع ہوئیں جن میں سچی جادوئی رسومات کے بارے میں تفصیلات بیان کی گئی تھیں۔

فرانسیسی زبان میں ''کالے جادو کی کتاب'' کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی۔ دراصل اس کتاب میں ''سلیمان کی چابی'' نامی پہلے شائع شدہ کتاب سے کافی استفادہ کیا گیا تھا۔

اس کتاب کے سرورق پر علی بیگ مصری (Alibeck the Egyption) کا نام موجود ہے اور یہ ''میمفس میں 1517ء میں شائع ہوئی تھی۔

ایک اور چھوٹی سی کتاب کا عنوان ''حقیقی کالا جادو'' تھا۔ ایک اور کتاب پر لکھا ہے کہ اسے 1522ء کے ایک مخطوطے کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔

یہ سب کتابیں گھٹیا کاغذ پر بھدے انداز میں شائع کی گئی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ ان کے مصنفین موضوع کے حوالے سے زیادہ معلومات نہیں رکھتے تھے۔

''حقیقی کالے جادو کی کتاب'' میں لکھا گیا ہے کہ جادو کے فن میں نہانا بہت ضروری ہوتا ہے۔ فاقہ کشی کے آخری دن نہانا چاہیے اور جادوگر کو لازماً سر سے لے کر پیروں کے تلوؤں تک گرم پانی سے نہانا چاہیے۔

لباس کے ضمن میں پیٹر ڈی ایبانو کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ یہودی روایت کے مطابق جادوگر کو لینن کا لبادہ پہنا چاہیے۔ اس کا دھاگہ کسی نوجوان لڑکی نے بنا ہو۔

محفوظ کر لی جائے تا کہ اس پر جادوئی دائرہ بنایا جا سکے۔ عظیم رات کو جادوگر کے پاس اس کی چھڑی' بکری کی کھال' پتھر' دو تاج' دو شمع دان اور کنواری لڑکی کی بنائی ہوئیں دو موم بتیاں ہونی چاہئیں۔ اس کے پاس آدھی بوتل برانڈی ہونی چاہیے (آگ بھڑکانے کے لیے) تھوڑا سا کافور اور مرے ہوئے بچے کے چار ناخن ہونے چاہئیں۔ پھر عظیم قبالائی دائرہ بنائے گا اور عمل شروع کر دے گا۔

کالے جادو پر لکھے گئے ایک اور مخطوطے میں بہت سی رسومات درج کی گئی ہیں۔ لکھا گیا ہے کہ ایک رسم کے دوران کالے مرغ کو ذبح کر کے اس کی آنکھیں' زبان اور دل نکال لیے جائیں۔

ZS TZZZVZ VOZZ
ZZZZ7 ZZ?VZZZ
ZSΔUПTΙTПHZX
7 ШZTZQ9ZVOΣN
ΣJXIVANTVШ
VШIXZTZXШNHJ
ZTПZTZ<~EZJZ
EVJΔΓXIJ7Δ

کالے جادو میں استعمال ہونے والے پراسرار نقوش اور حروف۔

''تین عورتوں کی روحوں کو بلانے کے لیے کمرے کو صاف کرو۔ اس میں کوئی فرنیچر نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی پردے ہونے چاہئیں' نہ بیٹ' نہ پرندوں کے پنجرے' نہ بستروں کی چادریں ہیں۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد خوب تیز آگ جلاؤ۔ میز پر سفید کپڑا بچھاؤ۔ میز کے گرد تین کرسیاں رکھو۔ ہر کرسی کے سامنے میز پر روٹی کا ٹکڑا اور تازہ پانی کا گلاس رکھا ہونا چاہیے۔ ایک منتر پڑھنے پر تین عورتیں نمودار ہوں گی تب وہ روٹی کھائیں گی اور پانی پئیں گی۔ تم ان سے جو سوال پوچھنا چاہتے ہو وہ تمہیں فوراً جواب دے گی۔ تم اس سے خفیہ خزانے کے بارے میں بھی پوچھ سکتے ہو وہ تمہیں اس کے بارے میں بھی بتا دے گی۔ رخصت ہوتے وقت وہ تمہیں ایک انگوٹھی دے گی جو تم پہن لو۔ یاد رکھو تمہیں اپنی کھڑکیاں کھلی رکھنی چاہئیں۔''
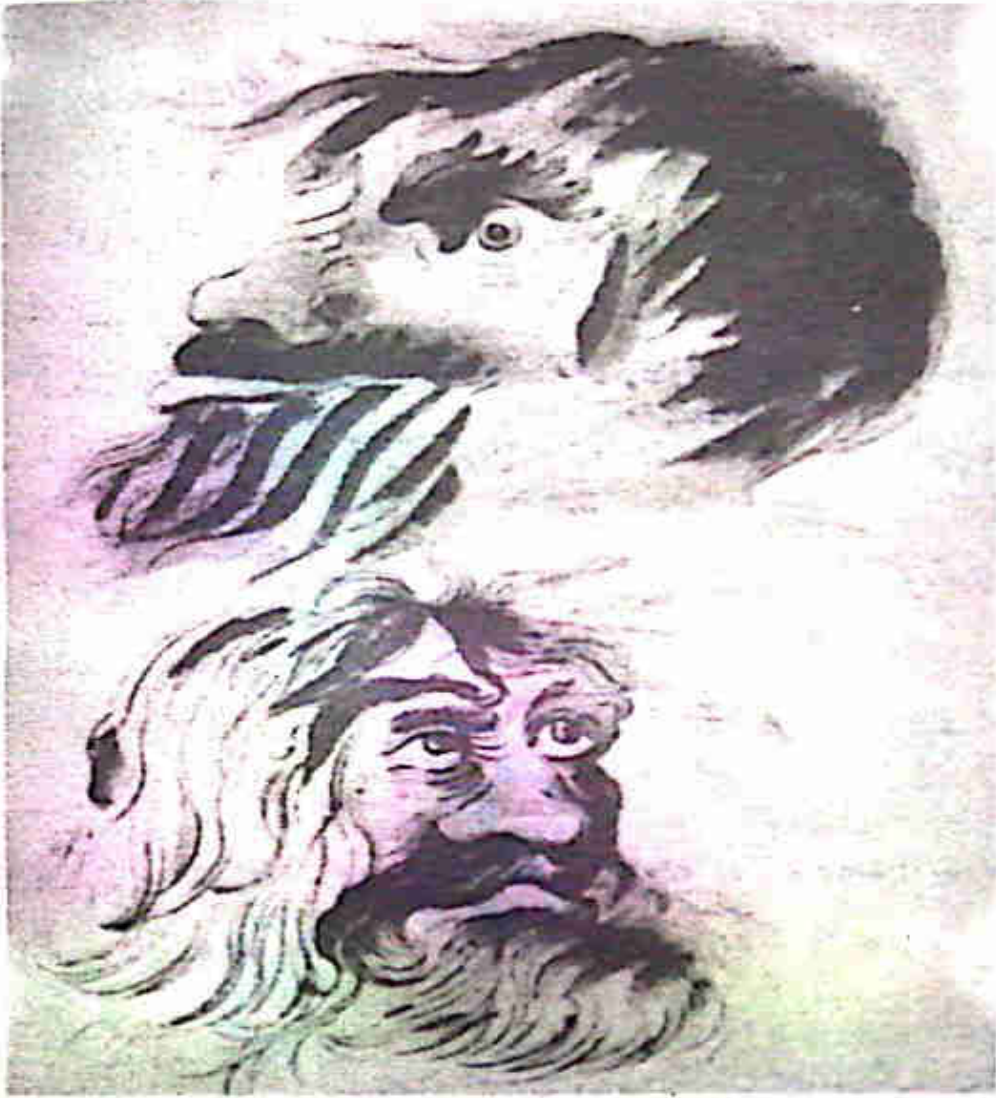
دو بدروحیں۔

''کالے جادو کی عظیم کتاب'' میں لکھا گیا ہے کہ جادوگر کو بری روحوں اور حادثوں سے بچنے کے لیے اپنے پاس جادوئی پتھر لازمی رکھنا چاہیے۔ اسے ایک کم عمر بچہ خرید کر چاند کی تیسری تاریخ کو اس کا سر قلم کردینا چاہیے۔ ذبح کرنے سے پہلے اس کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا اور اس لڑکے کو سبز ڈوری سے باندھنا چاہیے۔ یہ عمل ایسے دور دراز اور ویران مقام پر ہو جہاں کوئی مداخلت نہ کرے۔ جادوگر کو دایاں بازو کندھے تک ننگا رکھنا چاہیے۔ چاقو کا پھل بہت تیز ہونا چاہیے۔ قربانی کے بعد جسم کو آگ لگادی جائے مگر کھال

سینٹ جان کی بائبل کا جادوئی رسومات سے ربط عیسوی سن کے آغاز ہی سے چلا آ رہا ہے۔ سینٹ آگسٹین کے زمانے میں رواج تھا بیماروں کو صحت یاب کرنے کی غرض سے ان کے سر پر سینٹ جان کی بائبل کو رکھا جاتا تھا۔ 1022ء میں مائنز کے نزدیک سیلگنسٹیڈ میں ایک کونسل کا انعقاد کیا گیا تھا' جس میں سینٹ جان کی بائبل پڑھنے پر ممانعت لگا دی گئی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اسے جادوئی مقاصد سے استعمال کیا جاتا تھا۔ گفرڈ نے 1593ء میں لکھا کہ ''بعض لوگ سینٹ جان کی بائبل کا کوئی حصہ اپنے گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔'' آئرلینڈ میں آج بھی یہ عقیدہ موجود ہے کہ اس کو پڑھنے سے دکھتا ہوا گلا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کی پہلی چودہ سطروں کے حوالے سے مانا جاتا تھا کہ انہیں پڑھنے سے بری روحیں دور رہتی ہیں۔ سترہویں صدی کے آغاز میں پوپ پال پنجم نے پادریوں کو حکم دیا تھا کہ جب وہ مریضوں کو دیکھنے جائیں تو ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سینٹ جان کی بائبل پڑھیں۔ شاید اس سے جادوئی اثرات اس لیے موسوم کیے گئے تھے کہ پوپ جان xxii نے ایک سال بیالیس دن تک مسلسل اس کو پڑھا تھا۔ کیالینی لکھتا ہے کہ ''شیطان بائبل کے اس حصے سے بالخصوص خوف کھاتا ہے۔'' اس زمانے میں کتوں کو بھی علاج کے لیے چرچ لے جایا جاتا اور ان کے سروں پر اسے پڑھا جاتا تھا۔ پرانے زمانوں میں تمام بیماریوں سے بچاؤ کے لیے سینٹ جان بائبل کی پہلی چودہ سطروں کو کاغذ پر لکھ کر گلے میں لٹکایا جاتا تھا۔

سولہویں صدی کا ایک اور عجیب و غریب مخطوطہ ''اربائیل کا جادو'' کہلاتا ہے۔ اس کا آغاز ''ستاروں میں رہنے اور انسانوں کی قسمتوں کا حال بتانے والی روحوں'' کے بیان سے ہوتا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ ''یسوع کے سولہ سال بعد روحانی پرنس بیتھر کی حکومت 430ء تک قائم رہی۔ اس کے بعد فیلیج حکمران بنا۔ اس نے 920ء تک حکومت کی۔ اس کے بعد اوچ حکمران بنا۔ اس نے 1410ء تک حکومت کی۔ اوچ کے بعد سے ہیگتھ حکمران چلا آ رہا ہے۔''

ان سب روحوں کی اپنی اپنی مہریں اور سیارے ہوتے تھے اور وہ خاص طرح کے شعبدے دکھا سکتی تھیں۔ انہیں آئینے میں بلایا جا سکتا تھا۔ مصنف لکھتا ہے کہ حقیقی اور الوہی جادوگر خداوند کی تمام مخلوقات کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتا ہے۔ تاہم وہ جھوٹے جادوگر کی بات نہیں مانتی ہیں۔ حقیقی جادوگر وہی ہوتا ہے' جو پیدائشی طور پر جادوگر ہو۔

1515ء میں جادو پر لکھے گئے ایک مخطوطے میں کہا گیا ہے: ''آغاز ہوتا ہے

آکسفورڈ میں رالنسن اینڈ ایشمولیین کولیکشن میں سولھویں صدی کا ایک طویل مخطوطہ موجود ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے انسانی خون سے لکھا گیا تھا۔ یہ 1680ء سے باڈلیین لائبریری میں موجود تھا اور باور کیا جاتا ہے کہ یہ تقریباً 1525ء میں لکھا گیا تھا۔ یہ 32 فٹ لمبا اور ڈیڑھ انچ اونچا چوڑا ہے۔ یہ چمڑے کے پندرہ ٹکڑوں پر لکھا گیا ہے جنہیں آپس میں جوڑا گیا ہے۔ اس کے کناروں پر جادوئی نقوش بنے ہوئے ہیں۔ ہر سطر کے نیچے اور اوپر بھی جادوئی نقوش بنے ہوئے ہیں۔ اس تحریر کا آغاز ایک منتر سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد خداوند کے نام اور سینٹ جان کی بائبل کے پہلے باب کی چودہ سطریں ہیں۔ بائبل اس باب میں جادوئی رسومائی کا بیان ملتا ہے۔ اس کے آخر میں لاطینی زبان میں خداوند کی مناجات ہے۔ شاید اس دستاویز کو ایک طاقتور ٹونا تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس کے ذریعے بری روحوں سے تحفظ کے لیے اچھی روحوں سے مدد مانگی جاتی تھی۔

سبز اژدھے کی شبیہ، جس کے لیے برٹو کی روح کو بلایا جاتا تھا۔

بری روحوں کے نشانات۔

پرانے انگریز بادشاہوں میں سے اکثر بادشاہ جادو میں دلچسپی لیتے تھے۔ بادشاہ ایڈورڈ چہارم نے ایک جادوگر سے کہا کہ وہ برٹو نامی روح سے اس کی گفتگو کروائے۔ برٹو نامی روح سے بہت سی محیرالعقول خصوصیات منسوب تھیں۔ جب اسے بلایا جاتا تو وہ ایک خوبصورت مرد کی صورت میں نمودار ہوتی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ اس سے جو سوال بھی پوچھا جائے، وہ اس کا درست جواب دے سکتی ہے۔ اس کو بلانے والے شخص کو ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ادب اور شائستگی سے پیش آئے۔ یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ ''برٹو کو بلانے والے شخص کے جادوئی دائرے میں ایک اژدھے کی شبیہ بھی لازماً موجود ہونی چاہیے اور اس دائرے کو بچھڑے کی کھال پر بنانا چاہیے۔'' مصنف لکھتا ہے کہ بادشاہ چارلس اول کے پاس زہر سے بچاؤ کا ایک تعویذ ہوتا تھا جو پوپ لیونہم نے اس کے لیے لکھا تھا۔ اس تعویذ پر خداوند اور یسوع کے نام اور +Messias+Sother+Emannell+Sabaoth+ لکھا گیا تھا۔

ان پرانے جادوئی مخطوطوں میں لکھا گیا ہے کہ جادوگر انسانوں اور جانوروں پر جادو کرنے کا اہل ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے جادوگر بری روحوں کو بھی استعمال کرنے کے

سلیمان اور اپولونیئس کے انتہائی شریفانہ فن پر پہلی دستاویزی کا...... وہ فن جسے ''سنہرا پھول'' کہا جاتا ہے۔ اس دستاویز کے مندرجات کو قدیم عبرانی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔'' اس کے پہلے باب میں ''کلدانی' عبرانی اور عرب جادو'' کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''اپولونیئس کا آئینہ'' ہے۔

رالنسن کولیکشن میں ایک مخطوطہ موجود ہے جسے سرخ اور سیاہ روشنائی سے چمڑے پر لکھا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے: ''رازوں کے راز''۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ بچے کی کھال پر منتر لکھ کر عمدہ ریشم میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھو۔ اس کے مالک کا ہر ارادہ پورا ہو جائے گا۔ اسے سونے' چاندی یا کسی جانور کھال میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ اس پر خوشبو چھڑکنی چاہیے۔ اس کی روشنائی تیار کرنے کا طریقہ بھی لکھا گیا ہے۔ اس کی تیاری میں بخورات اور پانی کی جگہ گلاب کا عرق استعمال کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اس میں سات سیاروں سے تعلق رکھنے والے فرشتوں کے نام بھی دیے گئے ہیں' جو یوں ہیں: زحل کا کیسیئل' مشتری کا سچیئل' مریخ کا میسیئل' سورج کا مائیکل' زہرہ کا انیئل' عطارد کا رافیل اور چاند کا گیبریئل۔ اس کتاب میں روحوں کو بلانے کا طریقہ بھی لکھا گیا ہے۔ ''ایک نیا چاقو لو۔ اس کے پھل کے ایک طرف +Alpha+ اور دوسری طرف +Omega+ لکھو۔ اس چاقو سے کھجور کے درخت کی تین ٹہنیاں کاٹو۔ ان ٹہنیوں پر منتر پھونک کر ایک کمرے کی تین سمتوں میں رکھ دو۔ پھر خداوند سے دعا کرو کہ روحوں کو بھیج دے۔ یہ عمل تین راتیں لگاتار کرنا چاہیے۔ تیسری رات روحیں نمودار ہو جائیں گی۔''

آئینے میں روح کو دیکھنے کا بھی طریقہ لکھا ہے۔

برٹش میوزیم میں سولہویں صدی سے تعلق رکھنے والے تاریخی کاغذات میں ایک پھٹی ہوئی کتاب کے چند اوراق موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کائیس کالج' کیمبرج کے بانی ڈاکٹر کائیس کی خفیہ تحریروں میں سے ایک کتاب کے اوراق ہیں۔ وہ اپنے زمانے کا مشہور فزیشن تھا۔ ان اوراق سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جادو کے فن کا بھی ماہر تھا۔ ان اوراق پر جدول بنے ہوئے ہیں' جن میں سیاروں کے نشانات بنے ہوئے ہیں اور ان سے منسوب فرشتوں کے نام درج ہیں۔ آئینے میں روحوں کو دیکھنے کا بھی طریقہ درج ہے۔ اس کے علاوہ دو جادوئی دائرے اور ایک نقش بھی ہے۔ سب سے دلچسپ ورق وہ ہے' جس پر روحوں کو بلانے میں کام آنے والے نشانات بنائے گئے ہیں۔

سترہواں باب

مشہور انگریز جادوگر

انگلستان کا سب سے مشہور جادوگر جان ڈی تھا۔ وہ ملکہ الزبتھ کے دور میں شہرت کی بلندیوں کو پہنچا تھا۔ وہ 1527ء کو پیدا ہوا تھا۔ اس نے چیمسفورڈ کے کینٹری سکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد وہ سینٹ جان کالج کیمبرج میں داخل ہوا۔ وہ ریاضی کے مضمون میں بہت قابل تھا۔ اسی وجہ سے اس کا رجحان نجوم کے علم کی طرف ہوگیا۔ اس نے اس علم میں زبردست مہارت حاصل کرلی۔ 1547ء میں بیس برس کی عمر میں وہ براعظم یورپ کی سیر پر نکلا۔ اس سیاحت کا مقصد ڈچ یونیورسٹیوں کے علماء وفضلاء سے ملاقاتیں کرنا تھا۔ وہاں اس کا تعلق مرکیٹور سے ہوا۔ انگلستان واپس آنے کے تھوڑے عرصے بعد وہ لووین چلا گیا' جہاں سے اس نے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔

1551ء میں اس کی رسائی بادشاہ ایڈورڈ ششم کے دربار میں ہوئی۔ اس سے قبل وہ اپنی دو کتابیں اس کے نام منسوب کرچکا تھا۔ جب 1553ء میں میری ٹیوڈور تخت نشین ہوئی تو اس نے ڈی کو قسمت کا حال معلوم کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس وقت وہ علم نجوم کے ماہر کی حیثیت سے کافی مشہور ہوچکا تھا۔ اس نے شہزادی الزبتھ کا بھی زائچہ بنایا' جوکہ اس زمانے میں وڈسٹاک میں رہتی تھی۔ امکان یہی ہے کہ اس کے تھوڑے عرصے بعد اس نے جادوگری شروع کردی تھی۔ اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ ایک شخص جارج فیرس نے الزام لگایا کہ ڈاکٹر ڈی نے اس کے ایک بیٹے کو جادو کے ذریعے اندھا اور دوسرے کو ہلاک کردیا ہے۔ ڈاکٹر ڈی مشکل میں پھنس گیا۔ اسے گرفتار کرلیا گیا۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ اس پر یہ الزام بھی عائد کیا جانے لگا کہ اس نے ملکہ پر بھی جادو کردیا ہے۔ اسے حراست میں لے کر اس کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ بعدازاں اس کے مکان کو سربمہر کردیا گیا۔ اس پر مقدمہ چلایا گیا' تاہم وہ خوش قسمت ثابت ہوا اور اسے بے گناہ قرار دے کر رہا کردیا گیا۔

ڈاکٹر ڈی کا ایک شاگرد ایڈورڈ کیلی تھا۔ اس نے لوہے کو سونے میں بدلنے والے انمول سفوف سے بھری دو شیشیاں اور کیمیا گری پر ایک قدیم مخطوطہ چرا لیا۔ جلد ہی وہ مشہور ہوگیا۔ ایلیاس ایشمول جیسا شخص لکھتا ہے کہ ''سر ایڈورڈ نے اپنے جادوئی سفوف کے ذریعے لوہے کے ایک ٹکڑے کو سونا بنا دیا۔ ایک شخص نے 4000 پونڈ میں یہ سونا خرید لیا۔''

ہیکن نے بھی سر ایڈورڈ ڈائر کے دیئے ہوئے ایک مشاہدے کا احوال لکھا ہے جس میں "Religio Medici" کا مصنف سر تھامس براؤن بھی مدعو تھا۔ وہ لکھتا ہے: ''سر ایڈورڈ ڈائر کو یقین تھا کہ کیلی کیمیا گر سونا بنانے کا ماہر ہے۔ اس نے ڈاکٹر براؤن اور بشپ آف کنٹیر بری کو بتایا کہ اس نے اپنی آنکھوں سے کیلی کو سونا بناتے دیکھا ہے۔ اس نے بتایا کہ کیلی نے لوہے کا ایک ٹکڑا کڑھائی میں رکھ کر اسے آگ پر رکھا اور جب لوہا پگھل گیا تو اس پر تھوڑا سا سفوف چھڑکا اور ایک چھڑی سے ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد لوہا سونا بن گیا۔ اسے ہر طرح سے پرکھا گیا' وہ خالص سونا تھا۔

بعدازاں کیلی نے دعویٰ کیا کہ ایک فرشتے نے اسے کتاب لکھوائی ہے۔ اس غیرمعمولی کتاب کے دو نسخے آج بھی موجود ہیں۔ ایک باڈلین لائبریری میں ہے اور دوسرا برٹش میوزیم میں۔ اس کا عنوان ''کتاب اسرار'' ہے۔ برٹش میوزیم میں ایک اور مخطوطہ بھی موجود ہے جس کا نام ''ڈاکٹر جان ڈی کے فرشتوں سے مکالمے'' ہے۔

کیلی پراگ جا کر رہائش پذیر ہوگیا تھا۔ یہاں وہ کافی عرصے مقیم رہا۔ آخر وہ بادشاہ رڈولف کے عتاب کا شکار ہوگیا۔ بادشاہ نے اسے ایک قلعے میں قید کروا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ کیلی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کے دوران اونچائی سے گر کر ہلاک ہوگیا۔

اس دوران ڈی برمین میں مقیم رہا۔ اس نے لندن واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ چھ برس انگلستان سے باہر رہا تھا۔ اس دوران اس کی شہرت ختم ہوچکی تھی اور وہ افلاس کا شکار ہوگیا۔ اگرچہ اس کے مکان پر بہت سے اہم لوگ آتے تھے اور اسے پیسے بھی دیتے تھے' تاہم اس کی غربت دور نہ ہوئی اور وہ بیمار پڑ گیا۔ 1584ء میں ملکہ الزبتھ نے اسے ملاقات کا شرف بخشا۔ ملکہ نے اسے مانچسٹر کے کالجیٹ چرچ کا وارڈن مقرر کردیا۔ وہ وہاں 1586ء تک رہا۔ پھر اس کے حوالے سے افواہیں پھیلنے لگیں اور اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جانے لگے۔ لوگ کہتے تھے کہ اس کا شیطان کے ساتھ تعلق ہے۔ ڈی 1608ء میں مر گیا۔ اسے مورٹلیک چرچ میں دفن کیا گیا۔ یہ جگہ اس مکان کے قریب ہے' جہاں وہ لمبے عرصے

اس زمانے میں لوگ نجوم کے علم پر بہت یقین رکھتے تھے۔ ہر طبقے کے لوگوں کو یقین تھا کہ ستارے انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نچلے طبقے کے علاوہ اعلیٰ طبقے کے لوگ بھی زائچے بنوانے کے خواہش مند ہوتے تھے۔ ڈاکٹر ڈی مقدمے کے بعد ان لوگوں میں زیادہ مشہور ہوگیا۔ وہ دربار میں بھی معروف ہوگیا تھا۔ جب الزبتھ تخت نشین ہوئی تو اس کی تاجپوشی کے لیے سعد دن معلوم کرنے کی ذمہ داری ڈاکٹر ڈی کو سونپی گئی۔ ملکہ نے تاجپوشی کے فوراً بعد اسے اعلیٰ مناصب پر فائز کردیا۔ ایک دن تمام درباری اور پریوی کونسل کے اراکین یہ جان کر بہت متجسس ہوئے کہ لنکنز ان فیلڈز میں ملکہ کا ایک موی پتلا پایا گیا ہے' جس کے سینے میں ایک بڑی سی سوئی چبھوئی ہوئی تھی۔ لوگوں کو یقین ہوگیا کہ یہ ملکہ معظمہ کو ہلاک کرنے کی کوشش ہے' چنانچہ ڈاکٹر ڈی کو بلانے کے لیے قاصد بھیجے گئے۔ اس نے آ کر بتایا کہ یہ محض ایک مذاق ہے۔ اس کے بعد وہ ملکہ کو تسلی دینے کے لیے وزیر ولسن کے ساتھ محل گیا۔ ملکہ اس واقعے کے بعد ڈاکٹر ڈی کو بہت اہمیت دینے لگی۔ اس وجہ سے بہت سے لوگ ڈاکٹر ڈی کے مخالف ہوگئے اور افواہیں پھیل گئیں کہ وہ ایک ایسا جادوگر ہے' جو کہ شیطان سے تعلق رکھتا ہے۔ تاہم وہ کھلم کھلا اپنے جادوئی عمل کرتا رہا۔ وہ آئینے میں روحوں کو بلایا کرتا تھا۔ اس کا جادوئی آئینہ بھی بہت مشہور ہے۔ 1570ء میں ڈی مورٹلیک میں رہائش پذیر ہوگیا۔ یہاں اس نے اپنے مکان میں لائبریری اور لیبارٹری بھی بنا لی۔ ملکہ اپنے درباریوں کے ساتھ سیر کو نکلتی تو ڈی کے گھر بھی جاتی اور اس کے نئے شعبدوں کو دیکھتی۔ کہا جاتا ہے کہ یہیں اس نے ملکہ کو اپنا مشہور سیاہ آئینہ دکھایا تھا۔
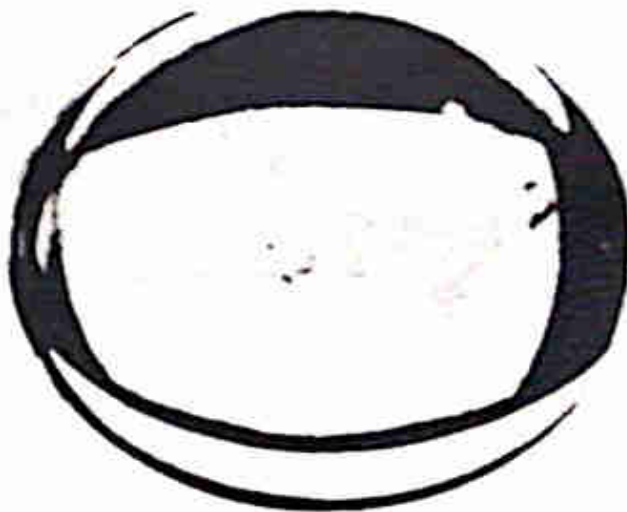
ڈاکٹر ڈی کا جادوئی آئینہ۔

اٹھارہواں باب

جادو، شیکسپیئر کے ڈراموں میں

سولہویں صدی کی معاشرتی زندگی میں جادو جو کردار ادا کرتا تھا، اس کی جھلک شیکسپیئر کے متعدد ڈراموں میں دکھائی دیتی ہے۔ بھوت، پریاں اور مابعد الطبیعیاتی مخلوقات اس کے مخصوص اسلوب کا ایک حصہ ہیں۔ اپنے گیارہ ڈراموں میں اس نے کسی نہ کسی شکل میں مابعد الطبیعیاتی مخلوقات کو استعمال کیا ہے۔

''دی ٹیمپسٹ'' میں ایریئل اور اس کی ماتحت روحیں جادو کے فن سے واقف پروسپیرو کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے خوفناک طوفان پیدا کرتی ہیں اور بادشاہ کے بحری جہازوں کو شدید نقصان پہنچاتی ہیں۔ فتنہ انگیز اور بیہودہ کیلیبان بدمعاش جادوگرنی سائیکوریکس کا حقیقی بیٹا ہے۔ پروسپیرو کے قبضے میں جن، جل پریاں اور دیویاں بھی تھیں۔ شیکسپیئر نے اسے جادوئی دائرہ بنا کر منتر پڑھتے اور قبروں میں پڑی لاشوں کو زندہ کرتے دکھایا ہے۔ ایلانسو، سباسٹیان اور انٹونیو دائرے میں داخل ہوتے ہیں، تو وہ ان پر جادو کر دیتا ہے۔

''کامیڈی آف ایررز'' میں پنچ کا کردار ہے، جو ایفیسس شہر کا استاد ہے اور جادوگر بھی ہے۔ یہ شہر اس زمانے میں جادوئی فنون کے حوالے سے بہت مشہور تھا۔ اینٹی فولس کی بیوی پنچ کو بلاتی ہے تاکہ وہ اس کے شوہر پر قابض بری روح کو بھگائے۔ وہ اسے کہتی ہے:

> ''اے اچھے ڈاکٹر پنچ! تم جادوگر ہو،
> اسے صحت یاب کر دو،
> میں تمہارا ہر مطالبہ پورا کروں گی۔''

پنچ اینٹی فولس سے کہتا ہے:

تک مقیم رہا تھا۔
ڈی کو سائنس سے کافی شغف تھا' جو اس کی تحریروں سے عیاں ہے۔ برٹش میوزیم میں ایک آئینہ اور تین بڑی موی پلیٹیں موجود ہیں' جنہیں اس سے منسوب کیا جاتا ہے۔

ہسٹنگز؛ ملکہ این اور دو شہزادیوں کی روحیں دکھائی گئی ہیں۔ ''کنگ ہنری ششم'' کے دوسرے ایکٹ میں ملکہ کیتھرین بیمار ہوتی ہے تو اس کے سامنے سفید لبادے پہنے ہوئے چھ روحیں نمودار ہوتی ہیں۔ ''جولیئس سیزر'' میں ایک پیشگوئی کرنے والے شخص کو دکھایا گیا ہے۔ ''انتونی اور قلوپطرہ'' میں بھی ایک پیش گوئی کرنے والا شخص دکھایا گیا ہے۔ انتونی مصر سے ایک پیش گوئی کرنے والے شخص کو لاتا ہے اور اسے سیزر کے گھر لے جاتا ہے۔ "Cymbeline" نامی ڈرامے میں خوابوں کی تعبیر بتانے والا ایک کردار موجود ہے۔ ''میکبتھ'' میں جادوگرنی کا کردار ڈرامے کے دو ایکٹوں میں بہت نمایاں ہے۔

شیکسپیئر نے ''پاگل جڑ'' کا بہت ذکر کیا ہے۔ یہ جڑ نشہ آور اثرات کی حامل دکھائی گئی ہے۔ چونکہ اس کو کھانے والے کو جاگتے میں خواب دکھائی دینے لگتے تھے اس لیے اسے ''پاگل جڑ'' کہا جاتا تھا۔ جادوگرنیاں اس جڑ کو اپنے دشمنوں کو جسمانی گزند پہنچانے کے لیے بھی استعمال کرتی تھیں۔ شیکسپیئر نے جادوگرنیوں کے استعمال میں آنے والی دیگر اشیاء کے بھی حوالے دیئے ہیں۔ اس نے مینڈک کے زہر کا بھی حوالہ دیا ہے جسے جادوگرنیاں اکثر استعمال کیا کرتی تھیں۔ اس نے رات کے وقت بوٹیاں اکٹھی کرنے کی روایت کا بھی حوالہ دیا ہے۔ پرانے زمانوں میں لوگوں کو یقین تھا کہ اندھیرا چھا جانے کے بعد جڑی بوٹیوں میں غیر معمولی خصوصیات و اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ساکس اور براؤن کی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ رات کے وقت پودوں کے پتوں میں نشاستہ پیدا ہوتا ہے۔ اس سے قدیم زمانوں کا یہ عقیدہ محض وہم نہیں رہتا۔ ہیملٹ کے باپ کی روح رات کے وقت نمودار ہوتی ہے۔ یہ اس روایت کا حوالہ ہے جس کے مطابق کچھ خاص روحیں دن کی بجائے صرف رات کے وقت ظاہر ہوتی ہیں۔ ویران عمارتوں میں روحوں کے رہنے کا عقیدہ تین ہزار سال پرانا ہے اور شامی بھی اس روایت کو مانتے ہیں۔

''اپنا بازو میری طرف بڑھاؤ تا کہ میں تمہاری نبض دیکھوں۔''

پھر وہ منتر پڑھتا ہے اور کہتا ہے:

''اے اس شخص پر قابض شیطان
میں آسمانی اولیاء کی آشیرواد سے تجھے حکم دیتا ہوں
کہ اس کو چھوڑ کر چلا جا۔''

''اے مڈسمر نائٹس ڈریم'' میں ہم خود کو پریوں کی سلطنت میں پاتے ہیں' جہاں اوبرن بادشاہ ہے۔ اس کی ملکہ کا نام ٹٹانیا ہے۔ ٹٹانیا کی آنکھوں کو ایک بوٹی سے چھو کر دوبارہ پری بنایا جاتا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ شیکسپیئر جڑی بوٹیوں کے حوالے سے مشہور جادوئی روایات سے آگاہ تھا۔ شاید اس جگہ اس نے ''آئی برائٹ'' نامی بوٹی کا حوالہ دیا ہو۔

''کنگ ہنری ششم حصہ دوم'' میں بولنگبروک نامی جادوگر لندن میں ڈیوک آف گلوسیسٹر کے باغ میں روح کو بلاتا ہے۔ بولنگبروگ کے ساتھ مارجری جورڈین نامی جادوگرنی اور ہیوم اور ساؤتھ ویل نامی پادری بھی ہوتے ہیں۔ بولنگبروگ جادوئی دائرہ بنا کر منتر پڑھتا ہے۔ اس کے بعد روح خوفناک کڑک اور بجلی کے لشکارے کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔ بولنگبروگ اس سے سوالات پوچھتا ہے اور وہ ان کے جواب دیتی ہے۔ آخر میں وہ اسے رخصت ہونے کی اجازت دے دیتا ہے۔

جادوئی رسم کی تفصیلات سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیکسپیئر کو جادو کے فن سے بھی مکمل آگاہی تھی۔ اس کے زمانے میں بہت سے جادوگر موجود تھے' جن میں ڈاکٹر ڈی' ایڈورڈ کیلی اور سائمن فورمین وغیرہ شامل تھے۔ شیکسپیئر نے اس زمانے میں موجود جادوئی مخطوطے بھی پڑھے ہوں گے کیونکہ اس کا بھی حوالے ڈرامے میں ملتا ہے۔ اس زمانے میں جادوئی مخطوطے عموماً سرخ اور سیاہ روشنائی سے لکھے جاتے تھے۔ جادوگر کیساتھ ایک شاگرد ہوتا تھا' جو اس کتاب میں سے منتر پڑھتا تھا۔

ڈچس آف گلوسیسٹر' مارجری جورڈین' ساؤتھ ویل' ہیوم اور بولنگبروگ پر جادوگری کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ مارجری جورڈین کو زندہ جلا دیا گیا تھا' ڈچس کو ایک جزیرے میں قید کر دیا گیا تھا اور تینوں مردوں کے سر قلم کر دیئے گئے تھے۔

''رچرڈ سوم'' میں پرنس ایڈورڈ' بادشاہ ہنری ششم' کلارینس' ریورز' گرے' واگن'

پچیسواں باب

جادو جدید دور میں

اگرچہ جادو پر یقین کا زمانہ ختم ہو چکا ہے تاہم اب بھی لوگ قسمت کا حال بتانے والوں، آئندہ بینی اور حاضرات کا عمل کرنے والوں پر یقین رکھتے ہیں۔ الزمہ بیلجئیم میں مروج ہونا پر عمل پولیس سٹیشنوں میں درج کرائی جانے والی رپورٹوں سے عیاں ہوتا ہے۔ یکم اپریل 1895ء کو رپورٹ درج کروائی گئی کہ مائیکل کلیری نامی شخص نے 14 مارچ کو اپنی بیوی کو اس شبے میں زندہ جلا کر ہلاک کر دیا کہ وہ جادوگرنی ہے۔ مائیکل نے اسے تین دیگر افراد کے ساتھ مل کر زندہ جلایا تھا۔ یہ بات جوہانا برک نے حلفیہ بتائی تھی۔ اس نے صبح چھ بجے مکان کو پاک کروانے کے لیے پادری کو بھی بلایا۔ ان افراد پر مقدمہ چلایا گیا اور جرم ثابت ہونے پر مختلف عرصوں کے لیے سزائے قید دی گئی۔ آج بھی ایک خاص طبقے کے لوگ یقین رکھتے ہیں کہ خانہ بدوش جادوگر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیہاتی لوگوں کے بارے میں لوگوں کو یقین ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے باطنی علم کے حامل ہیں۔

پندرہ نومبر 1926ء کو نارتھیمپٹن شائر میں ایک مقدمہ درج کروایا گیا کہ سمتھ نامی خانہ بدوش نے ایک بیوہ کی رقم ہتھیا لی ہے۔ اس پر الزام تھا کہ اس نے بیوہ کی رقم جادو کے ذریعے دگنا کرنے کا جھانسہ دے کر اسے لوٹ لیا ہے۔ اس معاملے کی تفتیش کرنے والے پولیس سپرنٹنڈنٹ نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ بیوہ ان سادہ لوح افراد میں سے ایک ہے جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ خانہ بدوش جادو جانتے ہیں۔ اس نے مزید لکھا کہ "خانہ بدوش جادو" دیہاتی علاقوں میں ایک خطرہ بنتا جا رہا ہے۔

ایک بہتر سالہ بیوہ عورت کے بارے میں رپورٹ درج کروائی گئی کہ وہ جادوئی عملیات کرتی ہے۔ حال ہی میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں رپورٹ درج

وہی اس کا توڑ کر سکتی ہے۔ اس نے ان کے لیے خصوصی کھانا تیار کر کے انھیں کھلایا۔ اس کے علاوہ ان کے جسم پر کسی مرہم کا لیپ کیا اور ہدایت دی کہ وہ اس کے گھر ہی رہیں۔ دیر ہوئی تو ان لڑکیوں کی سہیلیوں کو تشویش لاحق ہوئی۔ انھوں نے پولیس کو ان کے غائب ہونے کی اطلاع دی۔ پولیس ان کی رہنمائی میں اس بوڑھی عورت کے گھر پہنچی تو دونوں بچیوں کی حالت بہت خراب تھی۔ ایک بچی کچھ دیر بعد مر گئی۔ جادوگرنی کو فوراً حراست میں لے لیا گیا۔ بستی والے شدید مشتعل تھے۔ پولیس نے بڑی مشکل سے جادوگرنی کو ان کے غیظ و غضب سے بچایا۔

بچوں کے حوالے سے ایک عجیب و غریب رواج ویلز کے کچھ حصوں میں آج بھی پایا جاتا ہے، جس کے تحت بچوں کو ذہین بنانے کے لیے ان کے کان چھیدے جاتے ہیں۔ یہ کام ایسی عورت چاندنی رات میں کرتی ہے، جس کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اسے اپنے آباؤاجداد سے اس کا ورثہ علم حاصل ہوا ہے۔

جادو پر یقین نہ صرف انگلینڈ کے دوردراز علاقوں بلکہ بڑے گنجان آباد شہروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ سڑکوں پر ایسی کاریں کثیر تعداد میں نظر آتی ہیں، جن پر جادوئی نقش چسپاں ہوتے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ لوگ اس جدید زمانے میں بھی بھٹکنے پر یقین رکھتے ہیں۔ ستم تو یہ ہے کہ ہم مشرق کے لوگوں کی ذہنی پسماندگی پر طنز کرتے ہیں، جو اپنے گھوڑوں کو "بری نظر" سے بچانے کے لیے ان کے ماتھوں سے نیلی مالائیں باندھتے ہیں۔ اس بات پر مشکل ہی سے یقین آتا ہے کہ لندن میں دوا فروشوں کی دکانوں سے ایسی شیشے کی بوتلیں دستیاب ہیں، جن میں پارہ بھرا ہوتا ہے اور بوتل کو چمڑے کے غلاف میں بند کیا گیا ہوتا ہے۔ لوگ ان بوتلوں کو اس یقین کے ساتھ اپنی جیبوں میں رکھتے ہیں کہ وہ ان کی وجہ سے گنٹھیا سے محفوظ رہیں گے۔

ایک سائنسدان نے اعتراف کیا کہ وہ نکسیر کو روکنے کے لیے اپنے گلے میں نو گانٹھوں والی نو ریشمی ڈوریاں ڈالتا ہے۔ اس کی تاثیر میں اضافے کے لیے ہر گانٹھ ایک عورت لگاتی ہے اور ہر مرتبہ دعا کرتی ہے۔

کچھ عرصہ پہلے لندن میں ویسٹ اینڈ کے علاقے میں ایک دکان کھلی تھی جہاں نام نہاد مصری جادوئی نقش فروخت ہوتے تھے۔ دکان دار نے ایسے ان گنت خط نمایاں کر کے لگائے ہوئے تھے، جن میں لوگوں نے ان جادوئی نقوش کارگر ہونے کی تصدیق کی تھی۔

ہوئے اپنے خاوند کا کوئی لباس جلائے گی تو وہ ہرجائی پن چھوڑ دے گا۔ شوہر نے اس معاملے کو نظرانداز کردیا لیکن چند دن بعد اس نے اپنی بیوی کو اپنا ٹراؤزر جلاتے پکڑ لیا۔ اس پر اس نے جادوگر کی سرکوبی کا فیصلہ کیا اور اس پر مقدمہ قائم کردیا۔

بیلجیئم میں حال ہی میں ایک عورت کو ''کالے جادو'' پر عمل کرنے کے جرم میں چار ماہ قید کی سزا دی گئی ہے۔ اس کی ایک شکار عورت کے سر اور جسم میں درد رہتا ہے۔ وہ اس سے اپنا علاج بذریعہ جادو کرواتی رہی۔ اس کی فیس دینے کے لیے اس نے ایک جگہ سے رقم چرائی مگر پکڑی گئی اور جیل بھیج دی گئی۔ جادوگرنی' جس کا نام وکٹورین تھا' اسے ملنے گئی اور اسے کہا کہ وہ اس کے نام کے نعرے لگائے' اس طرح وہ جیل سے آزاد ہوجائے گی۔ وہ عورت اس کی ہدایت کرنے کے باوجود جیل سے آزاد نہ ہوسکی' جبکہ جادوگرنی نے اس مشورے کی فیس بھی بل میں شامل کردی۔ اس کا دوسرا شکار ایک آدمی تھا جس کی بیوی اسے چھوڑ گئی تھی۔ اس نے وکٹورین کی فیس ادا کرکے اسے سے مشورہ لیا تو اس نے اسے ہدایت کی کہ وہ تین پروفیسروں کے ساتھ پچاس میل دور ایک مقام پر جائے۔ وہ تین پروفیسروں کے ساتھ بتائے گئے مقام تک گیا اور واپس آیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی بیوی واپس آگئی! تاہم بدقسمتی سے وہ جلد ہی دوبارہ بھاگ گئی۔ اس مرتبہ وکٹورین کا کوئی جادو اسے واپس نہیں لاسکا۔ چنانچہ اس شخص نے وکٹورین پر مقدمہ قائم کردیا۔

چند سال پہلے ڈیون شائر میں ایک بوڑھی عورت نے منتر پڑھتے ہوئے ایک بھیڑ کے دل میں سوئیاں چبھو دیں او پھر تھوڑی دیر بعد اسے ایک چمنی میں لٹکا دیا۔ اس نے تفتیش کے دوران بتایا کہ اس کا مقصد اپنے ایک ناپسندیدہ پڑوسی کو نقصان پہنچانا تھا۔

مشرقی اینگلیا کے کچھ حصوں میں لوگ آج بھی وچ کرافٹ اور ''بری نظر'' میں یقین رکھتے ہیں۔ نارفوک کے ایک شخص نے بتایا کہ اس کے علاقے کے لوگ ''اچھے اور برے جادو'' میں یقین رکھتے ہیں۔

وچ کرافٹ کا الزام عموماً بوڑھی عورتوں پر لگایا جاتا ہے۔ عام تصور ہے کہ اگر کوئی شخص انہیں تنگ کرے تو وہ جادو کے ذریعے اس شخص کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

حال ہی میں شمالی اٹلی کی ایک بستی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے ازمنۂ وسطٰی کی یاد تازہ کردی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ بستی میں ایک بوڑھی عورت نے دو لڑکیوں کو جو آپس میں بہنیں تھیں' اپنے گھر بلایا۔ اس نے انہیں بتایا کہ ان پر جادو کردیا گیا ہے اور صرف

کر دیا جاتا ہے۔

یہ پرانا مقولہ درست نہیں ہے کہ جو دکھائی دیتا ہے وہ قابل یقین ہوتا ہے۔ جدید دور کے شعبدہ باز ہاتھ کی صفائی کے ذریعے محیرالعقول کام دکھاتے ہیں اور نظر سے تیز حرکات کے ذریعے لوگوں کو آسانی سے بے وقوف بنا سکتے ہیں۔ مشرق کے شعبدہ باز جو کرتب دکھاتے ہیں، وہ بھی اس امر کی ایک مثال ہیں کہ نگاہ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ کسی شخص یا شے کے حوالے سے محیرالعقول باتیں سوچتا رہے، اس کا تخیل اس عجیب و غریب چیزیں دکھا دیتا ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ یہ سب حقیقت ہے۔

سائنس کی ترقی اور تعلیم کے فروغ سے بہت سے اسرار کی حقیقت کھل گئی ہے اور جادو کی اصلیت فاش ہو گئی ہے۔ آج کا جادوگر تو سائنس دان ہے جس کے "جادو" کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ جدید ایجادات اس "جادوگر" کے کرشمے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ ایجادات ماضی کے ہر جادوگر سے منسوب محیرالعقول خصوصیات سے زیادہ حیران کن ہیں۔ آج کے "جادوگر" کا "جادوئی دائرہ" اس کی لیبارٹری ہے جہاں وہ پراسراریت کے بغیر اپنے معجزے دکھاتا ہے۔ اس کی ایجادات اور دریافتیں ان عظیم اسرار کو عیاں کر رہی ہیں، جن کو ماضی میں صرف جادوگر ہی جاننے کا دعویٰ کرتے تھے۔

باکسروں نے لکھا تھا کہ جادوئی نقش نے انہیں اپنے مریضوں پر فتح دلا دی تھی۔ رقاصوں نے لکھا تھا کہ جادوئی نقش کی وجہ سے انہیں رفیق مل گئے تھے۔ جواریوں نے لکھا تھا کہ ان کی وجہ سے انہیں جوئے میں کامیابی ہوئی تھی۔ موٹرکاروں کی ریس میں حصہ لینے والے ڈرائیوروں نے لکھا کہ جادوئی نقش کی وجہ سے انہیں ریس میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

جدید زمانے میں بھی ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کی ان مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ انسان کی فطرت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ ہر کمیونٹی کے لوگ مافوق الفطرت باتوں میں یقین رکھتے ہیں۔ لوگ مستقبل کو پراسرار سمجھتے ہیں اور نامعلوم کے خوف کا شکار رہتے ہیں۔ پوشیدہ باتوں سے آگاہی کی خواہش ساری دنیا کے لوگوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے۔ آج ازمنہ وسطیٰ جیسے جادوگروں کے سامنے آنے پر ہم ہنسیں گے لیکن ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں یقین ہے کہ وہ مردہ لوگوں کی روحوں کو بلا سکتے ہیں۔ ماضی پر نظر دوڑائیں تو ہمیں ایسے بہت سے دانش مند لوگ ملیں گے جو کہ جادو پر یقین رکھتے تھے مثلاً راجر بیکن، کارنیلیس اگرپا وغیرہ۔

اس سب کے باوجود آج تک یہ ثبوت نہیں ملا کہ جادوگر غیرفطرت ذرائع کے بغیر کچھ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اس امر کا بھی کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا کہ کسی مردہ شخص کی روح کرۂ ارض پر انسانی پیکر میں نمودار ہوئی ہو۔ ماضی میں جتنی بھی جادوئی رسومات ادا کی جاتی تھیں، ان کا مقصد سادہ لوح لوگوں کی ضعیف الاعتقادی نیز نامعلوم کے خوف کو استعمال کرتے ہوئے انہیں بےوقوف بنانا تھا۔ ان رسومات کے ساتھ جتنی زیادہ پراسراریت وابستہ کی جاتی اتنا ہی زیادہ عام لوگوں کے ذہن متاثر ہوتے تھے۔ جادوگر ایسی نشہ آور اشیاء کی دھونی دیتے تھے، جن سے لوگوں کے حواس گم ہو جاتے اور وہ دن میں خواب دیکھنے لگتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جادوگر ہپناٹزم وغیرہ کے ماہر ہوں اور اپنی اس مہارت کو پوشیدہ رکھتے ہوں۔ قدیم زمانوں سے "دانا انسان" وہی ہوتا ہے، جو ذہانت اور عیاری سے اپنے کم ذہین رفقاء کو اسرار اور رمزوں کے ذریعے متاثر کیے رکھتا ہے۔ جہاں تک غیرارضی مخلوقات کے دکھائی دینے کا سوال ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ عیار لوگ چمکدار سطح والی اشیاء پر انعکاس کے ذریعے سادہ لوح افراد کو فریب دیتے ہوں کہ یہ روحیں نظر آ رہی ہیں۔ آج کے زمانے میں پرنس، لندن، جیسے بڑے اور جدید شہروں کی تماشا گاہوں میں جو لوگ جادو کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ سب فطری اور طبیعی اشیاء کے ذریعے پیدا کردہ فریب ہوتا ہے، جسے جادو سے منسوب